قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا
RARE BOOK
دمغ الکاذب

ومن نظر اليه بعين التخريب في لباس الترتيب
مات ندامة وخجالة وحسرة وكمدا ۔ اما بعد
احقر السادات سراپا سيئات الراجي الى رحمة
ربه الغني الهادي السيد محمد الشهير بيوسف
الحسيني ابن مقتدا ام الصلحا وامام الكملا شيخ
السادة وزينة المحسنين الذين لهم الحسنى وزيادة
ذي الهمم العلوية والايادي الفاطمية فرع الاماجد
والهمام الماجد بشعر ما قلت في وصفه شيئا
لامدحه ۔ الا وجدت ثناه فوق ما وصف
خازن الحسنات مجمع البركات قدوة بني علي سمي
ابي يوسف النبي مولنا وسيدنا الحاج

اور جسنے دیکھا طرف اوس کلام کی خرابی کی آنکھہ سے لباس ترتیب مین تو مر گیا شرمندگی اور حسرت اور
غم نہانی مین ۔ مشہور ۔ پیشوا و بزرگ سادات ۔ علی رض کی ہمتون والا ۔ فاطمہ رض کی قدرت والا
اولاد بزرگون کا ۔ پیشوائے بزرگ ۔ نہین کہا مین نے تعریف مین اوسکی کچھہ کہ مدح کردن مین اوسکی
مگر یہ کہ پایا مین نے تعریف کو اوسکی زیادہ اوس سے جو تعریف کیا گیا ۔ جامع
نیکیون کا ۔ پیشوا ہے اولاد علی ۔ ہم نام یعقوب نبی کا ۔

لسان یعقوب النخشبی الاورنگ آبادی سلمہ اللہ

عن کل شر بحرمۃ سیدنا محمد خیر البشر و حرمۃ

تجدہ و اعلی مجدہ اہل اسلام کثرہم اللہ تعالی کی خدمت بفیض

مین ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہی اور اوس کا سمجھنا چند مقدمات

کی تمہید پر موقوف ہی اسواسطے اولا اونکو ممہد کرتا ہی امید کہ حضرات طیقہ اسلام

اپنی عقول و ہمایات اور شعریات بلکہ مظنونات مشوبہ بالوہم سے بھی صاف کرکے

اور ادراکات کے میدان مین کحل تجرد لگاکے اوسکے ملاحظہ کی طرف میل فرماوینگے

پہلا مقدمہ یہ ہی کہ اللہ تعالے و تقدس قرآن مجید اور فرقان حمید کے اندر سورۂ

حجر مین ارشاد فرماتا ہی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ یہ رد ہی کفار کے

انکار تنزیل اور استہزا کا جو آنحضرت علیہ و علی آلہ و صحابہ آلاف التحیات و تسلیمات

کے خدام ذوی الاحتشام کے ساتھہ کیا کرتے تھے اور تسلیہ ہے واسطے آپکے

یعنی ہم نے باوجود اسکے کہ ہماری شان بہت بڑی ہی اور آستانہ تعریف

ہمارا نہایت بلند ہی اس ذکر کو جسکا یہ خبثا* انکار رکھتے ہین اور اوسکے عدم نزول کا

بتہمت کرکے تیری طرف نسبت جنون کی کرکے اپنا منہ کالا کرتے ہین ہمنے

---

* یہ شہر اورنگ زیب کا آباد کیا ہوا ہی جو سابق مین حیدرآباد کا پائے تخت تھا خفاظت کرے اللہ تعالی اوسکو اوسکی بنا اور برتر ہو عزت اوسکی ؛؛ تحقیق ہم نے اوتارا قرآن کو اور ہم اوسکے حافظ ہین بہ تسلی دینا ؛؛ جمع خبیث ؛

پر اوتارا ہی اور ہم اوسکے حافظ ہین - یہان * (لہٗ) سکے مرجع مین اختلاف قدماہی فراؔ کا یہ قول ہے کہ (لہٗ) کی ضمیر پیغمبر ؐ کی طرف ہے علیہ الصلواۃ والسلام کیطرف تو معنی اسکے یہ ہونگے کہ ہمنے یہ ذکر اوتارا ہی اپنے پیغمبر پر اور ہم اوس پیغمبر کے حافظ ہین - اور اکثر کے نزدیک مرجع (لہٗ) کا قران ہی تو اس تقدیر پر اسکے معنی کئی طرحپر ہوتے ہین - ایک یہ کہ ہم اوسکے حافظ ہین بمعنی اسبات کے کہ اوسکو ایسا کلام معجز کر دیا ہی کہ کلام بشر سے ہمیشہ ممتاز رہیگا ۔ اگر کوئی شخص اوسمین زیادت یا نقصان چاہے تو ضرور ہے کہ نظم میں تغیر واقع ہو جائیگی پس جسکو عقل صحیح ہوگی معلوم کریگا کہ یہ زیادت یا نقصان قران سے نہین ہی - دوسرے معنی اسطور پر ہونگے کہ اللہ تعالے نے اوسکو ایسا محفوظ کیا ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اوسکے معارضہ پر قادر نہین ہوا - تیسرے معنی اوسکے محفوظ رہنے کے یہ ہین کہ خلق کو اوسکے باطل کردینے کی قدرت نہین اسطرحپر کہ ایک عالم کو اوسکے حفظ کرنے اور درس دینے اور تشہیر دینے کی طرف آمادہ کر دیا ہی کہ آخر یوم بقا تکلیف تک اوسکو شہرت دیتے چلے جائینگے اور وہ شہرت مانع رہیگی تغلیط اور تکذیب سے کہ ایک شیخ مہیب نہایت معزز و معتبر فی الخلق اگر ایک جاے پر اوسمین سے غلطی کرے تو اوسکو نابالغ بچے ٹوک سکتے اور کہہ سکتے ہین کہ حضرت سلامت آپ کو قران غلط یاد ہی یون نہین یون پڑہتے ہین

* یعنی آیہ انا لہ لحافظون ** یہ علم صرف کے امام کا نام ہی + روز محشر -

ایسی حفاظت غور سے دیکھیے تو کسی کتاب کے جہان مین نہین ہوئی جو
کتاب ہے سوا اِس قرآن مجید کے اوس مین کچھہ نہ کچھہ تھوڑی یا بہت
تصحیف وتحریف وتغیر داخل ہوگئی ہے اور اِس کتاب کا مصئون رہنا
جمیع جہات تحریف سے باوجود دواعے متوفرہ کی یہود ونصارے وغیرہما
سے اوس کے ابطال اور افساد پر بڑا معجزہ نمایان ہے کہ تیرہ سو برس
منقضی ہوئی چشم بد دور ایک حال پر ہے اور اِس ایک حال پر
رہنے سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جیسے قرآن مجید وفرقان حمید تغیر وتبدیل
وتصحیف وتحریف سے فی الالفاظ والکلمات محفوظ ومصئون ہے اسی
طرح وہ ترتیب قدیم بہی جو آج تک بدلنے نہین پائی منظور نظر عالی ہے۔
دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات فخر وشرف موجودات
سید ولد آدم ظہر دعون ہجدہ ہزار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے ارشاد فرمایا خَیْرُ الْقُرُونِ قَرْنِی تو قَرْنِی کے لفظ سے ایک اشارہ
لطیف اس بات کی طرف ہے کہ ابوبکر سے لیکر علے رضی اللہ
عنہا تک آن حضرت علیہ وعلی آلہ الاف الصلوٰۃ والتسلیمات کا قرن

---

† بہت سے دعوے ※ لفظون اور کلمون مین ≠ پشت وپناہ ✚ سردفتر اولاد آدم
÷ اچھا سب قرنون مین میرا قرن ہے۔

معارف شمس

کیون کہ لفظ قرآنی مرکب ہے چار حرف سے اور ایک ایک اون میں سے اون حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے اسماء شریفہ کا آخر حرف ہے (ق) قاف آخر حرف ہے حرف صدیق یا عتیق کا کہ اونکا اسم شریف قدیم ہے اور (ر) را آخر حرف ہے حروف عمر کا۔

اور (ن) آخر حرف ہے حروف عثمان کا۔ اور (ی) یاء آخر حرف ہے حروف علی کا۔

اور اس لفظ سے دوسرا اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ عند اللہ مراتب صحابۂ کرام رضے اللہ عنہم کے اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب سے خلافت واقع ہوئی۔

اور اس لفظ سے اور تیسرا اشارہ لطیفہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ خلافت ابو بکر اور خلافت عمر اور خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہم کے مجموع ایام ایک قرن ہے اور اوس کو آپ نے اپنی طرف منسوب کیا اس سے کر کہ ان چاروں کی خلافت کے دن جزہین ہمارے ایام نبوت کے پس جو کچھہ خاص ہماری نبوت کے

دن ٹھیرے ہین وہ جامع ہین ان کے ایام خلافت کو یعنے ثُمَّ وُھُم اَجْزَاءُ قَرْنِی چنانچہ دوسری جگہ سے ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی شخص میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت پر چلیگا وہ فرقۂ ناجیہ سے ہے اور جو اون کی سنّت سے علحدہ چلے گا ایس نے خلاف سنّت کیا وہ بدعتی ہے اور جو بدعتی ہے وہ ناری ہے کیون کہ آپ نے فرمایا ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ پس دریافت کرلو کہ جو کچھہ اون حضرات کے ایام خلافت مین عمل درآمد ہوا ہی اوسکا خلاف بدعت ہی اور ناری ہوتا ہی ازانجملہ ایک امر اہم مہام جمع و ترتیب قرآن ہی جسپر سارے دین اسلام کا دارومدار ہی اوسمین کوئی شخص سخافت رائے سے اپنا دخل اوسکے خلاف اجماع کے دینا چاہیگا تو فرقہ ناجیہ سے باہر نکل جائیگا۔

اور تیسرا مقدمہ یہ ہی کہ ایک دن سلطان انبیا خواجۂ ہر دو سرا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ممبر مبارک پر جلوہ فرماکر پورب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اسطرف سے قرن شیطان نکلے گا سو واقعی صدق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جتنے مخربین دین متین سے نکلے سب اوس ممبر کے

ایام خلافت اور انکے جزہین میرے قرن کی۔ • نجات پانے والا گروہ • سب نو پیدا چیزین گمراہی ہین اور سب ہر گمراہی دوزخ مین جائے گی۔

پورب ہی کی طرف سے نکلے پہلوین مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اور پچھلون مین یہ ہندی چھچی زبان عربی سے بعض متغرا اپنے آبا و اجداد کی علی الرغم چند حذف رنیدونکے طمع مین باوجود دعوے اسلام انجیل مقدس کے ڈنکی پر چوٹ لگانیوالے ۔ سلطان المغوین امام العصات عجب ذات شریف ہے کہان کہان سے اپنا سینگ نکالتا ہے آگے بنظر اسکے کہ قرآن کی بولی ٹھیٹھ عربی ہے اگر کسی عجمی کو اوسکے تخریب کے ہتکنڈے سکھاتا تو عقلاء روزگار پہ کھل جاتا کہ وہ لعین اپنی قسم پوری کرنا چاہتا ہے لیکن اوس سے کچھ بن نہین پڑتا عجم بیچارہ ایسی لسان عربی مبین کے فہم لطائف ترکیب قدرت رکھتا ہے کہ اوسمین اصلاح اور ہیر پھیر کرسے عربی بولی والونکو بہت کچھ ورغلاتا لیکن اعجاز قرآن نے اون کے منہ سنگ گران عجز سے کچل دیے سوا اسکے کہ اُضحوکۂ عالم نہین کوئی سعی اونکی مشکور نہ ہوئی ✤ دیکھو مسیلمہ کذاب خالص خلص عربی بولی کا حاکم تہا باغواے شیطانِ لعین چند عبارات عربی کا تک جوڑ کر کیسا مسخرہ اور اضحوکۂ عالم ہوا چنانچہ ایک عبارت اوسکی جسکو کتاب آسمانی کا سورہ کہتا تہا یہ ہے اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْفِیْلُ مَالَہٗ خُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ وَاِنَّہٗ مِنْ خَلْقَةِ رَبِّنَا لَقَلِیْلٌ اس سورہ کو دیکھئے اور اوسکے دعوی نبوت کو اگر کبھی عرب

ؔ شیطان لعین ✤ سوا ✤ ہاتی کیا ہے ہاتی اور نہین جانتا کہ کیا ہے ہاتی وہ ہے جسکو سونڈ ہے لانبی اور تحقیق کہ ہاتی ہمارے خدا کی مخلوق سے البتہ تہوڑی ہین ۔

سے نکلکر کھیری گیں ٹک کے جنگل مین آتا تو اند من خلفہٖ رہتا لفیلی اس سورہ مین سے

نکالا اتنا کہ وہان ہاتہیون کا حساب نہین اپنے گھر مین بیٹہا لکھیا مین گر بہوڑا کیا بعد

تمہید ان مقدمات ثلثہ کے وہ بات جسکا فہم متوقف تہا ان مقدمات پر عقلاء روزگار

کی خدمات عالیہ مین پیش کیجاتی ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی تحریف و تصحیف و تغیر

و تبدیل کسی نہج سے چاہے تو بناء علی المقدمۃ الاولی وہ فرقہ ناجیہ سے خارج ہوجائیگا

اور جو شخص خلفاے راشدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے متفق علیہ بات کو بدلنا چاہے

وہ مبتدعین مین داخل اور دائرہ سنت و جماعت سے باہر ہو جائے گا اور جو شخص مبتدع

ہے وہ اہل ضلالت سے ہے اور جو اہل ضلالت سے ہے وہ بناء علی المقدمۃ الثانیۃ ناری ہے۔ اور زمان فیض توامان نزول قرآن سے آج تیرہ سو برس تک

کوئی شخص عرب عربا سے یا عجمی قرآن کی تحریف و تبدیل اور مقابلہ پر قادر نہین

ہوا اگرچہ شیطان لعین نے اسباب مین بڑی عرقریزیان کین اور موافق خبر

مخبر صادق مبہر شریف کے پورب کیطرف سے اپنی فہم ناقص سے کچھہ لوگ

اس کلام بزرگ اور شغل سترگ کے واسطے چلے تھے مگر سعی انکی بناء علی المقدمۃ

الثالثۃ مبذول نہ ہوئی اور اول دور سے اس آخر زمانہ تک جب سے

اہل خبیث کی اغوا سے سرا وٹہایا اوسکو اسنے ما بجل ہاہا مین چھوڑ کر آپ غائب غلہ

؎ یہ ایک بڑا جنگل ہے لکھنؤ کے اوتر کو اسمین ہاتی بہت ہوتے ہین ۔

؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ ۲ ج نمرہ ۱

ہوا اور اوس غریب کی زدوکوب پر رحم نہ کہا یا یہ لعین بڑا بے مروت ہے
اللہ تعالیٰ اسکی اور اوسکی دونون کی تسکین ساتھہ ہی باندہے گا چنانچہ فرماتا
ہے کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ
مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ
اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا وَ ذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ اب آپ پوچھین کہ اسبات کے بیان کرنے کی یہ تمہید
مقدمات کیا ضرورت داعیہ عجیبہ لاحق ہوئی ہو؟ تو اسکا جواب یہ ہے
کہ تیرہ سو برس بعد اب پہر اوس خرف لعین نے باقتضائے خرافت کہان سے
سینگ نکالا ہو کاکوری سے وہ ایک قصبہ ہو کہ چند بہولے بہولے لوگ ہندی
وہان بستے ہین اون بہولون مین سے ایک کو جنکو شیخ رفیع الدین سعدی کہتے ہین
اوسنے لوری بنایا بہلا اوسے کوئی کہے کہ اس غریب بہولے کو جسکی مادری
زبان عربی نہین ایسے کام پر کیون آمادہ کیا ہو جسکی جو زبان مادری نہ ہوگی
وہ اوس زبان کے اصطلاحات کب سمجہہ سکتا ہو اور جب سمجہہ نہین سکتا تو
اوسمین اپنا تصرف کیا کر سکے گا۔ کہتے ہین کہ ایک فارسی بان کسی محفل رقص
و سرود ہندی مین حاضر تہا لولی رقاصہ نے گایا موری رانکیلی چہبیلی کسینے کہا

مثل اون بیدینون کا حال مثل شیطان کے ہے جب کہ کہتا ہو انسان سے کہ کفر کر پس جب کفر کرتا ہو کہتا ہو
مین بیزار ہون تجہسے مین خوف کرتا ہون اللہ رب العالمین سے پس ہوگی عاقبت اون دونون کی
یہ کہ دونون ہمیشہ کو آگ مین رہین گے اور یہ جزا ہو ظالمون کی۔

آغا فہمیدی آغا نے کہا چرا نفہمیدم از شصت سال دہقان انگریز نے پوچھا فہمیدی
آغا نے جواب دیا او ذکی شش گی مہرنگین میکند دیا ہو سالہ سے السنہ کا
حال ہے اور جب دوسری زبان کا فہم مشکل ہوا اور بغیر کتب لغات اور اوسکی
صرف و نحو کے اوسکے کسی جملہ کا ترجمہ نہ ہو سکا تو اوسمین کچھ اپنا تصرف کرنا اسکا
سے خالی نہ ہوگا۔ یہ اوسمین گنگتی جو بندہ کی بندد سے مٹھ بھیٹ ہوا اوس
اگر خدا سے کہین سابقہ پڑا تو معاذ اللہ کیسی تانا بہاری کا ڈر ہے۔ یہ شیخ
زین الکا کو رویہ باغواء رفیق المتزنین غالبا بامید احرار مال سے ترتیب تحریب
پر آمادہ ہوتے اور مآل حال یہ ہے بقول ارباب العرفان والکمال اشعار آثار اثر

مَا صَنَعَتْ يَدُ الْأَحْدَاثِ + فِي الشَّيْبِ وَالشُّبَّانِ وَالْأَحْدَاثِ + أَوْ ذِي الْمُعَافِي
مِنْهُمْ وَالْمُبْتَلَى + وَأُولُوا الصَّلَاحِ وَذُو الْفَسَادِ الْعَاتِي وَإِذَا الَّذِي
جَمَعُوهُ طُولَ حَيَاتِهِمْ + نَهْبُ الْعِدَا أَوْ قِسْمَةُ
الْوُرَّاثِ + خَلَطَهُمْ بَعْضًا بِبَعْضٍ أَرْضُهُمْ مَا بَيْنَ
ذُكْرَانٍ وَبَيْنَ إِنَاثٍ + لَكِنَّهُمْ عِنْدَ الْحِسَابِ
يُمَيَّزُوا + مِنْ طَيِّبِينَ وَآخَرِينَ خَبَاثٍ +

خبر دی مجھکو کیا کیا قبر نکی ہاتھ نے۔ بیچ بڈہون اور جوانون اور بچون کی اور صحت والے
اونہین سے اور بیمار اور صلاح والے اور فساد والا عیران اور جو کچھ کہ جمع کیا اونہون نے
زندگی بھر اپنی۔ غارت اعدا ہے یا حصہ ہے وارثون کا۔

يا مَن يُسرّ بمالہٖ لكَ فِی الثّرىٰ * بيتٌ ستسكنہ بغيرِ اثاثِ اب عقلا سے روزگار پر مکشوف و مبرہن ہو کہ یہان سے شیخ صاحب کاکوروی کے کلمات موجزہ کی (جو اندنون رسالہ حسن نمبر گیارہ مین مرقوم ہوئی ہین) شرح کاشف العوام لکھی جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَبِہٖ نَسْتَعِیْن

بیا باغبان خرّمی سازکن ٭ گل آمد در باغ را بازکن

شیخ رفیع الدین صاحب سعدی ہدٰاہ اللہ الیٰ سواء الصراط کے (جنکا ارادہ قرآن کی نئی ترتیب و نیز کا ہے) شاید اسلام کے کمپونڈ (حاطہ) سے باہر ولادت ہوئی ہے کہ باوجود ایسے دعوے بزرگ سے اسلام کے معنی اسلامیونکی تصریح کے محض خلاف بیان کرتے ہین وہ یہ کہ قول ۱ فطرت خدا کا کام

قول اوّل

قران خدا کا کلام اور اون دونو پر ایمان لانا اسکا نام اسلام ہے انتہٰی

اوّل تو ایمان کے معنی اہل اسلام کے نزدیک اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہین اور اسلام عبارت ہے مرکب اصل ایمان اور اعمال جوارح سے یعنے

---

*

اے وہ جو میر کرتا ہے ساتھ مال اپنی تیرے لیے قبر مین۔ گھر ہے کہ رہے گا تو اوسمین بغیر اثاثے کے۔

فقط اعتقاد لانا اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت اور ما جاء بہ النبی
پر ایمان ہے اور ساتھہ اس ایمان کے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ
کا التزام کرنا اسلام ہے یہ بزرگ انہین دونون (فطرت اور قرآن) پر
ایمان لانے کا نام اسلام ٹھہراتے ہین ۔ اوسپے کوئی پوچھے کہ فقط فطرت
اور قرآن پر ایمان لانے کو جب اسلام ٹھہراتے ہو تو ہم پوچھین گے کہ وہ اسلام
اسلام کامل ہے یا اسلام ناقص اگر ناقص ہو تو یون کہنا کہ اسکا نام
اسلام ہے غلط ہوگا کیونکہ اس فقرہ سے تبادر ہی کہ اسلام کامل ہے
اور اگر اسلام کامل ہو تو یہ اعمال صالحہ (نماز و روزہ حج و زکوٰۃ) اسلام سے
باہر نکل جائین گے ۔ اور اگر اسکا جواب یون دین کہ قرآن پر ایمان لانے
کے معنی یہ ہین کہ سب اعمال صالحہ موافق قرآن کے بجا لاوے تو پوچھا
جائے گا کہ یہ فطرت بھی قران کے موافق ہو گی یا کوئی چیز باہر قرآن سے
اگر وہ بھی قرآن سے ثابت ہوتی ہو تو فطرت اور قرآن دو چیزین علحدہ نہ ہوئین
جیسے نماز و روزہ حج و زکوٰۃ الگ الگ نہین ہین ۔ اور اگر وہ قرآن سے
علحدہ کوئی چیز ہے اور قرآن سے ثابت نہین ہوتی تو یا کسی کتاب آسمانی
سے ثابت ہوتی ہو گی یا عقل فلسفی کا ایجاد ہو گا بہر حال اونکے نزدیک اسلام
عبارت ہوا اعتقاد قرآن اور اعتقاد غیر قران سے حالانکہ اسکا نام اسلام
کسی مسلم کے نزدیک نہین ٹھہرا ۔ سوا اسکے ایک اور خرابی یہان ہے وہ یہ

اسد نہا سے ابراھیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید مین مسلم فرماتا ہے اور بقول تمہارے اسلام عبارت ہو فطرت اور قرآن پر ایمان لانے سے تو ضرور ہو کہ اللہ تعالے نے اونکو بھی اسی معنی کر مسلم فرمایا ہوگا۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین قرآن کا نزول نہین ہوا تھا کہ اوسپر ایمان لائے اور مسلم کہلاتے۔ اگر یہ کہو کہ قرآن اگرچہ اونکے وقت مین نہین اوترا مگر اونکو حکم دیا گیا تھا کہ تم ہماری فطرت اور ہمارے قرآن پر ایمان لاؤ تو مسلم ہوگے تو اس تقدیر پر بھی بڑی قباحت لازم آتی ہو وہ یہ کہ خدا کی کتابین چار ہین توریت انجیل زبور فرقان اِن سبکو حق جاننا چاہیئے نہ صرف قرآن کو علاوہ اسکے پوچھا جائیگا کہ فقط قرآن کا حق جاننا صرف اسلام ابراہیمی مین شرط ہو یا ہم محمدیون کے اسلام مین بھی۔ اگر یہان بھی ہو تو *آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ کہنا مناسب نہین بلکہ امنت باللہ وملئکتہ وکتابہ کہنا چاہیئے۔ اور ایسا نہین کہتے بلکہ ایمان بجمیع کتب کو اسلام محمدی مین شرط ٹھہراتے ہین تو اب دو حال سے خالی نہین یا ایمان بجمیع کتب اسلام ابراہیمی مین بھی شرط ہے یا نہین اگر نہین ہی تو اسلام ابراہیمی اور چیز ہے اور اسلام محمدی اور شئے پھر اللہ تعالے کا ارشاد +

---

* ایمان لایا مین ساتھ اللہ تعالے کے اور فرشتون اونکے اور کتابون اوسکی۔

+ اوسنے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے۔

اسکے خلاف ہوا۔ اور اگر اسلام ابراہیمی مین بہی شرط ہی تو پہر ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو (ہماری فطرت اور فقط قرآن پر ایمان لاؤ تو مسلم ہوگی نہین تو نہین) کہنا بالکل کذب وبہتان نکلیگا بہرحال یہ کلمہ شیخ جی سے باقتضاے بے علمی اور بے عقلی صادر ہوا ہی یا استعلام و استدلال عاقلانہ منظور ہے عقلا ہرد ہند گانی سکتہ ایما واشارہ سے اور یہ کام ہی کبہی باظہار حمق ونادانی ہوا کرتا ہی تجربہ کی بات ہی بہکیتونکی گات ہے بقول حافظ؎

روزگارے شد کہ در میخانہ خدمت میکنم	در لباس فقر کار اہل دولت میکنم
تا نگر در دام وصل آرم تدروے خوش خرام	در کمینم انتظار وقت فرصت میکنم

مگر حضرات محمدیہ اسکو حمق ونادانی سمجھتے ہین جسکا مآل خیبتہ وخسران ہے دنیا مین اونکو حیوان ناحق کے ساتہہ ایک ترتیبی مین اور آخرت مین مالک کا مملوک ہونا یقین جانتے ہین دنیا اور لذت دنیا کو بے اصل سمجہتے ہین اور ایسے ماکرین کو اشرار اشعار ٭ أَيَا مَنْ خَلْفَهُ الْأَجَلُ٭ وَمِنْ قُدَّامِهِ الْأَمَلُ ٭ أَمَا وَاللّٰهِ مَا يُنْجِي ٭ لَكَ إِلَّا الصِّدْقُ وَالْعَمَلُ

ترجمہ: ٭ اے وہ شخص کہ پیچھے اوسکے موت ہی اور آگے اوسکے امیدین ہین ٭ خبردار ہو قسم اللہ کی نہین نجات دیگا تجھکو مگر سچائی

سَلِ الْاَیَّامَ عَنْ اُمَمٍ + تُنَبِّئُكَ الْمَاضِیْنَ مَا فَعَلُوْا + اُمَمًا شَغَلُوْا بِاَنْفُسِهِمْ + فَصَارَ لَهُمْ بِمَا شُغِلُوْا + وَصَارُوْا فِیْ بُطُوْنِ الْاَرْضِ + رَهَائِنَ بِمَا عَمِلُوْا + وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ ذَوِی الْ + مَهَابَةِ اَیْنَمَا نَزَلُوْا + وَكَانُوْا یَاْكُلُوْنَ اَطَا + ئِبَ الدُّنْیَا فَقَدْ اُكِلُوْا + +

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

اسکے آگے اونکی اور عقلمندی دیکھیے وہ فرماتے ہین کہ (رقوا ھم) حق و باطل کی تمیز در فارمران قوم کی جہان بین نے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین کچھہ شبہہ باقی نہین رکھا مفسرین کی تفسیرون علماے متقدمین اور متاخرین کے تصنیفات اور بزرگان دین کی تحقیقات نے وہ تمام خدشات لوگون کے دلون سے مٹا دیے جو جہالت کے باعث اونکے متعصب دلون مین جاگزین تھے انتھی یہ دو باتین ہوئین ایک یہ کہ حق و باطل کی تمیز اور رفارمران قوم کی جہان بین نے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین کچھہ شبہہ باقی نہین رکھا دوسری بات یہ کہ مفسرین کی تفسیرون اور متقدمین اور

سوال کر تو زمانہ کو صاحبان ملک سے + ہماری جو گذر گئی ہین کہ کیا کیا اون لوگون سے ایا نہین شغل کیا اونھون نے ساتھہ ذاتون اپنی کی + پس ہو گیا واسطے اونکے ساتھہ اون کے نفسون کے شغل۔ پس ہو گئے بیچ بطون ارض کے + اور مرہون ہوئے بسبب اسکے جو عمل کیے تھے۔ اور تھے آگے اسکے صاحب ہیبت + جہان کہین اوترتے تھے۔ اور تھے کہ کھاتے تھے طیبات + دنیا بس تحقیق کھا لی گئی + +

متاخرین کے تصانیف اور بزرگان دین کی تحقیقات نے لوگون کے دلی
خدشات مٹا دیے تو پہلے سے فقط افضلیت اور سچائی ثابت ہوئی۔ اور
دوسرے سے جاہلانہ خدشات دفع ہوئے۔ اُنسے کوئی پوچھے کہ حق و
باطل کی تمیز کوئی فطری چیز ہے یا اسکے بھی حصول کا سبب تفاسیر مفسرین اور
تصانیف متقدمین اور متاخرین اور تحقیقات بزرگان دین ہی ہے
شق ثانی پر لازم آتا ہے کہ قبل وجود تفاسیر و تصانیف متقدمین و متاخرین
اور تحقیقات بزرگان دین اسلام کی افضلیت اور سچائی مین شبہ تھا جب سے
یہ تفاسیر وغیرہا پیدا ہوے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین بھی شبہہ نہین
رہا اور خدشات جاہلانہ بھی دفع ہوے حالانکہ یہ بات محض غلط ہے قرن
اوّل کے لوگون کو جو اعتقاد افضلیت اور سچائی قرآن کا تھا وہ پچھلون
کو کہان حاصل ہوا کہ اگلون نے اپنی جانین اور سر نثار کردین اور قربان ہوگئے
اور شق اوّل پر یعنے حق و باطل کی تمیز فطری ہو تو تمہاری تصریح کے موافق
یہ تمیز فقط صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہوگی نہ پچھلونکو تو لازم
آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانہ مین لوگون کے دلون سے
خدشے نہین مٹے فقط افضلیت قرآن کی اور اوسکی سچائی ثابت ہوئی
یہ بَیْنَ مَا تَسُوْنَ کی سی بات ہے کہ قبل خدشات مٹنے کے افضلیت اور
اور سچائی ثابت ہو۔ ہان اگر یہ کہو کہ وہ خدشات تمیز فطری کے وقت مین

پیدا ہوسے تھے پیچھے سے پیدا ہوسے جو تفاسیر وغیرہا کے ذریعہ سے
مٹے تو تمیز واجب تہا کہ (جو خدشے تمیز فطری کے بعد پیدا ہوسے وہ
بذریعہ تفاسیر وغیرہا کے مٹ گئے) کہتے نہ یہ کہ تفاسیر وغیرہا سے وہ تمام
خدشات لوگون کے دلون سے مٹا دیے جو جہالت کے باعث اونکے
متعصب دلون مین جاگزین تھے۔

يَا أَيُّهَا الشَّيْخُ كُلُّ مَا تَقُولُ غَلَطٌ + وَكُلُّ مَا تَفْعَلُ سَخَطٌ
أَظُنُّ أَنَّ فِي عَيْنَيْكَ أَوْ جَدَ إِلَى عَشًا + وَعَلَى
قَلْبِكَ غَشًا + لِأَنَّكَ سَكَنْتَ بِهَذِهِ الْمُزَخْرَفَاتِ
إِلَى دَارِ الدَّوَائِرِ + وَانْحَرَفْتَ لِيَ وَالِ السَّالِبِينَ
إِلَى حَرْفِ جُرُفٍ هَارٍ + أَنْتَ رَاحِلٌ وَتَظُنُّ
أَنَّكَ مُقِيمٌ لَابِثٌ + وَغَافِلٌ عَنْ مُلِمٍّ قَلِيلٍ حَادِثٍ
أَشْعَارٌ أَسْكُدْحُ لِنَفْسِكَ قَبْلَ الْمَوْتِ فِي مَهَلٍ +
وَلَا تَكُنْ جَاهِلًا بِالْحَقِّ مُرْتَابًا + إِنَّ الْمَنِيَّةَ مَوْرُودٌ
مَنَاهِلُهَا

+ اسے شیخ جو کچھ کہ تو کہتا ہے غلط ہے اور جو کچھ کہ کرتا ہے وہ کام ناراضی کا ہے مین گمان کرتا ہون کہ
بصیرت مین تیری خلل ہے اور دل پر تیری پردہ ہے اسواسطے کہ تو نے سکون کیا ساتھ ان لغویات کیطرف تمام دنیا
کی اور پہر گیا تو بسبب زوال دین ضعیف کناری کہائیں گرنیوالی کی تو ملنیوالا ہے اور گمان کرتا ہے کہ مین مقیم ہون ٹہ
ٹہرنیوالا اور غافل ہے تو جمع کی ہوئی چیز سے جو تہوڑی حادث ہے ۵ کوشش کر واسطے نفس اپنے کے آگے موت کے بیچ مہلت
کے + اور نہ ہو تو جاہل ساتھ حق کے شک کرنیوالا + تحقیق کہ موت جا ورود مین انہار او سکے۔

لَا بُدَّ مِنْهَا وَلَوْ عُمِّرْتَ أَحْقَابًا + وَفِي اللَّيَالِي
وَفِي الْأَيَّامِ مُجَرَّبَةٌ + يَزْدَادُ فِيهَا ذَوُو الْأَلْبَابِ
آدَابًا + بَعْدَ الشَّبَابِ يَصِيرُ الصُّلْبُ مُنْحَنِيًا +
وَالشَّعْرُ بَعْدَ سَوَادٍ كَانَ قَدْ شَابَا + كَمْ
مِنْ مَهِيبٍ عَظِيمِ الْمَجْدِ مُبَجَّلٍ + دُونَ
السُّرَادِقِ خُرَّاسًا وَحُجَّابًا + أَضْحَى مُعَفَّرًا
ذَلِيلُ الشَّأْنِ مُنْفَرِدًا + وَمَا يَرَى عِنْدَهُ
فِي الْقَبْرِ
بَوَّابًا

اسکے بعد اور کچھ فرماتے ہین جس سے اونکی لیاقت کا ثبوت ہوتا ہے
وہ یہ کہ (قولہ اسلام کی خوبیان کچھ اسلام کی سوسائٹی تک محدود نہین بلکہ
علمائے مسیحی نے منصفانہ رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر
فرمائی ہی اوس سے وہ اعتراضات جو خبث اور تعصب مذہبی کے آئینہ ہین بالکل
مٹ گئے انتہی) اس شخص کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت

ضرور ہی اوس سے اگرچہ تو زندگی دیے جائے بے انتہا
اور بیچ راتون اور دنون کے تجربہ ہی + زیادہ ہوتے ہین صاحب عقل عقلونکو۔ بعد جوانی کے
ہوجاتی ہی پیٹھ ٹیڑھی + اور بال بعد سیاہی کے ہوجاتے ہین سفید۔ بہت ہیبت والے بڑی عزت والے
ٹھہراتے ہین + پاس پردون کے نگاہبان اور حاجب + ہوجاتا ہی خاک آلودہ بے عزت اکیلا + نہین دیکھتا ہی
نزدیک اپنے بیچ قبر کے دربان کو۔

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور رسالت پر فقط عیسائی لوگ اپنے خبث باطنی
اور تعصب مذہبی سے اعتراضات رکھتے تھے وہ اونکے علما کی منصفانہ راے سے
بالکل مٹ گئے حالانکہ جسکو اسلام سے زیادہ دشمنی ہے اوسکے اعتراضات اسلام پر
زیادہ ہونگے مثل یہود اور مشرکین کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَتَجِدَنَّ
أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ
وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً
لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ
بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا
وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

پس حصر کردینا خبث باطنی اور تعصب مذہبی کا فقط مسیحیون مین اور اونہین کے
علما کی منصفی کو موجب رفع اعتراضات ٹھہرانا سراسر بے عقلی کی بات ہے ایسی عقل
کا آدمی قرآن کی نئی ترتیب دینا چاہتا ہے خدا اکا حفظ شامل حال ہے - اور اگر
یون کہے کہ علماے مسیحی کی منصفانہ راے سے جتنے اعتراضات یہود و مشرکین
کے باقتضاے خبث باطنی اور تعصب مذہبی صادر ہوئے تھے وہ مٹ گئے
تو تمہارے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ علماے اسلام کو اتنی قدرت نہ تھی

ف ہر آئینہ پاویگا تو بڑا دشمن مومنون کا یہود اور مشرکون کو اور ہر آئینہ پاویگا تو محبت کرنیوالا مومنون کے
ساتھ اوس قوم کو جو کہتے ہین کہ ہم نصارا ہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ نصارا مین قسیس اور راہب لوگ ہین اور
وہ تکبر نہین کرتے -

کہ علماے یہود اور مشرکین کے اعتراضات کو مٹا دیتے تھے جب علماے مسیحی انکے
ساتھہ شریک ہوے اور منصفانہ راے پر آگئے اوسوقت جتنے اعتراضات تھے
وہ مٹ گئے افسوس تمہارے اسلام پر کہ دعوے اسلام کا کرکے علماے اسلام
کو احمق اور نالایق ٹھہراؤ ہم جانتے ہین کہ جب ایسا اعتقاد اونکے ساتھہ تمکو ہے
تو ضرور ہے کہ اپنی ترتیب مین جہان خرابی پیدا ہوگی علماے مسیحی منصفین سے
استمداد کروگے یہ کار بزرگ تنہا تم سے نہ ہو سکیگا عجب بہیر بہار ہین کچہہ حال
نہین کھلتا تم کسکے موافق اور کسکے مخالف فی الدین ہو کبھی مداح مسیحین ہو اور
کبھی ذام مسلمین اور کبھی اوسکا عکس یہ تمہاری ہتکنڈے غالب ہین کہ سوا ہمارے
کسینے نہ سمجھی ہونگی بقول شاعر ؎

کسینے دربا باندہا کسینے دستان باندہا گرہم نے تو تجھکو اے صنم چنگیز خان باندہا

اشعار

يَا مَنْ بِدُنْيَاهُ اشْتَغَلْ + قَدْ غَرَّهُ طُولُ الْأَمَلْ
أَوَلَمْ يَزَلْ فِي غَفْلَةٍ + حَتَّى دَنَا مِنْهُ الْأَجَلْ +
اَلْمَوْتُ يَأْتِي بَغْتَةً + وَالْقَبْرُ صُنْدُوقُ الْعَمَلْ +
اِصْبِرْ عَلَى أَهْوَالِهَا + لَا مَوْتَ إِلَّا بِالْأَجَلْ +

ف اے وہ شخص کہ ساتھہ دنیا اپنی کے مشغول ہوا تحقیق فریب دیا اوسکو امید کی درازی نے + ہمیشہ رہا
غفلت مین یہان تک کہ نزدیک ہوئی اوس سے موت + موت آتی ہے یکایک + اور قبر صندوق ہے اعمال
کا ۔ صبر کر اوپر ہولون اوسکے + کہ نہین ہے موت مگر حکم سے ۔

آگے آپ کی اور خوش تقریر دیکھئے فرماتے ہین (رقت لہ) قران خدا کا وہ
بے مثل کلام ہے جسکو اوسنے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
فیض ترجمان سے خلق اللہ کو بہیجا اور اوسمین تمام دینی اور دنیوی بہبودیون کا دستور العمل
معاش اور معاد کی تدبیرین توحید اور خداپرستی کی پاک تاثیرین آداب
و اخلاق کی درستی کی مصالحی خوف و رجا کی حالت عذاب و ثواب کے
اسباب دوزخ و بہشت کی کیفیات امور سلطنت و جہانداری کے قواعد
سیاست مدن کے ضابطے رفاہ عام کے طریقے قومی ہمدردی کی تعلیم
ہمسایہ کے ساتھہ سلوک حکمت فلسفہ منطق وغیرہا تمام علوم و فنون کا بیان شرح
و بسط سے کر کے اوسکو تمام دین و دنیا کی بہلائیون کا ملجا و ماوا قرار دیا
(انتہی) اس سارے کلام کا حاصل یہ ہوا کہ قران جامع ہے تمامی حکم
نظریہ اور عملیہ کا پہر حکم نظریہ خواہ اسلامی ہون خواہ فلسفی اور حکم عملیہ خواہ تہذیب الاخلاق
ہون خواہ تدبیر المنزل خواہ سیاست مدنی یہ بہی اسلامی ہون خواہ فلسفے اور
جامع ہے فن منطق اور اور علوم و فنون کا بہی ساتھہ شرح و بسط کے - اہین
اتنی بات توضیح سے ہے کہ یہ کتاب تہذیب الاخلاق اور تدبیر المنزل اور سیاست
مدنی کو جامع ہی خواہ اجمالا ہو خواہ تفصیلا مگر ذات شریف یہ نہین جانتے کہ
تہذیب الاخلاق کسے کہتے ہین اور تدبیر المنزل کیا ہے اور سیاست مدنی کسکا
نام ہے - پہلا جملہ یعنی (اوسمین تمام دینی اور دنیوی بہبودیون کا دستور العمل

یہ جامع تھا تمامی اقسام حکم کو پھر لکھتے ہین (معاش و معاد کی تدبیرین) اس مسئلہ کا حاصل اور پہلے جملہ کا ایک ہی پھر لکھتے ہین کہ (توحید و خدا پرستی کی پاک تاثیرین) (آداب و اخلاق کی درستی کے معاملے) (اور خوف و رجا کی بہت عذاب و ثواب کے اسباب) (دوزخ و بہشت کی کیفیات) یہ پانچ جملہ تہذیب الاخلاق مین داخل ہین حاجت تطویل کی نہ تہی فقط اتنا کہدینا کہ (جامع ہی تہذیب الاخلاق کا) کافی تہا۔ پھر لکھتے ہین (امور سلطنت و جہانداری کے قواعد) سیاست مدن کے ضابطے) (رفاہ عام کے طریقے) (قومی ہمدردی کی تعلیم) یہ چار جملے سب فن سیاست مدن مین داخل ہین حاجت تطویل کی نہ تہی۔ پہر لکھتے ہین (ہمسایہ کے ساتھہ سلوک) اس جملہ کو چاہو تہذیب الاخلاق مین داخل کرو یا تدبیر المنزل مین۔ خیر یہانتک کی توجیہ اور اونکی طرف سے عذر ہو سکتا ہی کہ گو ایک جملہ کا مآل اور دوسرے جملہ کا حاصل ایک ہو مگر تفصیل مین وہ مزا ہے جو اجمال مین نہین اسواسطے ہم نے مفصلاً بیان کیا مگر یہ تو فرمائے کہ قرآن مین حکمت فلسفہ و منطق وغیرہا تمام علوم و فنون کا بیان شرح و بسط سے کہان ہی؟

یہ کہان ہی؟ کہ جسم مرکب ہی ہیولی اور صورت سے جزلایتجزی سے ترکیب اوسکی ثابت نہین ہوئی۔ اور جسم متحرک اور ساکن ہوا کرتا ہے اور حرکت کے تین قسم ہین ۱ حرکت طبعی ۲ حرکت قسری ۳ حرکت ارادی

اور حرکت ذاتی اور حرکت عرضی کس کس مقولہ مین ہوا کرتی ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ ہر جسم کے واسطے مکان ضرور ہے

اور مکان کہتے ہین سطح باطن حاوی کو جو ماس ہو سطح ظاہر محوی کو۔

بُعد معطور اور بُعد موھوم کو مکان نہین کہتے اور یہ قران مین کہان ہے؟

کہ ہر جسم کے واسطے حیز طبعی اور حیز غریب ہوا کرتا ہے اور یہ قرآن مین

کہان ہے؟ کہ زمانہ امکان کا نام ہے اور زمانہ ازلی ابدلی ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ فلک کی حرکت ارادی ہے اور فلک مین ایک

عقل کُلّی ہے اور نفوس جزئیہ ہین اور حرکت اوسکی دائمی ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ ہر ایک فلک کا ھیولی علیحدہ ہے اور عناصر

کا ھیولی ایک ہے۔

اور یہ قران مین کہان ہے؟ کہ جوہر کا مقولہ ایک ہے اور عرض کے نو مقولہ

ہین اور مقولہ جوہر کے نیچے عقل اور نفس اور ھیولی اور صورۃ

اور جسم داخل ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ جو چیز خارج و ذہن مین محتاج مادۂ خاصہ کے نہین

مگر کبھی مقارن ہو جاتی ہے اوسکے ساتھہ اوسکو علم کُلّی اور فلسفۂ اولی

کہتے ہین۔ اور جو شے مقارن ہی نہ ہو اوسکو اثو لوجیا کہتے ہین۔ یہ تو

فلسفہ کا حال مجملاً معلوم ہوا اب فرماے کہ منطق کا بیان شرح و بسط سے

سے قرآن مین کہان ہے ؟

قرآن مین یہ کہان ہر ؟ کہ کلی کے پانچ قسم ہوتی ہین جنس ۔ نوع ۔ فصل

تو ؟ ۔ خاصہ ۔ عرض عام ۔

اور یہ قرآن مین کہان ہر ؟ کہ ہر دو کلی مین چار نسبتون مین سے ایک نسبت

ضرور ہوتی ہے خواہ تساوی کی خواہ تباین کی خواہ عام خاص مطلق

کے خواہ عام خاص من وجہ کے ۔

اور یہ قرآن مین کہان ہر ؟ کہ لفظ مفرد کی خواہ ایک معنی ہون خواہ کئی دو

حال سے خالی نہین ۔ اگر ایک معنی ہونگے تو دو حال سے خالی نہین یا وہ

معنی مشخص ہونگے یا نہ ہونگے ۔ اگر ہونگے تو وہ مشخص جزئی ہوگا ۔ اور اگر نہ ہونگے

تو اوسکے بہت سے افراد ہونگے ۔ پھر دو حال سے خالی نہین یا وہ سب

سارے افراد پر برابر صادق آوینگے یا تفاوت سے ۔ اگر برابر صادق آوین

تو اوسکو کلی متواطی کہتے ہین ۔ اور اگر تفاوت سے صادق آوین تو اوسکو

کلی مشکک کہتے ہین ۔ اور اگر لفظ مفرد کے معنی کثیر ہونگے تو پھر دو حال سے

خالی نہین یا وہ لفظ ہر معنے کے واسطے موضوع ہوگا بوضع علحدہ اوسکو

مشترک کہین گے ۔ اور اگر ایک کے واسطے موضوع ہوا ہو اور دوسرے

مین مستعمل ہو کسی علاقہ سے پھر پہلے مین مشتہر ہو تو اوسکو حقیقت و مجاز کہتے

ہین ۔ اور اگر دوسرے مین مشتہر ہوا ہو تو اوسکو منقول کہین گے ۔ اور

علی ھذا القیاس جمیع مباحث تصورات -

اور یہ قرآن مین کہان ہی؟ کہ قضیہ ایک حملیہ ہوتا ہے اور دوسرا شرطیہ

اور پہر اِن دونون کے اقسام کہان ہین -

اور قرآن مین یہ کہان ہی؟ کہ قیاس دو قسم کا ہے ایک اقترانی دوسرا

استثنائی -

اور قرآن مین یہ کہان ہی؟ کہ قیاس کے چار شکلین ہوتی ہین اور

اونکے انتاج کے کیا کیا شروط ہین - اور علی ھذا القیاس جمیع جزئیات مبحث

التصدیقات ✤

اب کہو یہ سب تمہارا قول دماغ بیمغز کا دروغ ہوا یا نہین اِسکا سبب انتہا

درجہ کا تمہارا جہل ہے یہ علم ہے اور اوسپر یہ دمخم کہ قرآن کی

نئی ترتیب دینے کا دعوے ہی سُبحَانَ اللّٰہ وہ تعالیٰ و تقدس بے پروا

ہے شاید ہندوستان مین ایک دن کی سلطنت پر ✤ چام کی چکتی

✤ قصہ چام کی چکتی کا یون ہی کہ جب ہمایون بادشاہ شیر شاہ سے ہزیمت پاکر بہاگا تو راستہ مین گہبراہٹ سے گہوڑا دریا مین ڈال دیا چونکہ وہان پانی زور پر تہا اِس لیے بادشاہ دریا مین مع گہوڑا ڈوبنے لگا اتفاقاً اوس دریا کے کنارے پر ایک سقہ کہڑا تہا اوسنے پانی مین کود کر بادشاہ کو تہام لیا اور کنارے پر لایا - بادشاہ نے اوس سے کہا مانگ کیا مانگتا ہی - اوسنے کہا اگر پہر خدا تجہکو اِس ملک کا بادشاہ کرے تو مجہکو ایکدن تخت پر بٹہا دینا اتفاق سی بارہ برس کے بعد جب پہر ہمایون معہ افواج قاہرہ ایران ہندوستان مین آیا اور اپنی سلطنت پر قایم ہوا تو سقہ نے جاکر سلام کیا اور وعدہ یاد دلایا - بادشاہ نے موافق اپنے وعدہ کے اوسکو ایک دن تخت پر بٹہا دیا اور کہا کہ سوا ہمارے قتل کے اور جو تیرا جی چاہے سو کر - تو اوسنے اوس دن چمڑے کی چکتی مین سونے کی میخ لگاکر روپیہ کی جاے پر چلا دیا منہ

چلا یا چاہتے ہو۔

کل کو کہاں وہ چام کہاں وہ چلمنی ÷

يَا شَيْخَ الْكَاكُورِي إِلَى مَتَى تَحْرِصُ عَلَى الدُّنْيَا

وَتُثَابِرُ ÷ سَتَصِيرُ وَتُسَافِرُ عَنْ قَلِيلٍ مِنَ الْأَيَّامِ

إِلَى الْأَجْدَاثِ وَالْمَقَابِرِ بِشَعْرٍ كَأَنَّكَ بِالنَّفْسِ

قَدْ أُزْعِجَتْ ÷ وَأُخْرِجَتْ مِنْ قَصْرِكَ الْعَامِرِ

فَدَبِّرْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ الْمَمَاتِ ÷ فَإِنَّ اللَّبِيبَ يَرَى

الْآخِرَ ÷

قول ثانی ۱ ف احسن

آگے اسکے ایک قول طولانی ہے وہ یہ کہ (قولہ) قرآن دینی و دنیوی مقاصد کا وہ جامع و معنی قانون ہے جسکی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت تیرہ سو برس ہوئے نہ اب تک ہوے نہ آیندہ قیامت تک ہوگی اور کیونکر ہو اگر یہی ہو تو کلام خدا اور کلام بشر مین کیا فرق رہجاوے قرآن کے بی انتہا برکتین اور لازوال رحمتین اس امر کی محتاج نہین کہ انسانی قوت بیان کا دسترس اوسکی نورانی اور

÷ اے شیخ کاکوری کے کب تک حرص کرےگا تو دنیا کی اور کب تک اس کام مین لگا رہیگا قریب ہو کر تو جاوےگا اور سفر کرےگا تھوڑے دنون مین طرف قبرون اور مقبرون کے۔ گویا کہ تو ساتھ اپنے نفس کے ہے کہ وہ انقلاب مین ہے۔ اور گویا کہ نکالا گیا تو اپنے مکان معمور (جسم جوان) سے۔ پس تدبیر کر واسطے نفس اپنے کے قبل موت کے پس تحقیق کہ عقلمند دیکھتا ہے انجام کو۔

پاک چہرہ پر تمہیدی کلمات کے ذریعہ سے ہو سکے عرب کی ابتدائی حالت
اور قرآن کے فوری اثر کو جب ہم غور کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں تو نہ ہمکو صرف
ایک معمولی حیرت بلکہ استعجاب کا بہت بڑا طلسم دکھائے دیتا ہے وہ وحشی قومیں
جنکا خونریزی ایک ادنے شعار اور کینہ پروری ایک خاص شیوہ تہا وہ قومیں
جو ایک خفیف سی مخاصمت پر اسدرجہ بر انگیختہ ہو جاتی تہیں کہ جنکی خانہ جنگیاں صدیوں
تک فرو ہونے کا نام نہ لیتی تہین جہالت جنکی گہٹی میں پڑی تہی اور بت پرستی
اور وحشیانہ حرکتیں فطرت ثانی ہو رہی تہیں تہذیب و شائستگی کا نام کوسوں
تک مفقود تہا اور حق پسندی کی ہوا بہی چہو نہ گئی تہی قرآن مجید اور فرقان حمید
کی تعلیم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پر جوش تلقین سنے انکی
ایسی کایا پلٹ کردی کہ دفعتہً وہ تمام فرقہ چاہ ضلالت و گمراہی سے نکلکر اسلام
کے خوشنما منظر میں اپنے ایک خدا پر جان دینے والے اور اپنے سچے
رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی منادی بلند کرنے کے لیے
اطراف کے ملکوں میں پہیل گئے خوش اعتقادی اور مستقل ہمت کے ارادوں
نے چشم زدن میں شہنشاہ عالم کردیا۔ قیاصرہ فارس مصر اندلس
کی عظیم الشان سلطنتیں اونکے ارادوں کے ساتہ اونکے قدموں کے نیچے
تہیں اونکو اپنی سچی خداپرستی پر پورا یقین اور اپنے رسول مقبول الوف
التحیہ والثنا کے کلام پر دلی اعتماد تہا مگر ملک گیری اونکے ہوائے نفسانی

کا نتیجہ نہ تہا بلکہ اشاعت کلمۃ اللہ کا صلہ تہا آخر دلی لازوال نعمتونکی خوبیون نے
ایسا سحر نشا اونکے دلونکو مسخر کرلیا تہا کہ دنیا کیطرف اونہون نے نظر اوٹہا کر بہی
نہ دیکہا وہ دنیا کو ہمیشہ زال بیوا سمجہتے رہے اور الدنیا جیفتہ و طالبہا کلاب
پر کاربند رہے آرائش و تکلفات دنیا ہ ہ اونکی نظرون مین محض سراب
تہے اور ظاہری آرام و چین الدنیا سجن المومنین و جنتہ الکافرین کے خیال
سے حباب آسا عزم فسخ گیری نے اونکے دلونپر دنیا کی بے ثباتی کا
پورا نقشہ جما دیا تہا اور وہ خوب سمجہ گئے تہے کہ یہ زوال پذیر دولت
کل کہان تہی اور آج کسکے پاس ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم
اور کلام معجز نظام کے اثر نے اونکی سدرہ نشکار ہمتون کو آلائش دنیا سے
بالکل محفوظ رکہا اور اونکی سچی خدا پرستی نے اونکو دنیا کیطرف جہونٹہون
بہی رخ نہ کرنے دیا (انتہے) حاصل اس کلام طولانی کا یہ ہے کہ قرآن
ایک قانون ہے مکمل جسکی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ آجتک ہوئی ہے اور
نہ ہوگی اور کیونکر ہو اگر ایسا ہی ہو تو کلام خدا اور کلام بشر مین کیا فرق رہجاوے
اور وہ قانون جامع ہے تمامی مکارم اخلاق کا کہ تہذیب الاخلاق اور
تدبیر المنزل اور سیاست مدنی اور فنون محاربات اور سکے اقسام سے
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تہوڑی سی مدت مین تمام بادیہ نشینان
وجفا پیشگان عرب کو تمامی فنون و اقسام و انواع و اجناس علوم سے زنان

پیرہین آراستہ و پیراستہ کرکے اونکے ہاتھون سے سارے جہان کے
فقہا صرح اور سلاطین اور اکا سرہ اور مخالفین کے گردن ٹشکنی کی
اور سبب اونکی آبادگی کا ایسی کار بزرگ اور شغل سترگ پر سوا اسکے اور کچھہ
نہ تہا کہ وہ ترتیبات قدیمہ قرآن کے جو ادراث ثلثہ مین واقع ہوے اور
ترتیبات اوس زمانہ کے لوگونکے واسطے اور اوس زمانے کے مابعد والونکے
واسطے اسباب لحوق جوشش و خروشش و علل تامہ جانبازی و
فدائیت تہے جو اونسے ظہور مین آئی + اسکے بعد اور تہوڑا اسا چلکر یہ ذات
شریف کہتے ہین کہ (مین بحیثیت ایک محمدی کے کہ کلام اسلام سچائی مین
سرگرم اور فرقہ حنیفہ کے پاک شرب مین کاربند ہون اور کافر ہون
اگر اسلام کو ہر امور مین غیر مذاہب پر ترجیح نہ دون لیکن مین یہ ضرور
کہونگا کہ قرآن کی ترتیب موجودہ زمانہ حال کی بہت ناموزون ہے) حاصل
اس قول کا یہ ہی کہ اسلام کی سچّی اور اچّہے اور افضل ہونے مین کسیطرحکا
ہمکو شک نہین ۔ فقط اتنی بات ہی کہ قرآن کی ترتیب قدیمہ اس زمانہ کی
مناسب نہین) ان دونون قولونکو ملاؤ تو حاصل یہ نکلتا ہی کہ قرآن مین
جتنے منافع اور اعجاز قدیم زمانہ مین تھے وہ اب تک موجود ہین کسیطرحکا فرق
نہین یعنے پہلے لوگ جسطرح اوسپر ایمان لاتے تہے اوسیطرح پر اب بہی
ایمان لاتے ہین اور جیسے عبادات اور معاملات مین اوسکے احکام متدرجہ

پر عمل کرتے تھے وہ اب بھی ہے بلکہ ماشاء اللہ یوماً فیوماً ترقی پر ہے مگر
ایک بات جو پہلے تھی وہ اب نہین ہے وہ یہ کہ اوسکے پڑھنے اور سننے
سے دلون مین جوش آوے اور مسلمین فتوح بلاد اور ممالک ستانی پہ آمادہ
ہون تو اسکا سبب سوا اسکے اور کچھ نہین کہ ترتیب قدیم سے جس سے
مسلمین کو جوش آتا تھا وہ اس زمانے کے مناسب نہین اوسکو بدلنا
چاہیئے کہ پھر ویسا ہی جوش و خروش جو پہلے ترتیب والونکو تھا اس زمانہ
والونکو بھی حاصل ہو اور سلطنتون پر اوسی جوش و خروش کے ساتھ
حملہ کرین اور بنیان انتظام ممالک سلاطین موجودہ حال مین خلل انداز
ہون اور نکلے ہوے ملک ضعف تاثیر ترتیب اول قران سے جو تحت تصرف
مسلمین اولین زیر شمشیر ہو گئے تھے پھر ہاتھ آجائین انتہی - یہ ترتیب
حال کی غایت اونکے کلام سے ظاہر ہوتی ہے اگر واقع مین یہی سوجھی
ہے جیسا کہ سیاق و سباق قرین سے ظاہر ہوتا ہے تو اس ہوش
وحواس گم کردہ نے بڑا بھاری سبب ذلت و خواری اسلامیان حال پیدا
کیا ہے اور وہ ممکن نہین معلوم ہوتا سوا اسکے کہ اسکا خبط ظاہر ہو - یہان ایک
بات کا شبہ تھا کہ قرآن مین کسیکا دخل نہین نہ ترمیم و تنسیخ مین نہ
ترتیب مین بلکہ ترتیب اوسکے توقیفی یعنی الٰہی ہے اور جب ترتیب قدیم
الٰہی ہوئی تو یہ ترتیب ثانی جس سے استمداد اور استمتاع مقصود ہے

آدمی کے نسخے خصوص ہندی سے ہے کیونکہ ہو سکے گی تو آپ ہوشیار ہو گئے
سے نہوڑا آگے چلکے اور ایک قول او گلی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ترتیب خلیفہ ثالث کے وقت مین ہوئی ہے ۔ اور جب ترتیب اوسکے
کسینے بشرین سے دی تو دوبارہ بھی پھر ترتیب دینا ممکن ہوا وہ
قول یہ ہے کہ (ہمارے پیارے محمدی بھائیون کا اعتقاد کامل ہے
کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ
عنہ کے دست مبارک سے ہوئی اور اسیوجہ سے آپ کا لقب جامع القران
ہے) یہ پیارے محمدی بھائی اسنکے جنکا یہ اعتقاد کامل ہے کہ کلام مجید
کی ترتیب خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دست مبارک
سے ہوئی انہین کے مشرب کے ہونگے دہاتی جنہون نے کبھی ہاتی
نہ دیکھا تھا کہین رات کو اونکے گاؤن سے نکلگیا صبحکو اوسکے پیر کا نشان
دیکھکر اپنے لال بوجھکڑ سے پوچھنے گئے تھے اوسنے کہا ”بوجھین لال
بجھکڑ اور نہ بوجھے کوئی + پاؤن مین چکی باندہ کے ہرن نہ کودا ہوے
محمدی لوگ جو حقیقت مین محمدی ہین وہ اسکے قایل نہین کہ خلیفۂ ثالث
رضی اللہ عنہ مرتب ہین البتہ ایک معنے کر جامع ہونے کے سب قایل
ہین ۔ اب تم جامع کو مرتب کہو تو تمہاری کمال زیرکی کی بات ہے
اری میان تو نے یہ باتین کسیسے نہین سنین تو اب سن لے کہ قرآن

کی ترتیب قدیم توقیفی یعنے آئی ہے کسی بشر کو اوسمین دخل نہین اگر دخل ہوا ہے تو فقط جمع قرآن مین اَکْتَافْ وَلِخَافْ وعُسُبْ وغیرہا سے زمان کرامت نشان حضرت خلیفہ اوّل رضے اللہ عنہ مین اور ساتھ جمع کے باقی رکھنے مین لغت قریش پر اور اختلاط لغات سے صاف کرنے مین عہد عدالت مہد حضرت خلیفہ ثالث رضے اللہ عنہ مین نہ کسی آیت کے نکالنے مین جو زمان فیض نشان حضرت سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام مین داخل تھی چنانچہ دو صحیح حدیثون سے یہی ظاہر ہوتا ہے ✣

حدیث اوّل

حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوبَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

ح ✣ جمع کتف بمعنی بازو ⁂ سفید پتھر ✣ کھجور کی پتّی -

ترجمہ حدیث کی ہمکو بخاری نے موسیٰ ابن اسمعیل سے اور اونہون نے ابراہیم بن سعد سے کہا ابراہیم نے حدیث کی ہمکو ابن شہاب نے عبید بن سباق سے کہ کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ بلایا مجھکو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جبکہ جنگ یمامہ ہوا مین جاکر دیکھتا کیا ہون کہ اونکے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہین -

عِنْدَہٗ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ
قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَۃِ بِقُرَّاۤءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی
اِنْ اِسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاۤءِ بِالْمَوَاطِنِ فَیَذْھَبَ
کَثِیْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ
قُلْتُ لِعُمَرَ کَیْفَ تَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ ھٰذَا وَاللّٰہِ خَیْرٌ فَلَمْ
یَزَلْ عُمَرُ یُرَاجِعُنِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ
لِذٰلِکَ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِکَ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ قَالَ
زَیْدٌ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا
نَتَّھِمُکَ وَقَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْہُ
فَوَاللّٰہِ لَوْ کَلَّفُوْنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ

پس فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھسے کہ عمر آئے میرے پاس اور کہا کہ یمامہ
کی لڑائی مین بہت سے قاری شہید ہوے اور مین ڈرتا ہون کہ قرا کی زیادتی قتل سے کہین
بہت سا قرآن جاتا نرہے لہذا مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ حکم دیوین جمع قران کا تو مین نے عمر سے کہا
کہ تم وہ بات کیون کرتے ہو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا تو عمر نے جواب دیا
کہ واللہ یہ بات بہت اچھی ہے اور عمر نے یہان تک اسبات پر اصرار کیا کہ اللہ تعالے نے میرے سینے کو کھولدیا
اسکی اور مناسب معلوم ہوا مجھکو عمر کا کہنا۔ کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھسے کہ تم جوان
آدمی ہو اور عقلمند ہو ہم تمکو تہمت نہین لگاتے خیانت کی کیونکہ تم وحی لکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے تم جمع قران مین جستجو کرو پس واللہ اگر یہ لوگ تکلیف دیتے مجھکو ایک پہاڑ کے نقل کے
پہاڑون سے۔

مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ
كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ
اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ
وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ
مَعَ اَبِي خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ
غَيْرِهِ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ) حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ
عِنْدَ اَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ
حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

تو مجھپر بار نہ تہا اوس سے کہ حکم دیا تم نے قران کے جمع کرنے کا - کہا مین نے اوس چیز کو کیون کرتے
ہو تم جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا - کہا واللہ وہ بات خیر ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے یہان تک اسرار کیا کہ اللہ تعالے نے میرے سینے کو کہولدیا اوس بات پر کہ ابو بکر اور عمر
رضی اللہ عنہما کے سینونکو کہولا تہا پس مین جمع کرنے لگا قران کو کہجور کے پتون اور اونٹ کی پسلیون
اور تیلی سفید پتہرون اور آدمیونکے سینونسے یہان تک کہ پایا مین آخر سورہ توبہ کو پاس ابو خزیمہ انصاری
کے کہ اون کے سوا اوسکو کسے کے پاس نہین پایا - وہ آیت یہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم ؟ خاتمہ تک براۃ کے - پس تہے صحیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس
اون کی وفات تک پہر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اون کے حیات تک پہر حفصہ
عمر رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے پاس - تمت

حدیث ثانی

حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ حُذَیْفَةَ بْنَ الْیَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَكَانَ یُغَازِی اَهْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ اَرْمِیْنِیَةَ وَاَذْرَبِیْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَیْفَةَ اِخْتِلَافُهُمْ فِی الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ لِعُثْمَانَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْكِتَابِ اِخْتِلَافَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی حَفْصَةَ اَنْ اَرْسِلِیْ اِلَیْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِی الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَیْكِ فَاَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ اِلٰی عُثْمَانَ فَاَمَرَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ

روایت کی ہم کو بخاری نے موسے سے کہا موسے نے حدیث کی ہمکو ابراہیم نے کہا حدیث کی ہمکو ابن شہاب نے کہ حدیث کی اوسکو انس بن مالک نے کہ حذیفہ بن الیمان عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ تیار کر رہے تھے اہل شام کو آرمینیہ اور آذربیجان کے فتح میں ساتھ عراق والوں کے پس ڈرایا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قرآن کے اختلافات قراءت نے ہیں کہا حذیفہ نے عثمان سے اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجیے اسکے کہ اختلاف کریں قرآن میں مثل اختلاف یہود و نصاری کے پس کہلا بھیجا عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ ہمارے پاس صحیفہ بھیجدو تاکہ ہم اور مصاحف میں نقل کر کے تمہارے پاس بھیجدینگے پس بھیجدیا حفصہ نے عثمان کے پاس وہی قرآن پس حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت

وَعَبْدَ اللّٰہِ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ
الْحَارِثَ بْنَ ہِشَامٍ فَنَسَخُوْہَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ
عُثْمَانُ لِلرَّہْطِ الْقُرَشِیِّیْنَ الثَّلٰثَۃِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ
اَنْتُمْ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاکْتُبُوْہُ
بِلِسَانِ قُرَیْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِہِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰی اِذَا
نَسَخُوا الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ اِلٰی حَفْصَۃَ
وَاَرْسَلَ اِلٰی کُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا
سِوَاہُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ کُلِّ صَحِیْفَۃٍ اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ یُّحْرَقَ
قَالَ ابْنُ شِہَابٍ وَاَخْبَرَنِیْ خَارِجَۃُ بْنُ زَیْدِ
ابْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ
فَقَدْتُ اٰیَۃً مِّنَ الْاَحْزَابِ حِیْنَ نَسَخْنَا
الْمُصْحَفَ قَدْ کُنْتُ
اَسْمَعُ

اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو بس لکھا اون
لوگون نے مصاحف مین اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ اور سعید اور عبد الرحمن کو کہ اگر
تم اور زید بن ثابت کسی بات مین اختلاف کرو تو لکھو لغت قریش مین کیونکہ قرآن اوترا ہے لغت
قریش مین بس کیا اونہون نے یہان تک کہ جب لکہا صحیفونکو مصاحف مین پہر پہیر دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے
صحیفہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور روانہ کیا ہر طرف ایک مصحف اونمین سے جو لکہی گئی تہے اور حکم دیا کہ سوا اونکے جو صحیفہ یا مصحف ہو
وہ جلایا جاے ۔ کہا ابن شہاب نے کہ خبر دی مجھکو خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ سنا زید بن ثابت سے کہا گم کی مین نے
ایک آیت سورہ احزاب سے وقت لکھنے مصحف کے کہ سنتا تہا مین

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ) فَاَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ + هٰكَذَا رَوَى الْبُخَارِيُّ

فِيْ بَابِ جَمْعِ

الْقُرْاٰنِ

حاصل معنے ان دونون حدیثون کا یہ ہے کہ دو مرتبہ قران شریف کے جمع کرنے کا عسب[1] و لخاف[2] و اکتاف[3] و اضلاع[4] و اقتاب[5] و رقاع[6] و صدور[7] رجال سے اتفاق ہوا۔ ایک مسیلمہ کذاب کی لڑائی اور شہادت قرا کے بعد زمانہ خلافت خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ مین بہ تجویز و راے وہی امیرالمومنین خلیفہ دوم سیّدنا عمر بن خطاب رضے اللہ عنہ کے۔ اور دوسرا عہد خلیفہ ثالث سیّدنا عثمان بن عفان رضے اللہ عنہ مین بمشورہ و ایما سیّدنا حذیفہ بن الیمان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ آیت پڑھتے ہوئے۔ پس ڈھونڈھا ہم نے اوس آیت کو پس پایا ہم نے اوسکو پاس خزیمہ بن ثابت انصاری کے وہ یہ ہے (من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ) پس ملا دیا ہم نے اس آیت کو اوسکے سورہ میں بیچ مصحف کے + اسیطرح روایت کی بخاری نے جمع قران کے باب مین تمت ۱۲۔

[1] کھجور کی ٹہنی۔ [2] جمع لخف بمعنی سفید پتھر۔ [3] جمع کتف بمعنی شانہ [4] جمع ضلع بمعنی پسلیان [5] جمع قتب بمعنی چیزیکہ دران غلہ پر کردہ بر خر نہند بہندی خرجی و بمعنی دلق [6] جمع رقعہ بمعنی نبشتہ مختصر [7] آدمیوں کے سینے۔

رضے اللہ عنہ صاحب سرِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اون
دونون دفعہ مین سوا جمع کے اشیاء مصدرۃ الذکر سے ترتیب آیات و
سورمین کچھہ# دخل تازہ نہین ہوا جو کچھہ ترتیب وغیرہ واقع ہوئی ہے وہ
سب زمانہ رسالت مین موافق وحی الٰہی کے ظہور مین آئی اور ان دونون
وقت جمع مین سوائے اسباب کے کہ پہلے مرتبہ مین اشیاء معلومہ سے
بطرق ریزی زید بن ثابت رضے اللہ عنہ کاتب وحی کے جمع ہوا کچھہ اور
تصرف نہین ہوا اور دوسری بار مین تحقیق جمع کرنیکی اشیاء معلومہ سے اور لغات خالص کے نعت قریش
پر جیسے کہ نازل ہوا تھا چند مصاحف مین نقل کیا گیا اور سوائے اسکے کسیطرح
ترتیب وغیرہ کا اتفاق نہین ہوا نہ سورمین نہ آیات مین جیسا کہ ان دونون
حدیثون سے ظاہر ہے جسکو عقل صحیح ہو انکا ترجمہ کرکے معلوم کرے۔ پس
اب مدعیکو لازم ہے کہ پہلے ترتیب کو خلیفہ ثالث کے زمان خلافت
مین ثابت کرے اور سکے بعد کاہ پرکوہ کے بناڈالے ورنہ سعی اوسکی
برباد ہوئی اور عجیب بات ہی کہ امر عدمی کو وجودی ٹھہراکر ایک امر وجودی کو
کہ عدم محض سے بدتر ہے اوسپر مرتب کرنا چاہتا ہے۔ اور مقام تعجب ہے
کہ عازم ترتیب و تفسیر قرآن کا حوصلہ تو ایسا فراخ کہ ایسی کتاب پر کہ
جسکی فصاحت و بلاغت کے سامنے تمامے فصحاے عرب نے میدان
مین سپر پھینکدی ہاتھہ ڈالنا چاہتا ہے اور بے علمی کا حال یہ ہے کہ اگلے

ایک قول مین (جامع اور مانع) کو (جامع و معنی) لکھنا ہے جسکا مطلب بجز اسکے کہ

جسکو مانع اور معنے مین امتیاز نہو وہ جامع اور مرتب کیونکر ہو سکتا

ہے خصوصاً قران مجید اور فرقان حمید کا یہ محقق! دعوٰی ہے لب شوخ

اَفْتَنَانِیْ مَا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ شیخ جی ہمکو

اطمینان ہے کہ فصحا و بلغاے عرب کے قدم آگے نہ پڑہ سکے تو ایک

جعفر سواد ہندی عرب کے گھوڑونکی گھوڑ دوڑ مین اپنے مرکوب کے

کنوتی کیونکر ملا سکتا ہے اللہ تعالے اس دین کا حافظ ہے اور اسکے

الحمد للہ تم بھی قایل ہو۔ اور اگر مانع کو معنے لکھنے کا عذر یون کرو کہ

اس لفظ مین تصرف ناسخ ہوا ہے تو بھلا امرء القیس کو امیر القیس لکھنا

اور حضرت علیہ الاف التحیۃ والثنا کو حضرت الوف التحیۃ والثنا

لکھنا بھی اوسی ناسخ کی بے وقوفی سے ہوا ہے؟ یا آپ نے اوس

غریب دَابَّۃُ الشَّیْئِیْ کو ہر جگہ اپنا سپر بنایا ہے۔ خیر لفظون مین کون

پہنسے ہمارا اتنا دماغ کہان کہ ایسے جوز و مویز کی طرف التفات

کرین یہ جو کچھ واقع ہوا اوسکا سبب سوا اسکے اور نہین ہے کہ

اسوقت کثرت جہل اور وفور نادانی سے چونکہ ہر جگہ خصوصاً اس

---

۲ اصطلاح عرب بمعنی احمق۔

شہرستان ہند مین تکے سایہ ہر چند بکتی ہے خوف ہوا کہ جہلا کہین توریت انجیل
اور قرآن حمید کو چھوڑ کر اس گرنت کا کو راوی کو اختیار کر کے حطب جہنم نہو جا وین
کیونکہ جہنم ملجا و ماوا ے کافران نعمت ہے کما یقال اشعار

اَلنَّارُ مَنْزِلُ اَهْلِ الْكُفْرِ كُلِّهِمْ * طِبَاقُهَا سَبْعَةٌ مُسْوَدَّةُ الْحُفَرِ *
جَهَنَّمٌ وَلَظٰى مِنْ بَعْدِهَا حُطَمَةٌ * ثُمَّ السَّعِيْرُ وَكُلُّ الْهَوْلِ فِى سَقَرِ *
وَتَحْتَ ذَالِكَ جَحِيْمٌ ثُمَّ هَاوِيَةٌ * تَهْوِىْ لَهُمْ اَبَدًا فِىْ حَرِّ مُسْتَعِرِ *
فِيْهَا الْعَقَارِبُ وَالْحَيَّاتُ قَدْ نَزَلَتْ * جُلُوْدُهُمْ كَالْبِغَالِ الدُّهْمِ وَالْحُمُرِ *
فِيْهَا السَّلَاسِلُ وَالْاَغْلَالُ مُجْمَعُ
مَعَ الشَّيَاطِيْنِ جَمْعًا اَجْمَعَ مُنْقَهِرِ

ترجمہ جیسا کہ کہا جاتا ہے اشعار دوزخ جائے ہے کافرون کے کل اونکے کے * درجہ اوس
دوزخ کے سات ہین کالی گڑہی - جہنم ہے اور لظٰی ہے پہر بعد اوس کے
حطمہ ہے - پہر سعیر ہے اور سب ڈراؤنی چیزین سقر مین ہین * اور نیچے اوس کے
جحیم ہے پہر ہاویہ ہے - گہیرے ہے واسطے اون کے ہمیشہ کو بیچ گرمی سخت
کے - اوس مین بچھو ہین اور سانپ ہین - کیا اونہون نے - چمڑون کو
کافرون کے مثل خچر سیاہ کے اور گدہون کے - اوس مین زنجیر اور طوق ہین
جمع ساتھہ شیطانون کے - کھلی ہوئی مانند جمع قہر والون کے -

لهم طعام من الزقوم يعلق في

حلقوم شوكة كالصاب والصبر

سوداء مظلمة شنعاء موحشة + دهماء محرقة

لواحة البشر + اعاذنا الله منها ثم عوضنا + بجنة

الخلد بين الروض والزهر + العياذ بالله اس کی

بلا محتوم ہے اور رجا معدوم سالک اوسکے مظلم ہین اور مھالک

اوسکے مبہم اوس کے باشندون کے شراب لذیذ حمیم ہے

اور عذاب بے حساب اون کمبختون پر مقیم + لان هؤلاء الناس

اعني مرتب القران على خلاف الترتيب القديم التوقيفي

يلهون بامالهم ولهو لهم من ورائهم ويشتغلون

عن ذكر فنائهم ببقائهم + ولا يميزون

احياءهم عن اعدائهم + ولا يفرقون بين

زقوم سے اٹکتا ہی کہانا ہے اون کافرونکے لیے -
گلون مین اونکی مانند عصارہ کی کڑوی چیز کے اور ایلوے کے - کالی ہے اور
اندہیرے کے اور بُری ہے ازروے وحشت کے - او کالی ہے ازروے
جلانیوالی ہونے کے جلانے والی ہے کہال کی + بچاوے اللہ ہمکو اوس دوزخ سے پہر بدلا
دیوے ہمکو + ساتہ جنت ہمیشہ کے درمیان باغ اور میوون کے + پناہ اللہ کی اسلیے کہ یہ لوگ ارادہ
کرتا ہون مین ترتیب دینے والون کو قران کے جو خلاف ہین ترتیب قدیم توقیفی کے
غافل ہین اپنے ارزؤن سے حالانکہ موت اون کے پیچہے ہے - اور مشغول ہین
ذکر سے فنا اپنے ساتہ بقا اپنی کے اور نہین تمیز کرتے دوستون کو اپنے دشمنون سے
اور فرق نہین جانتے درمیان -

نعماءهم وبلاءهم + يبعدون عن الاخيار ويصاحبون
الاشرار + لعلهم اوجدوا لطبقات السّاير +
وخلقوا لبئس القرار + عود بقاءهم قد
يبس + ونور حياتهم قد انطمس + اس سے بڑھکر
اور کافر نعمت کون ہوگا جو قران سی نعمت آلہی کو ادل بدل کر ڈالے
اور قلوب مسلمین کو گتھل ڈالے کوئی کلمہ کو اسپر راضی اور شاکر
ہے جو سنتا ہے اوسکو عجب ہے ۔ انتہا

اور طرفہ بات یہ ہے کہ تو انتہا قطع نظر اور امور کے اوّل سے آخر تک
تمام اقسام بلاغت وفصاحت سے مالامال ہے۔ اگر دو نقطہ بھی اوسکے
ادہر ادہر کیے جائین گے تو ضرور ہے کہ کسی صنعت کلامی مین خلل آجاے
گی ہماری عقل ناقص مین اوسکا خلل نہ آوے اور اسبابت کو ہم
متعقین اس جہت سے کرتے ہین کہ بعض فنون سہلہ مثل فن بدیع
کے کہ توابع علم معانی اور بیان سے ہے قدر قلیل بعد اکتساب بسیار
ہماری عقل مین آتا ہے۔ اگر اوسکا نقطہ پھیر پھار کیا جاے تو کتنی خرابی

نعمتون اور بلاؤن اپنی کو + دور رہتے ہین نیک لوگون سے اور بیٹھتے ہین بدون کے پاس
گروہ لوگ مخلوق ہوئے درجات دوزخ کے لیے۔ اور پیدا کیے گئے بد انجام
کے واسطے۔ لکڑیان بقا اونکی کے سوکھ گئین ۔ اور نور زندگے اونکا زائل
ہو گیا۔

نظم ترتیب مین آجاوین گی مثلاً وجوہ تحسین کلام سے ایک تحسین
معنوی مطابقہ ہے جسے صنعت طباق وتضاد بھی کہتے ہین اوس مین
جمع بین المتضادین ہوتی ہے یعنے دو لفظ جمع ہون یا ایک نوع سے
خواہ وہ دونون اسم ہون جیسے تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ خواہ
فعل جیسے يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ خواہ حرف جیسے لَهَا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یا وہ دونون دو نوع سے
ہون جیسے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ
اور من جملہ محسنات معنویہ ایک مراعات النظیر ہے جسکو تناسب
اور توفیق اور ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہین - اور مراعاۃ النظیر
عبارت ہی جمع سے کسی امر کے ساتھ مناسب اسکے کے لا بالتضاد
اور کبھی پایا جاتا ہے بالجمع بین الامرین جیسے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ
اور از جملہ مراعات النظیر وہ ہے جسکو بعضے بلغا تشابہ الاطراف کہتے ہین
اور تشابہ الاطراف کے معنے یہ ہین کہ کلام ختم کیا جاوے ساتھ اوس چیز کے

---

* گمان کرے تو اونکو جاگتے اور حالانکہ وہ سوتے ہین سورۂ کہف پارہ سبحان الذی (۱۵)

** زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ * نفع اوس نفس کو ہی اوس چیز سے جو اچھا کام کیا اور ضرر اوس چیز سے جو برا کام کیا سورۂ بقر پارہ تلک الرسل (۳)

* ایا اور جو شخص کہ تھا مردہ پس زندہ کیا ہم نے اوسکو سورہ انعام پارۂ ولو اننا (۸)

* آفتاب اور ماہتاب ایک حساب سے ہین سورۂ الرحمن پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

جو مناسب ہو اوسکے ابتدا کو نفے المعنی جیسے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ لفظ لطیف مناسب ہے اوس تعالے

اور تقدس کے غیر مدرک بالا بصار ہونے کو اور لفظ خبیر مناسب ہے

اوسکے مدرک الا بصار ہونے کو + اور از جملہ محسنات معنویہ کی مشاکلہ

ہے اور مشاکلہ بلغا کی اصطلاح مین کہتے ہین ذکر شئے کو بہ لفظ غیرہ

واسطے واقع ہونے اوس شئے کے فی صحبتہ ذلک الغیر ہیر اوس کی

دو قسم ہین - ایک تحقیقی - دوسری تقدیری - تحقیقی جیسے تَعْلَمُ

مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ یہان اللہ تعالے کے ذات پہ اطلاق

نفس کا اسواسطے ہوا کہ وہ نفسی کی صحبت مین واقع ہوا ہے اور

تقدیری جیسے قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الی قولہ صِبْغَةَ اللَّهِ

وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ

یہان مشاکلہ تقدیری یون ہوئے کہ اللہ تعالے نے مسلمین کو حکم

کیا کہ وہ کہین کہ اللہ تعالے نے ہم کو رنگین کیا ساتھہ رنگ ایمان

کے اور یہ رنگ سے یعنے ظاہر کرنا ہم کو تمہارے رنگ سے اچھا ہے

مشاکلہ حقیقی و تقدیری

د نہین پاتے ہین اوسکو بصر اور وہ پاتا ہے بصر کو اور وہ لطیف اور خبیر ہے سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)

(۷)

ج. جانتا ہے تو جو کچھہ کہ میرے دل مین ہے اور نہین جانتا ہون مین جو کچھہ کہ تیرے دل مین ہے سورہ مائدہ پارہ [illegible]

د کہو تم کہ ایمان لائے ہم ساتھہ اللہ کے اور [illegible] سورہ بقر پارہ الم

نصاریٰ کا قاعدہ تھا اور ہے کہ اپنے اولاد کو ماء اصفر مین جسکا
نام ماء معبودیہ کہتے ہین ڈبوتی ہین اور کہتے ہین کہ یہ غسل اس ماء
اصفر مین تمہارے تطہیر ہے تو اللہ تعالے نے ایمان لانے کو صبغۃ اللہ
اوسکے مقابلے مین ٹھیرایا یہ تعبیر کرنا اللہ تعالے کا ایمان کو ساتھ
صبغۃ اللہ کے مشاکلۃ ہے تقدیرًا بسبب واقع ہونے اوس کے
صحبت صبغۃ النصاریٰ مین + اور از جملہ محسنات معنویہ کے عکس
ہے اور عکس کہتے ہین مقدم کرنے کو ایک جز کے کلام مین سے
اوپر دوسرے جز کے پہر مقدم کرنے کو جز موخر کے اوپر جز متقدم
کے اور یہ کئے طرح پر ہوتا ہے ایک یہ کہ عکس واقع ہو درمیان دو
متعلقون دو فعلونکے جو واقع ہون دو جملون مین جیسے یُخْرِجُ الْحَیَّ
مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ یہان حی و میت دونون متعلق
ہین یخرج کے — پہلے مقدم کیا گیا حی میت پر اور دوبارہ میت
حی پر اور دوسرے یہ کہ واقع ہو درمیان دو لفظون کے دو
طرفون جملتین مین جیسے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ

۹ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے سورۂ روم پارہ اتل ما اوحی (۲۱)

۱۰ نہ وہ عورتین حلال ہین واسطے اون مردونکے اور نہ وہ مرد حلال ہین واسطے اون عورتون کے سورہ ممتحنہ پارہ قد سمع اللہ (۲۸)

یہان اوّلاً مقدم کیا ہنّ کو ہُم پر اور ثانیاً ہُم کو ہنّ پر + اور

ازجملہ محسنات معنویہ توریۃ ہے جسکو ایہام بھی کہتے ہین - توریہ

وہ ہے کہ بولا جائے ایک لفظ اور اوسکے معنے دو ہون ایک قریب

دوسرے بعید اور ارادہ کیا جاوے اوس سے معنے بعید اعتماداً علی

قرینۂ خفیۃ پھر وہ دو قسم پر ہے - ایک مجردہ دوسرا مرشحہ

مجردہ وہ ہے کہ نہ جمع ہو بالکل اوس چیز سے جو مناسب ہو معنے

قریب کو جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى یہان اللہ تعالے نے استوی

سے معنے بعید کو ارادہ کیا جو استولی ہے اور نہین ملاے ساتھ

اوسکے ایسے شئے جو مناسب ہو معنے قریب کو یعنے استقرار کو اور

مرشحہ وہ ہے کہ مجامع ہو کسی شئے کو کہ وہ مناسب اور ملایم

ہو معنے قریب کو جیسے وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ

یعنے یہان ارادہ کیا ہے اَیْدٍ سے معنی بعید کا جو قدرت ہے

اور ملاے ساتھ اوسکے ایسی شئے کو کہ مناسب ہے معنے قریب یعنے

جارحہ مخصوصہ کو وہ قول اوسکا بَنَيْنٰهَا ہے اسواسطے کہ بنا ملایمات ید سے ہے

رحمن عرش پر مستقر ہوا سورہ طٰہٰ پارہ قال الم اقل لک (۱۶)

اور آسمان بنایا ہم نے اوسکو اپنی قدرت سے اور ہم آسمانہ وسعت دینے والے ہین سورہ الذاریات پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

تعریف لف و نشر

اور از جملہ محسنات معنویہ لف و نشر ہے اور لف و نشر کہتے ہیں
متعدد چیزوں کے ذکر کرنے کو علی التفصیل یا علی الاجمال پھر
ذکر کرنے اوس چیز کو جو واسطے ہر واحد کے ہو احاد سے اوس متعدد
کے پھر جن چیزوں کا ذکر علی التفصیل ہو اوسکی دو قسم ہیں۔ ایک
مرتب دوسرا غیر مرتب۔ مرتب وہ ہے کہ ہووے اول متعدد سے
فی النشر واسطے اول کے متعدد سے فی اللف اور ثانی واسطے ثانی
کے جیسے قولہ تعالی ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ و
لتبتغوا من فضلہ+ اس آیہ شریف میں ذکر کیا لیل ونہار کو علی التفصیل
پھر ذکر کیا اوس چیز کو جو لیل کے واسطے ہے یعنے سکون کو اور جو
نہار کے واسطے ہے یعنے ابتغاء من فضل اللہ تعالے۔ اور غیر مرتب
وہ ہے جو اسکے خلاف ہو + اور از جملہ محسنات معنویہ جمع ہے اور

تعریف جمع

جمع اوسکو کہتے ہیں کہ جمع کرے درمیان متعدد کے ایک حکم میں
خواہ وہ متعدد دو ہوں یا زیادہ جیسے المال والبنون زینۃ الحیوۃ
الدنیا یعنے مال اور بیٹے دونوں زینت ہیں حیات دنیا کے اور

+ اور رحمت سے اپنی کیا رات اور دن تاکہ آرام کرو تم اوس میں اور تاکہ ڈھونڈو تم اوسکے فضل سے
سورۂ قصص پارہ امن خلق (۲۰) ﷺ مال اور بچے زینت ہیں حیوۃ الدنیا کی سورۂ کہف پارہ سبحن الذی (۱۵)

ازجملہ محسنات معنویہ جمع مع التفریق والتقسیم ہے جیسے یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّشَھِیْقٌ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ خَالِدِیْنَ فِیْھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ط

اس آیہ مین جمع مع التفریق والتقسیم دونون ہین یعنے جمع کیا ہے اپنے نفس کو قول (لا تکلم نفس) مین پھر فرق کیا درمیان اونکے بعض کو شقی اور بعض کو سعید بقول (فمنھم شقی وسعید) فرماکر پھر تقسیم کی اشقیا کیطرف عذاب نار اور سعدا کی طرف نعیم جنت کی قول (فاما الذین شقوا الخ) سے مضاف کرکر ✝

یہ چند محسنات معنویہ تفصیل سے لکھدے گئے اگر اسیطرح تفصیلاً سارے

وہ ایکدن آنیوالا ہی کہ نہ کلام کرے گا کوئی نفس مگر حکم سے اوسکے پس بعض اون نفسون مین سے شقی ہین اور بعض اونہین مین سے سعید ہین پس وہ لوگ جو شقی ہوے پس بیچ آگ کے ہین واسطے اونکے اوسمین چلانا ہے باریک آواز سے اور موٹے آواز سے ہمیشہ رہنے والے بیچ اوسکے جب تک کہ آسمان اور زمین ہین مگر جو چاہے پروردگار تیرا تحقیق کہ پروردگار تیرا کرنیوالا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور جو لوگ کہ سعید کیے گئے پس بیچ بہشت کے ہین ہمیشہ رہنے والے بیچ اوسکے جب تک کہ زمین و آسمان مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش ہے نہ [illegible] (سورہ ہود پارہ وما من دابہ ع ۱۲)

محسنات معنویہ اور لفظیہ لکھے جائین تو مانحن فیہ سے نکل جانا پڑے گا
اسلیے اونکے اسماء پر اکتفا کیا جاتا ہے جسکو اونکی تعریفات اور تمثیل
معلوم کرنا ہو وہ کتب بلاغت کیطرف رجوع کرے ۔ اسما اون کے یہ ہین
ارصاد[1] + رجوع[2] + استخدام[3] + تجرید[4] + مبالغہ[5] مقبولہ[6]
مبالغہ مردودہ[7] + مذہب الکلامی[8] + حسن التعلیل[9]
تفریع[10] + تاکید المدح بما یشبہ الذم + تاکید[11]
الذم بما یشبہ المدح + استثنا[12] + ادماج[13] +
توجیہ[14] + ہزل[15] + تجاہل العارف[16] + قول[17]
بالموجب + اطراد[18] + یہان تک محسنات معنویہ ہے
محسنات لفظیہ بھی بہت ہین ازان جملہ جناس[1] بین اللفظین +
رد العجز علی الصدر[2] + سجع[3] + موازنہ[4] + قلب[5] + تشریع[6] +
ہے اگر ترتیب الٹی ہین کچھ اولٹ پھیر کیا جائے گا تو ضرور ہے کہ
ان وجوہ تحسین کلام ہین قسیح آجائے گا۔ عجمی ہندی کا تعلم و لا یعقل سے
اسکا سنبھالا کیونکر ہوسکے گا۔ اسی پر قیاس کرلو اون صنایع کو جو
سوا ان صنایع لفظیہ اور معنویہ کے ہین اور اوسپر ہم ھندی نژاد عدم
مناسبت سے سیپے نہین لیجا سکتے کبھی اولٹ پھیر کرنے سے سمجھ نہ ہونگے
انسان اگر اپنے امکان بھر غور کرے اور نظر صحیح سے دیکھے تو ترتیب

قدیم قرآن مین کیا کیا اعجاز بھرے ہین مگر جسکی آنکھ احول ہو اور ایک
ایک کی دو دو سوجھتی ہون اوسکے دیکھنے کے سند نہین یا کوئی
اچھی آنکھیں رکھنے پر بھی نہ دیکھے تو اوس سے کد نہین **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ارباب بصیرت پر منکشف ہو کہ منجملہ اور اعجازوں کے اس کلام پاک مرتب
بہ ترتیب توقیفی مین ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ بین النظم والنثر واقع
ہوا ہے نہ فقط نظم ہے نہ صرف نثر اور یہ بات محالات سے ہے
کوئی جن و بشر ایسے پر قادر نہین اور باوجود بین النظم والنثر ہونے کے
کچھ آیات اسمین بعد تفتیش کامل کے موزون پائی گئی ہین جو بعضے
مصاریع اور بعضے ابیات ہین۔ اسمین بھی کوئی حکمت ربانی ہوگی
اوس حکمت کو سوا اوسکے اور کون جانے۔

چنانچہ یہ آیت بحر طویل مین سے ہے بطور مصرع کے [۱] وَلَا تَقْتُلُوا
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ بالاشباع تقطیع اسکی فعولن مفاعیلن ہر
دو بار اسطرح سے

---

[۱] اور مت قتل کرو تم اپنے نفس کو جسکو حرام کیا اللہ تعالے نے سورۂ بنی اسرائیل پارہ سبحن الذی (۱۵)

تمثیل

زید بکر کو ترغیب دیتا ہے کہ سرکاری ملازم جو قرقی کر رہا ہے اوس کی بجبر مزاحمت کرے بکر اوس کی وجہ سے قرقی کی مزاحمت کرتا ہے اور مزاحمت کرنے مین عہدہ دار تعمیل کنندہ قرقی کو عمداً ضرر شدید پہونچاتا ہے چونکہ بکر نے قرقی کی مزاحمت اور عمداً ضرر شدید پہونچانے کے جرایم کا ارتکاب کیا ہے اس لیے اوسکو دونون جرایم کی بابت سزا دیجائیگی اور اگر زید جانتا تھا کہ اس کا احتمال ہے کہ بکر قرقی کی مزاحمت کرنے مین عمداً ضرر شدید پہونچائے گا تو زید کو بھی دونون جرایم کی بابت سزا دی جائیگی۔

معین کی ذمہ داری اوس نتیجہ کی بابت جو اوس فعل سے پیدا ہو جسمین اعانت کی گئی اور جو معین کی نیت سے مختلف ہو

دفعہ ۷۰ - جب کسی فعل مین اعانت اس نیت سے کیجائے کہ اوس سے کوئی خاص نتیجہ پیدا ہو اور وہ فعل جس کی نسبت معین اعانت کی بابت ذمہ دار ہو کوئی اور نتیجہ پیدا کرے تو وہ اوس نتیجہ کی بابت اوسی طرح اور اوسی حد تک ذمہ دار ہوگا گویا اوس نے نتیجہ کے پیدا کرنے کی نیت سے اوس فعل مین اعانت کی مگر شرط یہ ہے کہ اوسکو علم ہو کہ جس فعل کی اعانت کی گئی ہے اوس سے اوس نتیجہ کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔

تمثیل

زید بکر کو ترغیب دیتا ہے کہ خالد کو ضرر شدید پہونچائے بکر اوس ترغیب کے باعث خالد کو ضرر شدید پہونچاتا ہے اور خالد اوس کے باعث مرجاتا ہے۔ ایسے صورت مین اگر زید کو یہ علم تھا کہ ضرر شدید جس مین اعانت کی گئی ہلاکت کا احتمال ہے تو زید اوس سزا کا مستوجب ہے جو قتل عمد کے لیے مقرر ہے۔

معین جو ارتکاب جرم کے وقت موجود ہو

دفعہ ۷۱ - جب کوئی شخص جو غیر حاضر ہونے کی صورت مین بطور معین قابل سزا ہوتا اوسوقت موجود ہو جب اوس فعل یا جرم کا ارتکاب کیا جائے جس کے لیے وہ اعانت کی پاداش مین قابل سزا ہوتا تو اوس کے متعلق سمجھا جائیگا کہ اوس نے اوس فعل یا جرم کا ارتکاب کیا۔

اوس جرم مین اعانت کرنا جس کی سزا موت یا قید دوام ہے اگر جرم کا ارتکاب نہ ہو

دفعہ ۷۲ - کوئی شخص جو کسی ایسے جرم مین اعانت

وَيَنْصُرْكُمْ مفاعيلن عَلَيْهِمْ فعولن + وَيَشْفِ صُدُ و مفاعلتن -
مقصوب
رَقَوْمٍ مُوْ مفاعيلن مِنِيْنَا فعولن -

اور آیہ وَاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ بالاشباع ہے بحر وافر سے ہے تقطیع
اسکی وَاَنَّ اللّٰہ مفاعیلن هَيَهْدِيْ مَنْ مفاعیلن يُرِيْدُوْ فعولن +

اور آیہ يَاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ
بالاسکان بحر کامل سے ہے بر وزن مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ
مستفعلن متفاعلن بطور بیت کے تقطیع اسکی يَاْتِيَكُمُتْ مستفعلن تَابُوْتُ فِيْ
مستفعلن هِسَكِيْنَتُنْ متفاعلن مِنْ رَبِّكُمْ مستفعلن وَبَقِيَّتُنْ متفاعلن مِمَّا تَرَكْ
مستفعلن -

اور آیہ وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا بحر رجز سے ہے بر وزن
مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مَفْعُوْلُنْ بطور مصرع تقطیع اسکی وَذُلِّلَتْ مفاعلن
قُطُوْفُهَا مفاعلن تَذْلِيْلًا مفعولن -

(۱۷)
ﷺ اور تحقیق اللہ تعالےٰ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے سورہ حج پارہ اقترب للناس

ﷺ آویگا تمہارے پاس تابوت بیچ اوسکے وقار کی چیز ہے تمہارے رب کی اور بقیہ ہے جو کہ آل موسےٰ
اور آل ہارون کا سورہ بقر پارہ سیقول (۲)

ﷺ اور نزدیک کیگئی ہیں نزدیک کرنیکر - سورہ دہر پارہ تبارک الذی (۲۹)

خط ملا
خط ہم چند

اور آیہ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ + تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ بالاسکان
بحر رمل مسدس سے ہے بروزن فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ بطور بیت
کے تقطیع اسکی مُسْلِمَات فاعلاتن مُؤْمِنَات فاعلاتن قَانِتَات
فاعلاتن تَائِبَات فاعلاتن عَابِدَات فاعلاتن سَائِحَات فاعلاتن
آوے گی۔ اور اگر تاء قانتات سائحات کو ضمتین پڑہیں تو بروزن
فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ سالم ہوگی اور تقطیع اس کے
مُسْلِمَاتُنْ فاعلاتن مُؤْمِنَاتُنْ فاعلاتن قَانِتَاتُنْ فاعلاتن تَائِبَاتُنْ
فاعلاتن عَابِدَاتُنْ فاعلاتن سَائِحَاتُنْ فاعلاتن آوے گی۔

اور آیہ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ + ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ بھی
اسی بحر میں ہے بطور بیت کے تقطیع اسکی ثُمَّ اَقْرَرْ فاعلاتن
تُمْ وَاَنْتُمْ فاعلاتن تَشْهَدُوْنَ فاعلاتن ثُمَّ اَنْتُمْ فاعلاتن هٰؤُلَاءِ
فاعلاتن تَقْتُلُوْنَ فاعلاتن۔

اور آیہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ بالاسکان بحر رمل مجرد
سے ہے بروزن فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلِیَان

پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پھر تم وہ لوگ ہو مار ڈالتے ہو سورۂ بقر پارہ الم (۱)

+ ہرگز نہ پہونچو گے بھلائی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اوس چیز سے کہ دوست رکھتے
ہو۔ سورہ آل عمران پارہ لن تنالوا (۴)

مسلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنیوالیاں توبہ کرنیوالیاں عبادت کرنیوالیاں روزہ رکھنی والیاں
خاوند دیکھی ہوئیاں۔ سورہ تحریم پارہ قد سمع اللہ (۲۸)

اور آیہ زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم[۱۷] بھی اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی

زلزلتس مستفعلن ساعۃ شی مستفعلن ان عظیم فاعلان۔

اور آیہ نصر من اللہ و فتح قریب[۱۸] بالاسکان اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی

نصرمنل مستفعلن لاہ و فت مستفعلن حن قریب فاعلان۔

اور آیہ ارأیت الذی یکذب بالدین ۔ فذالک الذی یدع الیتیم[۱۹]

بالاسکان بحر خفیف سے ہے بروزن فعلاتن مفاعلن فعلاتن ۔ فعلاتن

مفاعلن فاعلان بطور بیت کے ہے تقطیع اسکی ارایتل فعلاتن

لذی یکذ مفاعلن ذب بدین فعلاتن نفذا لکل فعلاتن لذی یدع

مفاعلن علیتیم فاعلان۔ اور آیہ فاستقیموا الیہ و استغفروہ[۲۰] بالاسکان

اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی فستقیمو فاعلاتن الیہِ وس مفاعلن

تغفروہ فاعلان ۔ اور آیہ انظروا الی ثمرہ[۲۱] بالاسکان بحر مقتضب

مجزو سے ہے بروزن فاعلات مفتعلن بطور مصرع کے ہے تقطیع

اسکی انظروا ا فاعلات لاثمرہ مفتعلن ۔

---

۱۷ زلزلہ قیامت کا چیز ہے بڑی۔ سورۂ حج پارہ اقترب للناس (۱۷)

۱۸ مدد خدا کیطرف سے اور فتح نزدیک سورہ صف پارہ قد سمع اللہ (۲۸)

۱۹ کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے دن جزا کو۔ سورہ ماعون پارہ عم (۳۰)

۲۰ پس سیدھے چلو طرف اوسکے اور بخشش مانگو اوس سے۔ سورہ حم سجدہ پارہ فمن اظلم (۲۴)

۲۱ دیکھو طرف پھل اوسکے کے۔ سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)

اور آیہ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ بحر مجتث مجزو سے ہے بروزن مستفعلن فاعلاتن تقطیع اسکی وَهُوَ الْغَفُو مستفعلن رُالْوَدُودُ فاعلان + اور آیہ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ بالاسکا اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی فیہا نعی مستفعلن مُمُّقِيمٌ فاعلان + اور آیہ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ بالاشباع بحر متقارب سے ہے بروزن فعولن فعولن فعولن فعل بطور مصرع تقطیع اسکی وَمَنْ يَتْ فعولن تَقِ اللّا فعولن ہیجعل فعولن لہو فعل + اور آیہ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ بالاسکان اسی بحر سے ہے بروزن فعولن فعولن فعولن فعل بطور مصرع تقطیع اسکی وَيَرْزُقْ فعولن ہُمِنْحَيْ فعولن ثُلَايَحْ فعولن تسب فعل + اور آیہ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ بالاسکان اسی بحر سے ہے بروزن فعولن فعولن فعولن فعول تقطیع اسکے وَاُمْلِی فعولن لَهُمْ اِنْ فعولن نَكَيْدِي فعولن مَتِينْ فعول ـ اور آیہ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ بھی اسی بحر سے ہے بروزن مذکورہ تقطیع اسکی

٭ اور وہ ہی بخشنے والا دوستدار ـ سورہ بروج پارہ عم (۳۰)
٭ بیچ اوسکے نعمت ہے پائدار ـ سورہ توبہ پارہ واعلموا (۱۰)
٭ اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کر دے گا واسطے اوسکے ـ سورہ طلاق پارہ قد سمع اللہ (۲۸)
٭ اور رزق دیگا اوسکو اوس جگہ سے کہ نہیں گمان کرتا ـ سورہ طلاق پارہ قد سمع اللہ (۲۸)
٭ اور فرصت دونگا اون کو تحقیق کہ مکر میرا مضبوط ہے سورہ اعراف پارہ قال الملاء (۹)
٭ پس تحقیق تو ہے غالب حکمت والا ـ سورہ مائدہ پارہ اذا سمعوا (۷)

جواب اعتراض معترض

وَاِنَّہٗ فعولن لَکِتٰبٌ فعولن عَزِیْزٌ لَّا فعولن حَکِیْمٌ فعول +

اورآیہ لَا تَسْمَعُ فِیْھَا لَاغِیَۃً بالتنوین بحر متدارک سے ہے

بروزن فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَعْلُنْ بطور مصرع تقطیع اس کی لَا تَسْ

فعلن مَعُ فِیْ فعلن ھَا لَا فعلن غِیَتَنْ فعلن + + + +

یہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنٰہُ

الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ پھر اسمیں سے ایات و مصاریع کیسے

نکالی ؟

تو جواب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالے جو شعر و شاعری کا انکار

کرتا ہے اوسکے معنی یہ ہیں کہ یہ کتاب (قران) براہین قاطعہ

سے بھری ہے اسمیں قضایاے شعریہ نہیں ہیں جن کا دارومدار

تخیلات پر ہے اور پیغمبر ہمارا شاعر نہیں ہے یعنے اوسکے سب

باتیں سچی ہیں اور واقعیات ہیں نہ تخیلی اور وہمی وہ ہانے جیسے

ارکون اور خام مغزونکے ہوا کرتے ہیں اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کفار

حضرت کو شاعر کہتے تھے ساتھ اسکے نہ شعر و شاعرے اور عروض

+ نہیں سنتے اوسمیں بیہودہ — سورہ غاشیہ پارہ عم (۳۰)

+ اور نہیں سکھایا ہم نے اوسکو شعر اور نہیں لائق اوس کے — سورہ یٰسین پارہ ومالی (۲۳)

وقافیہ سے تھے اور یہ کلام پاک عروض وقافیہ سے عاری ہے
تو مراد اونکی یہ تھی کہ یہ کلام واہیات سے ملی ہے اسکے بنا ر
تخیلات پر ہے نہ یہ کہ اِمْرءُ الْقَیْس وَابْنِ اَبِی صَلْت وَنَابِغَہ وَ
اَعْشٰی وَکُلْثُوْم وَذُبْیَانی وَزُهَیْر اِبْن رَبِیْعَۃ الْعَامِرِی وَصَابِی وَجَرِیْر وَ
اَبُو نُوَاس وَکُمَیْت وَاَعْشٰی وَطَرَفۃ اِبْنِ الْعَبْدِ الْبَکْرِی وَکُثَیِّر وَعُرْوَۃ
وَحَارِث اِبْنِ حِلِّزَۃ الْیَشْکُرِی وَعَمْرُو بْن
کُلْثُوْم تَغْلِبی کے اشعار کی سی ہیں۔ اور
اگر یہ بھی کہا جائے کہ اونہون نے کہین تفتیش سے ایسے ہی ابیات
ومصاریع پائے تھے اس جہت سے شاعر کہنے لگے تو اتنی بڑی
کتاب مین یہ چند فقرہ موزون نکلنے سے اوس کتاب کا صاحب شاعر
نہین کہلاتا اس سبب سے آپ کو شاعر کہنا کفار کی کمال حماقت تھی کیونکہ
نہ تو کلام اللہ مجید مقدمات شعریہ وتخیلیہ سے مرکب ہی نہ سب یا اکثر
کتاب موزون ہے باوزان متعارفہ شعرا جسمین عروض وقافیہ کی
رعایت کی گئی ہو بلکہ ان خرافات سے کلام خدائے عزوجل خالی ہے
کہین کہین یہ لطف جو پیدا ہوا ہے کچھ حکمت سے خالی نہ ہوگا۔ ر
اور کلام خدا کے سوا احادیث شریفہ مین بھی کہین کہین ایسا پایا گیا ہے
یہ سب شعراے عرب کے نام ہین جو اپنے زمانے مین بے مثل تھے۔

چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کیطرف اشارہ کرکے فرمایا هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ ✤ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

باشباع تا بحر رجز وافی سے ہے بروزن مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَعُوْلُنْ ✤ مفاعلن مستفعلن فَعُوْلُنْ تقطیع اسکی هَلْ اَنْتَ اِلْ مستفعلن لَا

اِصْبَعُ مستفعلن دَمِيْتِيْ فعولن ✤ وَفِيْ سَبِيْ مفاعلن لِلّٰهِ مَا مستفعلن

لَقِيْتِيْ فعولن ہے ✤

اوراسی بحر سے ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّ اللَّدْ اَرَدَارُ الْاٰخِرَةِ ✤ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

مگر آغاز وزن کا بعد الف لام اللہم کے ہے اور کلمہ اَلْ کا خرم

(یعنے وزن سے باہر) ہے تقطیع اسکی لَاهُمَّ اِنْ مستفعلن

نَدْ دَارَ دَا مستفعلن رُ الْاٰخِرَةِ مستفعلن ✤ فَاَكْرِمِلْ مفاعلن

اَنْصَارَ وَلْ مستفعلن مُهَاجِرَةْ مفاعلن ہے ✤

اور بحر رجز مجزو سے ہے اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ✤ اَنَا ابْنُ

عَبْدِ الْمُطَّلِبْ بروزن مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ ✤ مَفَاعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ تقطیع اسکی اَنَا النَّبِيْ

مفاعلن يُ لَا كَذِبْ مفاعلن اَنَا بْنُ عَبْ مفاعلن دُ الْمُطَّلِبْ مستفعلن

نہیں ہے تو مگر ایک اونگلی کہ تو خون الودہ ہوگئی ✤ اور بیچ راہ خدا کے نہیں مل گئی

پس عزت دے انصار اور مہاجرین کو۔

✤ میں نبی ہوں جھوٹ نہیں - میں ہوں بیٹا عبد المطلب کا -

✤ اسے میری تحقیق کہ گھر گھر آخرت کا ہے -

اور بحر رجز مشطور سے ہے اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلیٰ لَکُمْ

بر وزن مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ تقطیع اس کی اَللّٰهُ مَوْ مستفعلن لَانَا وَلَا

مستفعلن مَوْلیٰ لَکُمْ مستفعلن ہے

اور بحر رجز وافی سے ہیں یہ تین شعر عبداللہ بن رواحہ کے

جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے - وَاللّٰهِ لَوْلَا

اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا + وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا + فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً

عَلَيْنَا + وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا + إِنَّ الْأُولیٰ

قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا + إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا +

جن کا عروض و ضرب فعولن یا مفعولن ہے اور باقی ارکان

مستفعلن یا مفاعلن ہیں تقطیع ان کی وَاللّٰهِ لَوْ مستفعلن لَا اللّٰهُ مَهْ مستفعلن

تَدَيْنَا فعولن وَلَا تَصَدْ مفاعلن دَقْنَا وَلَا مستفعلن صَلَّيْنَا فعولن

فَأَنْزِلَنْ مفاعلن سَكِينَتَنْ مفاعلن عَلَيْنَا فعولن + وَثَبِّتِلْ مفاعلن

اَقْدَامَ اِنْ مستفعلن لَاقَيْنَا مفعولن + اِنَّ الْاُولیٰ مستفعلن قَدْ بَغَوْ مفاعلن

عَلَيْنَا فعولن اِذَا اَرَا مفاعلن دُوْ فِتْنَةً مستفعلن اَبَيْنَا فعولن

+ قسم اللہ کی اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم سیدھی راہ پر نہ ہوتے + اور نہ زکوۃ دیتے ہم اور نہ نماز پڑھتے
پس ہر آئینہ نازل کر تو اوپر ہمارے وقار کو + اور ثابت رکھ تو پاؤں وقت مقابلہ کفار کے
تحقیق کہ اگلے کافروں نے بغاوت کی اوپر ہمارے - جب کہ ارادہ کیا انھوں نے
ہمارے بے دین کرنے کا تو ہمنے انکار کیا -

یہ سب بعضے احادیث جو موزون ہو گئی ہیں ما نحن فیہ میں سے ہیں اور علاوہ نہیں ہیں یہ فقط اسواسطے لکھدی ہے کہ معلوم ہو جاوے مسلمین کو کہ کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہے کلام اللہ کا جو بات اوسمین ہے اسمین بھی ہے اور کلام اللہ کے بعضی آیات موزونہ جو ہم نے نقل کئے اسکا سبب وہی ہے جسکے طرف پہلے اشارہ کیا گیا یعنے اگر ترتیب تقدیم توڑ ے چھوڑے جائے تو جس جگہ سے توڑی جائے گی شاید وہان کلام پاک موزون ہو اور ٹوٹ جائے - يَا شَيْخَ الْكَاكُورِي إِيَّاكَ وَالطَّمَعَ وَالْحُطَامَ * وَإِيَّاكَ وَالتُّهْمَةَ عَلَى اللّٰهِ وَكُلُّ شَيْءٍ حَرَامٌ * سَتُبْلَى لَحْمُكَ وَعِظَامُكَ * وَتَبْقَى بَعْدَهَا ذُنُوبُكَ وَاجْرَامُكَ يَا شَيْخُ اِنَّ الدُّنْيَا وَلَذَّاتِهَا كَخَطْفِ الْبُرُوقِ الْيَوْمَ كُلَّمَا تَفْعَلُ تَخْرِيبَ الْقُرْاٰنِ وَغَيْرِهَا سَهْلٌ وَلٰكِنَّ بُكْرَةً تَنْخَرِقُ الْخُرُوقُ يَا شَيْخُ اَرَضِيتَ الْيَوْمَ بِالدَّنَايَا فَاصْبِرْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَظْهَرُ الْخَفَايَا يَا شَيْخُ اَنْتَ الْيَوْمَ فِي مَحَبَّتِ الدُّنْيَا مُتَهَالِكٌ وَمَا تَعْلَمُ اَنَّكَ غَدًا اَوْ بَعْدَ غَدٍ

اے کاکوری کے شیخ بچا اپنے کو طمع اور مال دنیا سے اور بچا اپنے تئین تہمت کرنیسے اوپر اللہ کے اور ہر حرام سے قریب ہے کہ گلجائیگا گوشت تیرا اور ہڈیان تیری اور باقی رہجاویگی بعد اوسکے گناہ تیری اور جرم تیری - اے شیخ تحقیق کہ دنیا اور لذتین اوسکی مثل چمک بجلی کی ہین آج کے دن جو کچھ کہ کرتے تو خراب کرنیسے قرآن کے اور سوا اوسکی آسان ہے لیکن کل پھٹ جائیگا تو شیخا اے شیخ آیا آج راضی ہو گیا تو ساتھہ ناپاک چیزون کے - پس صبر کر اگر چاہے اللہ ظاہر ہو جاوے گی پوشیدہ باتین - اے شیخ تو آج بیچ محبت دنیا کے ہلاک ہو رہا ہے اور نہین جانتا ہے کہ کل یا پرسون

هالكٌ يا شيخُ انظر الى نفسك قبل ان يستحيل النّظرُ وتفكّرْ
في احوالك الدنيّة قبل ان لا ينفعك الفكرُ يا شيخ
المفرّطين في الواجبات والسُّنن والفرض يا شيخ النّاسين
يوم الحسابات والعرض كن كيف شئتَ واعمل
ما شئت نعوذ بالله من اراداتك واعاذنا الله عن
مراداتك اشعار اذا اعتصم المخلوق من فتن الهوى
بخالقه انجاه منهنّ خالقهُ ومن هانت الدّنيا
عليه فانّني ضمينٌ له ان لا تذمّ خلائقه
ارى صاحب الدّنيا مقيمًا بجهله على ثقة
من صاحبٍ لا يوافقه

اسکے آگے کا قول اس سے بھی زیادہ معجب اور مضحک ہے وہ یہ کہ (بے شک
خوش بیانی بھی ایک زبردست قوت ہے - لیکن کلام پاک کی فصاحت

توجان دینے والا ہی ای شیخ دیکھ تو طرف نفس اپنی کی پہلی اس سی کہ محال ہو جاوے دیکھنا اور فکر اپنی خراب
حال مین پہلی اس سے کہ نہ نفع دے تجھکو فکر اے شیخ کمی کرنیوالون کے بیچ واجبون اور سنتون اور
فرض کے اے شیخ بھولنے والو نکے دن حسابون اور عرض کی ہو جا تو جیسا تیرا جی چاہے اور کر تو
جیسا تیرا جی چاہے پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے ارادون سے تیرے اور بچاوے ہمکو اللہ
مرادون سے تیری ۔ اشعار ۔ جب کہ چنگل مارے مخلوق بچکر فتنون سے خواہش نفس کے بہ ساتھ خالق اپنے
تو نجات دیتا ہے اون سے خالق اونکا ۔ اور جو شخص کہ چھوٹی ہو گئی دنیا اوپر اوسکی پس تحقیق کہ مین ضامن
ہون واسطے اوسکے کہ نہ مذمت کریگی اوسکو خلائق خالق ۔ دیکھتا ہون مین صاحب دنیا کو ساتھ جہل
اپنا کی ۔ اوپر اعتماد ایسے رفیق کے جو نہین موافق ہے اوسکا ۔

و بلاغت نے فصحاے عرب کو اس امر کا قایل کر دیا تھا کہ قرآن کلام خدا ہے ایسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جو محض امی ہو اوسکا یہی ایک معجزۂ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحاے عرب کے مقابلے مین باوجود بے علمی کے ہر امور پر فوق لیگیا اور اوسکے انتظام سیاست اور قواعد تمدن نے جہلاے عرب کو اونکی زندگی کا مطلب اور اونکی ہستی کا سبب بخوبی ذہن نشین کردیا عرب کے بادیہ گرد مین کیا امیر القیس ایسے فصحاے عرب کی طلاقت لسانی کے قایل نہ تھین؟ نہین! تھین!! ضرور تھین لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پر جوش تلقین سچی خدا پرستی کی رہبر تھی۔ اسلیے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یوماً فیوماً کامیابی۔ اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا انتھے

اس قول کی ریزی پرزے ایسے سخیف ہین کہ اون کا ردو قدح اوقات عزیزہ کو ضایع کرنا ہے مگر مجبوری ہے اگر چپکے ہو رہین تو جہال عجز پر محمول کرینگے دیکھو ایک ریزہ سخیف یہ ہے کہ بعد قول (بے شک خوشبیانی بھی ایک زبردست قوت ہے) کی لکھتے ہین (لیکن کلام پاک کی فصاحت و بلاغت نے فصحاے عرب کو اس امر کا قایل کر دیا تھا کہ قرآن

کلام خدا ہے) یہ لفظ لیکن کس کا استدراک ہے کس کلام
نسفے پر وارد ہوا ہے کہ اپنے بعد اوس کلام کو ثابت کرتا ہے
اسکے جواب مین دو احتمال ہین اور دونون بے معنے۔ ایک
یہ کہ نبے صلے اللہ علیہ وسلم مین خوشبیانی تھی لیکن وہ خوش بیانی
خلق کے مومن بنانے مین کافے نہ ہوے جب تک کہ کلام
پاک نہ سنایا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ فصحاے عرب مین خوشبیانی
تھی مگر کسیکو اپنا مسلم و مومن بنا نہ سکے جب کلام پاک نبے
صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا تب لوگ اوسکے فصاحت و بلاغت
کو دیکھکر قایل ہوگئے کہ یہ کلام خدا ہے۔ پہلا احتمال تو اسواسطے
بے معنے ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کب اپنی خوشبیانی سے
قران اوترنے کے آگے لوگون کو گرویدہ کرنا چاہتے تھے جو
تم لکھتے ہو کہ بے شک خوشبیانی بھی ایک زبردست قوت ہے
لیکن کلام پاک کی فصاحت و بلاغت نے فصحاے عرب کو قران
کی قوانیت قبلوادے یعنے اون مین خوشبیانی تھے مگر جب تک
قرآن نہ سنایا اونکے خوش بیانی کافی نہین ہوئی۔ دوسرا
احتمال اسواسطے بے معنے ہے کہ فصحاے عرب مین خوشبیانی
تھی اور اوسکے عرب لوگ قایل تھے چاہتے تو خلق کو اپنے

نبوت کا قایل کر لیتے مگر اتفاق ہے قران جو اترنے لگا تو اوسکی فصاحت وبلاغت دیکھکر لوگ قایل ہو گیے کہ یہ کلام خدا ہے ۔ یعنے نبی ہی کی قدرت فصحاے عرب مین تھے مگر اس کلام کے اوترنے سے نہین ہوے ۔ دیکھو یہ کیسا کلام مجنونانہ ہے ۔ دوسرا ریزہ سخیف یہ ہے کہ ایسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جو محض امّی ہو اوسکا یہی ایک معجزہ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحائے عرب کے مقابلے مین باوجود بے علمے کے ہر امور پر فوق لے گیا) اس بولی سے یہ شخص لایعقل محض معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بات کرنی بھی نہین آتی یا ہوشیار ہے کہ مسلمین کو احمق جان کر اپنے کفر بات اگل رہا ہے اگر کوئی اوسکو کسی کلمہ پر ٹوکے تو صاف جہل وحماقت کا دعوے اور عذر کرکے چھوٹ جاے ۔ ان دونون شقّون مین کبھی وہ شق غالب رہتی ہے کبھی یہ شق ۔ لایعقل ہونے کی شق تو یون غالب ہے کہ ہر امر پر فوقیت لے گیا ہے کہنے کی جگہ پر (ہر امور مین فوق لیگیا تھا) بولتا ہے یہ بولی ایسی ہے جیسے کہا کرتے ہین کہ فلان شخص قابلیت مین فلان شخص سے زیادہ ہے کوئے صاحب اسکی جگہ پر کہین فلان شخص قابل مین فلان شخص سے زیادہ ہے ۔ یا کہتے ہین کہ آج

حاکم کے سامنے زید کی ولدیت بہ نسبت عمر کے ثابت ہوئی۔ کوئی صاحب اوس فقرے کو یون اوگلین کہ آج حاکم کے سامنے زید کی ولدیت بہ نسبت عمر کے ثابت ہوئی وعلی ھذا القیاس اور ہوشیار ہونے کی شق یون غالب ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ایسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جو امّی محض ہو اوسکا یہی ایک معجزہ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحائے عرب کے مقابلے مین باوجود بے علمی کے ہر امور مین فوق لے گیا۔ اس جملہ کے الفاظ دیکھو۔ ع

چشمش بطرفے میرود مژگان نمناکش نگر

در سینہ دارد آتشے پیراہن چاکش نگر

کفر غلیظ کے ٹکرے ہین کہتے ہین کہ ایسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو محض امی ہو اور امی محض کے معنی جاہل مطلق لیئے ہین چنانچہ اگلا فقرہ یعنی باوجود بےعلمی کی ہر امور پر فوق لی گیا ھے اس امر پر دال ہے کہ لا کما تامۃ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہنا یا وہ لفظ جو اس عیب پر موہم ہو کفر ہے اور اوس کا قایل کافر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم امّی تھے جاہل نہ تھے العیاذ باللہ امّی اور ہے جاہل اور اس اجہل نے ان دونون مین تمیز نہ کی انا للہ وانا الیہ راجعون جاہل اوسکو کہتے ہین

کہ علم نہ رکھتا ہو جیسا کہ یہ خود ہے کہ علم و جہل مین فرق نہین کرتا
اور امّی کے معنے یہ ہین کہ کسے ملائے مکتبی کے سامنے کتاب نہ کھولی
ہو اور اوس قلیل العلم کے سامنے زانو تہہ نہ کیا ہو نہ یہ کہ اللہ تعالے
نے بھی اوسکو نہ سکھایا ہو اور شدید القوے ذو مرّہ کو اوسکے تعلیم
کے واسطے مقرر اور معین نہ کیا ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
اللہ تعالے نے بشر کے تلمذ سے بچایا اور کہین آپ ہے بلا واسطہ
تعلیم کے جیسا کہ فرماتا ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور کہین اس کام پر
جبرئیل کی تعیناتی کی خبر دی جیسا کہ فرماتا ہے عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ
الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ فقرات بھی بہ مقتضائے
بے وقوفی صادر ہوے ہون اور ہم ہوشیاری سمجھتے ہون +

لیجئے اور ایک بوند غلیظ نجس آپ کے قلم او بار رقم
سے ٹپکی ہے جسمین عقلمندی کی لی ہے وہ یہ ہے کہ قران شریف
کو اسکا کلام کہہ گئے ہین اس لطیفہ گوئی سے اپنے ہمچشمون مین
مفتخر (مفتحر) ہوے ہونگے ۔

تیسرا ریزہ سخیف یہ ہے کہ اوراوسکے انتظام سیاست اور قواعد تمدن

اور سکھایا تجھکو جو کچھ نہ تھا تو جانتا ۔ سورہ النساء پارہ والمحصنت (ع ۵)

سکھایا اوسکو سخت قوتون والی نے صاحب قوت ہے ۔ سورۂ نجم پارہ قال فما خطبکم (ر ۲۷)

ـــــے نے جہلائے عرب کو اونکی زندگی کا مطلب اور اونکی ہستی کا سبب بخوبی ذہن نشین کردیا عرب کے بادیہ گزنوین کیا امیر القیس ایسے فصحائے عرب کی طلاقت لسانی کی قایل نہ تھین ؟ نہین ! نہین !! ضرور تھین ۔ لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پرجوش تلقین سچّی خداپرستی کی رہبر تھی اسلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یوماً فیوماً کامیابی اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا) اسکا حاصل یہ ہے کہ طلاقت لسانی امیر القیس (امرء القیس) اور طلاقت لسانی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی سے تھے گرچونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک بات یہ زاید تھی کہ اونکو تلقین پرجوش اور سچی خداپرستی تھی اسواسطے یوماً فیوماً کامیابی ہوئی اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا اور امیر القیس (امرء القیس) مین یہ تلقین پرجوش اور سچی خداپرستی نہ تھی اسواسطے باوجود طلاقت لسانی کامل کے اوسکے یوماً فیوماً ترقی نہ ہوئی استغفراللہ کہان فصاحت وبلاغت وطلاقت لسانی امرء القیس اور کہان فصاحت وبلاغت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوسمین اور اسمین ممکن اور واجب کا فرق ہے اوسکی طلاقت لسانی حد امکان سے باہر نہ تھی اور قران مجید وفرقان حمید کے طلاقت لسانی دائرہ امکان سے باہر ہے کسی بشر کو باوجود کثرت دعاوے کے

آجتک مثل اقصر سورت لانی کی طاقت نہ ہوئی اونکے کلام مین باوجود
دعاوے فصاحت و بلاغت کے تنافر کلمات اور تعقیدات بھرے ہین
اور یہ کَلَامُ الْمَلِكِ مَلِكُ الْكَلَامِ از اوّل تا آخر ہر عیب لفظی اور
معنوی سے صاف و شفاف ہے چنانچہ اون شعرا و فصحا نے
خود ہی انصاف کیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت قصائد سبعہ
معلقہ کعبہ کے دروازے سے اوتار لیے - اور اس کلام پاک مین
وہ صفات کاملہ ہین کہ کسی بندے کا کلام اوسکو کسی جہت سے نہین
پہونچتا کَمَا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ كُلُّ جُمْلَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ مُعْجِزَةٌ
وَحُفِظَ مِنَ التَّحْرِيفِ وَالتَّبْدِيلِ عَلٰى مَمَرِّ الدُّهُورِ وَقَارِيُهُ
لَا يُمِلُّهُ وَسَامِعُهُ لَا يُمِجُّهُ بَلْ لَا يَزَالُ مَعَ تَكْرِيرِهٖ وَ
تَرْدِيدِهٖ غَضًّا طَرِيًّا تَتَزَايَدُ حَلَاوَتُهُ وَتَتَعَاظَمُ
مَحَبَّتُهُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْكَلَامِ يُمَلُّ مَعَ التَّرْدُّدِ
وَيُعَادٰى اِذَا اُعِيْدَ يُونُسْ

جیسا کہ کہا بعضے علماء نے کہ ہر جملہ قران سے معجزہ ہے اور محفوظ رہا ہے تحریف اور تبدیل سے اوپر گذرنے زمانہ کے اور قاری اپنے کو ملالیمین نہین ڈالتا اور سامع اپنے کو تکلیف نہین دیتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہی ساتھہ تکرار اپنی کے اور اولٹ پہیر کے تر و تازہ دن بدن زیادہ ہوتی ہے شیرینی اوسکی اور دن بدن بڑہتا ہے محبت اوسکی اور غیر اوسکا کلام سے ملال دیتا ہے ساتھہ چند بار پڑہنے کے اور برا دکہتا ہے جب کہ اعادہ کیتے جا دے اور قرآن ایسا ہی کہ انس

بِهٖ فِي الْخَلَوَاتِ وَيُبَشِّرُ أَحُ بِتِلَاوَتِهٖ مِنْ شَدَائِدِ
الْأُمُوْرِ وَاشْتَمَلَ عَلٰى جَمِيْعِ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ جَمِيْعُ الْكُتُبِ
الْإِلٰهِيَّةِ وَزِيَادَةً أَرَادَ بَعْضُ الْفُصَحَاءِ بِمُعَارَضَةِ بَعْضِ
سُوْرَةٍ وَقَدْ أُوْتِيَ مِنَ الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ الْحَظَّ الْأَوْفٰى
فَسَمِعَ صَبِيًّا فِي الْمَكْتَبِ يَقْرَءُ وَقِيْلَ يٰٓأَرْضُ ابْلَعِيْ
مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ أَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
رَجَعَ مِنَ الْمُعَارَضَةِ وَمَحَا مَا كَتَبَهٗ وَقَالَ مَا هٰذَا
مِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ

اور بس عجب ہے اس شیخ کاکودی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے فصاحت کے مقابلے مین فصاحت وطلاقت
امرالقیس کو ذکر کرتا ہے شاید کہ یہ شخص عقل وذہن سے نہایت بے بہرہ
ہے اور قطع نظر ایمان اور اوسکے عدم کی ذوق صحیح بھی اگر اس شخص

سے لیے جاتا ہے ساتھہ اوسکے تنہائیون مین اور راحت طلب کیجاتی ہے ساتھہ تلاوت
اوسکی کے سخت کامون سے اور ملا ہوا ہے اوپر تمام اون چیزون کے کہ جنکو شامل ہین
ساری کتب الہیہ اور زیادہ کو ارادہ کیا ہی بعضے فصحا نے معارضہ بعض سور اوسکی کو اور حال
یہ کہ دیا گیا تہا وہ فصاحت اور بلاغت سی نصیب وافر پس سنا اوسنے ایک لڑکے کو مکتب
مین کہ پڑہتا تہا (اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان بس کر یعنے تہم اور
خشک کیا گیا پانی اور تمام کیا گیا کام) پہر گیا معارضہ سے اور مٹا دیا وہ جو کچہہ کہ لکھا تہا اور کہا
نہین ہے یہ کلام بشر سے +

کو ہوتا تو اوس قرآن کے ذکر کے ساتھہ امرء القیس کی فصاحت کا ذکر نہ کرنا دیکھو دو چار شعر امرء القیس کے بڑے دعوے کے مذکور ہوتے ہین اور اوسکی مقابل مین قرآن کی آیات غور کرو کہ اوس سے اس سے کچھہ علاقہ بھی ہے یا نہین + **اشعار** قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيبٍ وَمَنْزِلِ + بِسِقْطِ اللِّوَى بَيْنَ الدَّخُولِ فَحَوْمَلِ + فَتُوضِحَ فَالْمِقْرَاةِ لَمْ يَعْفُ رَسْمُهَا + لِمَا نَسَجَتْهَا مِنْ جَنُوبٍ وَشَمْأَلِ +

تَرَى بَعَرَ الْآرَامِ فِي عَرَصَاتِهَا
وَقِيعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فُلْفُلِ +

دیکھو ان اشعار مین کیا مزہ ہے پہلے تو غریب غریب مواضع کے نام دَخُول و حَوْمَل و تُوضِح و مِقْرَاة مذکور ہین اور پھر یہ ضرورت شعری شمال کو شَمْأَل باندہا ہے اور مضمون کیا واہی ہین کہ اپنی معشوقہ کے عرصات و قیعان کی تعریف یہ ہے کہ مینگنیان ہرنون کی وہان ایسی معلوم ہوتی ہین جیسے گول مرچ کے دانے یہ مشابہت

بلند ٹھہر جاؤ تم دونون کہ روئین ہم ذکر حبیب اور منزل سے + سقط لوی (نام مقام) مین درمیان دخول اور حومل (نام مواضع) کی + پھر توضح اور مقراۃ (نام مواضع) کہ نہین زایل ہوا اثر اوسکا + اسواسطے کہ جسوقت چھپا لیتی ہے اوسکو گرد تو ایک ہوا جنوب کی شمال سے ساتھہ مٹی کے تو کھولدیتی ہے دوسری ہوا + دیکھے تو مینگنیون کو ہرنون کے اوسکے میدان اور برابر زمینون مین — گویا کہ وہ دانہ ہین گول مرچ کے

دیکھئے اوس بیچارے کو اور کوئی مضمون ہاتھ نہ لگا تو یہی باندھ دیا
جسکو سالن مین ڈالکر نوش کرتے ہون گے اور اسی غیر درست شعر میں سکتہ
کو کانا پڑتا ہے ورنہ تقطیع منقطع ہو جاتی ہے ۔ اب
اسکے سامنے قرآن کی آیات کو دیکھیے فرماتا ہے ۔ ثُلَّةٌ مِّنَ
الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ
مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ
مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ وَفَاكِهَةٍ
مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ط وَحُوْرٌ
عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا
سَلٰمًا سَلٰمًا وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَا اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّ
طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ

‡ بڑی جماعت ہو پہلون مین سے اور تھوڑی پچھلون مین سے اوپر جڑاؤ ہوئے تختون سونے کے
تارون سے بنے ہوئی کی ہین تکیہ کیے ہوتے اوپر اونکے آمنے سامنے پھرینگے اوپر اونکے لڑکے
ہمیشہ رہنے والے ساتھ آبخورون کے اور آفتابونکے اور پیالیون کے شراب صاف سے نہین سر
دکھائی جائیگی اس سے اور نہ بہکا ہونگے اور میوے اوس قسم سے کہ پسند کرین اور گوشت
جانورون کے اوس قسم سے کہ چاہین گے اور واسطے اونکے عورتین نہایت گوری آنکھون
والیان مانند موتیون چھپائے ہوے کے بدلا اوس چیز کا کہ تھے کرتے نہین سنین گے
بیچ اوسکے بیہودہ اور نہ گناہ کی باتین مگر کہنا سلام ہو سلام ہے اور داہنی طرف والے
کیا ہین داہنی طرف والے بیچ بیریون کانٹے دور کیے ہوئے کے اور کیلے تہ بتہ ۔

وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ط إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ط ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ط وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ط فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ط إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ط

یہ مختصر حال ہے تینوں فرقہ کا ایک سابقین دوسرے اصحاب الیمین تیسرے اصحاب الشمال کیسکے عقل صحیح و سالم ہو صدمات مصاحبات کفرہ لیام سے تو معلوم کر لے کہ تینون فرق کا حال ترتیب سے کس فصاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور جو لطائف و نکات اس مین ہین اول تو طاقت بشر نہین کہ کماھی بیان کرے اسکے ساتھ ہے اگر تھوڑی سی جو عقل بشر پر کھلے ہین معلوم کرنا ہو تو اس مقام کو

اور سایہ لنبا اور پانی گرتا ہوا اور میوے بہت نہین کاٹا گیا اور نہ منع کیا گیا اور بچھونے بلند تحقیق ہمنے پیدا کیا عورتون اونکی کو پیدا کرنا ایسا کیا ہم نے اونکو کواری سہاگ والی ہم عمر واسطے داہنی طرف والون کے جماعت کثیر ہے پہلون مین سے اور جماعت کثیر ہے پچھلون مین سے اور صاحب بائین طرف کے کیا ہین صاحب بائین طرف کے بیچ ہوا گرم کے اور پانی گرم کے اور سایہ دہوین کے کہ نہین ٹھنڈا اور نہ عزت والا تحقیق وے تھے پہلی اس سے نعمت مین اپنی ہوئے ۔ سورۂ واقعہ پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

تفسیر کبیر فخرالدین علیہ الرحمہ مین ملاحظہ کرے اور اوس سے امتیاز

ہین کلام حاصل کرے۔ قدمامین سے ایک شاعر نے جو اس فن مین

مشارالیہ بالبنان تہا اپنی جاریہ سے جو نہایت فصیحہ تہے کہا قاتلک اللہ

مَا اَفْصَحَكَ اوسنے کہا بعد قران او ترنے کے اب کوئے

فصیح بھی باقی رہا۔ ؟ اوسنے کہا کوئی فصاحت قران کے بیان تو کر

اوس جاریہ نے کہا دیکھو ایک آیت ہے اوسمین دو امر ہین اور

دو نھی اور دو خبر اور دو بشارت ہین اور وہ آیہ یہ ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ

عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا

رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ + اَرْضِعِيْهِ

اور القیہ یہہ دو امر ہین اور ولا تخافی ولا تحزنی

یہہ دو نہی ہین اور انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین

+اور وحی کی ہم نے طرف ماں موسے کی یہ کہ دودھ پلاتے جا اوسکو پس جب ڈرے

تو اوپر اوسکے پس ڈالدے اوسکو بیچ دریا کے اور مت ڈر اور مت غم کہا تحقیق ہم پہیر لانیوالے ہین

طرف تیری اور کرنے والے ہین ہم اوسکو پیغمبرون سے۔ سورہ قصص پارہ ۵

امن خلق السموات (۲۰)

یہ دو خبر ہین اور دو بشارت ہین + اور خضر و موسیٰ علیہما السلام کے قصے مین طریق تعلیم حکماے یونان برتا ہے کہ وہ لوگ پہلے طبعیات سکہاتے ہین جنمین بحث ہو اون چیزونکے احوال سے جو خارج اور ذہن دونون مین مادۂ خاصہ کے محتاج ہون پھر جب متعلم کی عقل مین ایک طرح کا تجرد حاصل ہوا تو ریاضیات بتاتے ہین جنمین بحث ہو اُن چیزونکے احوال سے جو خارج مین تو مادۂ خاصہ کے محتاج ہون اور ذہن مین نہ ہون پھر جب متعلم کے عقل مین اس فن کے برتنے سے تجرد زیادہ بڑہا تو الہیات کی تعلیم کرتے ہین جنمین بحث ہوتی ہے اون چیزون سے جو خارج اور ذہن دونون مین کسی مادہ کیطرف محتاج نہین ہوتین چنانچہ خضر علیہ السلام نے کشتی کے توڑنے اور لڑکی کے قتل کرنے اور دیوار کے سیدہا کرنے کے بیان حکمت مین یہی طریقہ برتا ہے ۔ پہلے کشتی کے توڑنے مین کہتے ہین اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا یہ اردت کہنا اون کا صاف دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ اوّل دہلہ مین چونکہ متعلم کی ذہن مین تجرد نہین تہا تو پہلے ایسی

وہ جو کشتی تھی سو تہی واسطے فقیرون کے محنت کرتے تہے بیچ دریا کے پس ارادہ کیا مہنا نے یہ کہ نقصان ڈالدون اوسمین ۔ سورہ کہف پارہ قال الم (۱۶)

خزانۂ حسب عطاے خدا اوتوف کئے نوشتہ جات

خیز کا ذکر کیا جو محسوس ہوا یعنی خضر کا توڑنا اسیواسطے اردت کہا اسکے
بعد جب ذہن متعلم مین کچھہ تجرد پیدا ہوا تو غلام کے قتل مین کہا۔
وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا
خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝
یہان اَرَدْنَا مین محسوس کے ساتھہ ایک معقول بھی ہوا جب
اردت سے اَرَدْنَا کیا اَرَدْتُ تک مرتبہ تھا تعلیم طبعی کا اور اَرَدْنَا
مین ایک طرحکا تجرد زاید ہوا تو مرتبہ ٹھرا تعلیم ریاضی کا پھر جب تجرد
کامل حاصل ہوا تو اپنے کو درمیان سے نکال لیا جو مرید بالذات تھا اوسکا
ذکر کیا اور کہا ‡ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ
فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا
فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا

† اور وہ جو لڑکا تھا پس تھے ماں باپ اوسکے ایمان والے پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے اونکو سرکشی اور کفر مین پس ارادہ کیا ہم نے یہہ کہ بدلا دیوے اون لکو رب اونکا بہتر اوس سے پاکیزگی مین اور نزدیک تر مہربانی مین۔ سورۂ کہف پارہ حال ام (۱۶)
‡ اور وہ جو دیوار تھی پس تھی واسطے دو لڑکون یتیم کے بیچ شہر کے اور تھا نیچے اوس کے گنج واسطے اون دونون کے اور تھا باپ اون دونون کا نیک بخت پس ارادہ کیا تیرے رب نے یہہ کہ وہ پہونچین اپنی جوانی کو اور نکالین اپنا مال گڑا ہوا۔ سورۂ کہف پارہ (۱۶)

یہ آزادئ ثالث دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ اب مرتبہ متعلم کا بڑہگیا
اور مجرد تک پی لے جانے کی طاقت ہوئی اب تعلیم فن الٰہی مناسب
ہوئے دیکھو اس لطافت کو ہر نادان کی عقل جو ان فنون
وعلوم سے بے بہرہ ہے کہان چھو سکتی ہے ۔ اور ہزارہا لطائف
ہین کہ ایسی ویسی کند عقل پر ظاہر نہین ہوسکتی علمای راسخین رضوان اللہ
تعالے علیہم اجمعین کو بفضل الٰہی جل سلطانہ اون سے فی الجملہ بہرہ
ہے ۔ دیکھو یہ کلام اگر کسی بشر کا ہو تو ضرور ہے کسی نہ کسی سوال
وجواب مین کسی کافر کے قاعدۂ علم سے تخلف ہوجاتا کیون کہ
لانے والا اسکا امی محض ہے کسی علم وفن والے کی صحبت
مین نہین بیٹھا کہ فنون کی جزئیات پر مطلع ہوتا ازجملہ فنون ایک
منطق ہے کہ کب اونکو اسکے تحقیق کا اتفاق ہوا جو معلوم ہوتا
کہ نقیض سالبۂ کلیہ کے موجبۂ جزئیہ آتی ہے جو
جواب کعب ابن اشرف عالم الیہود مین وارد ہوا ہے قصہ
اسکا یون ہوا کہ ایک روز کعب ابن اشرف حضور عالم پناہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوا ۔ یہ شخص نہایت موٹا تہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم
نے اوسکو دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کہ اے کعب تجہے خدا کی قسم
سچ کہو کہ توریۃ مین مذکور ہے کہ موٹا حبر جہنم مین جائیگا یا نہین

اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ضحک مفرط لاحق ہوا وہ خبیث متنبہ
ہو کر ایسا ایک جملہ بولا کہ جس سے اوسکی ناک کٹ گئی اور سننے بے ساختہ
کہا کہ ؎ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ اور اس انکار مین اوسکو
یہ خیال نہ رہا کہ موسیٰ علیہ السلام (جنکے امت مین وہ تہا) کی نبوت
بھی باطل ہوتی ہے اللہ تعالے نے اوسکے جواب مین اوتارا
کہ ؎ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى
دیکھو اس ظلم عالے کو موافق قاعدہ منطقی کے جواب عنایت
ہوا اوس خبیث نے سالبہ کلیہ بنایا تہا اور اوسکے نقیض سے
موجبہ جزئیہ تو جواب موجبۂ جزئیہ سے دیا بہلا یہ اگر خدا کا کلام ہوتا
تو ایسا بشر جسنے اِن فنون کو تحصیل نہ ہو ایسا جواب شافی کیونکر دیسکتا

مصرعہ جو اسپر بھی نہ تم سمجھے تو پھر تم سے خدا سمجھے

سید جی کے جتنے اقوال ہین سب مضحک ہین یہ ضحک مفرط
کیسا ہی کوئی غمگین بیٹھا ہو اِن کا ایک قول یاد کرلے پھر ہنسی
ہے اور وہ یہ ہے ۔ اس قول کو دیکھیے فرماتے ہین (
عرب مین قرآن کے نازل ہونے اور خدا کو اپنی تعجب انگیز حکمت

؎ اللہ نے وتارا نہین کسی انسان پر کچھہ ۔ سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)
؎ کہہ کسنے اوتاری کتاب کو جو لایا اوسکو موسیٰ ۔ سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)

کا اظہار اوس ملک مین اسوجہ سے اور زیادہ منظور ہوا کہ جہان دنیا مین
فصحاے عرب کی بلاغت اور فصاحت کے جہنڈے گڑے ہوئے
تھے وہان شرک و بدعت و غیرہ رسوم قبیحہ مین بھے اوسکا منبر سب سے
اول تہا اور تہذیب نفس و خدا پرستی مین بالکل پیچھے۔ فصاحت کا
جواب تو ایک امّی کی خوش بیانی سے دیا گیا اور جہالت کا شرمناک
دہبہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم سے مٹا۔ اور افضلیت
مین اونکا پایہ اعزاز تکمیل رسالت سے بڑہایا گیا۔ چند روز بعد
وہی جاہل اور وحشی قومین تہذیب و شایستگی کے نورانی لباس سے
آراستہ ہوکر دنیا مین حکمران ہوئین اور تمام علوم مروجہ کے حق مین
اونکی تالیفون نے نفس مسیحائی کا کام کیا۔ اور علوم جدیدہ کے
اختراعات نے اون کی لیاقت کو تمام دنیا مین مسلم کرادیا۔ بیشک
غیر اقوام کو اب تک اس بات کا تعجب ہے کہ بمقابلہ انبیاے
ماسبق علے نبینا وعلیہم السلام کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
چندروزہ تعلیم نے لاکہون آدمیون ہزارون قریون اور متعدد
ملکون پر پورا قبضہ کرلیا۔ (انتہے) اولٹی بات کی کہنا یون
چاہئے تہا کہ قران اللہ تعالے نے نازل فرمایا قلع شبہات اور
اثبات توحید کے واسطے اور کمال فصاحت اور بلاغت کے

ساتھ آراستہ اور پیراستہ اسواسطے کیا کہ زمان نزول قرآن مین
عرب کے ملک مین فصاحت اور بلاغت کے ہر طرف چرچے تھے
جب اس (کلام اللہ) کی فصاحت اونکی فصاحتون کو زیر کر دے تو
حیران ہوکر اس کے قرانیت کا اقرار کرین اور لانے والے کو
رسول برحق سمجھین۔ نہ یہ کہ عرب کی قوم کو جو فصاحت کا دم مارتی تھی
اپنی فصاحت دکھائی تھی کہ تمھارے فصاحت اور بلاغت ہماری فصاحت
و بلاغت کے سامنے ہیچ ہے اور چونکہ وہ لوگ شرک و بدعت اور
اور امور قبیحہ مین بھی گرفتار تھے تو زیادہ حاجت ہوئی اس کلام
فصاحت انضمام کے اوتارنے کی

یہ اولٹ پھیر بہ تقتضاے جہل ہوا ہے تو اقرار جہل کا کرنا چاہیے
کہ الزام کے وقت مفید ہو اور اگر امتحاناً یہ جملہ سرزد ہوا ہے تو
خوب جان لیجیے کہ ابھی عقلاے روزگار باقی ہین وہ ان باتون کو پہچان
لیتے ہین جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہے۔ تَبَحَّرَ بَعْضُ الْاُمَرَاءِ
وَعِنْدَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَفَرَّتْ مِنَ الْاَمِیْرِ رِیْحٌ خَفِیْفَۃٌ

لطیفہ

بنجر کیا کسی امیر نے اور اوس کے پاس اعرابی تھا پس اوڑی امیر سے ایک
ہوا خفیف

فَاَرَادَ اَنْ یَّعْلَمَ هَلْ فَتِنَ بِهَا الْاَعْرَابِیُّ اَمْ لَا فَقَالَ مَا اَطْیَبَ هٰذَا الْمُثَلَّثُ قَالَ نَعَمْ وَلٰکِنَّکَ رَبَّعْتَہَا

تو اب بھی الحمد للہ مثلث اور مربع مین امتیاز کرنے والے موجود ہین اور آگے چلکے اِس قول مین فرماتے ہین کہ (فصاحت کا جواب تو ایک امّی کی خوشبیانی سے دیا گیا اور جہالت کا شرمناک دھبہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم سے مٹایا گیا) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہالت کا شرمناک دھبہ تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم سے مٹایا گیا - اب وہ امی تبائے کون ہے جسکی خوشبیانی سے فصاحت کا جواب دیا گیا اگر اوس آمّی سے بھی مراد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہین تو یہ تو نہ ہو آپ کے کہ امّی سے تو یون ہوا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے یون ہوا - آپ کے کمال فہم سے اطلاع دیتے ہے - اور عجب نہین کہ آپ نے اس عبارت کے معنے اور ایک باریک رکھے ہون وہ یہ کہ یہ دو کام حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے دو حیثیت سے ہوے

پس ارادہ کیا امیر نے یہ کہ دریافت کرلے کہ آیا مطلع ہوا اوس پر اعرابی یا نہین پس کہا امیر نے کہ کیا اچھا ہے یہ مثلث (یعنی مجموعہ جسمین تین جز یہ ہون) کہا اعرابی نے کہ ہان مگر تمنے اوس مثلث کو مربع (یعنی اپنی حدث سے چار کردیا) ع تقسیم

اس حیثیت سے کہ آپ امّی تھے قطع نظر رسالت کے اور قطع نظر مہبط تنزیل قرآن ہونے کے اپنے فصاحت سے فصحاے عرب کے دندان شکن ہوے اور اس حیثیت سے کہ آپ مہبط وحی اور رسول مقبول تھے اون جاہلون کا شرسناک دہبہ جہالت مٹا ڈالا - تو یہ معنے باریک ایسے ہین کہ چھوٹی سے چھوٹے کھوپڑے مین بھی نہ سمائین گی -

نفس امیت بغیر وحی الٰہی جل سلطانہ کب کسی مدعی پر موجب ظفر ہوسکتی ہے اور جب وحی کو ظفر اور غلبہ مین دخل ہوا تو امیت صرف کے حیثیت نے کچھہ کام نہ دیا - اے شخص تجے حکیم احسن اللہ خان کے حوالہ کرے کہ تیری فسد یا سلیق یا ھفت اندام یہ جیرلے یا ایارج فیقرا کی گولیان کھلاکر چند مسہلات عمل مین لاوے

تیرے سوداوی حرکات وسکنات سے تو میرا دم ناک مین آگیا

اب اگلے فقرے کو جو اس قول طولانی کا جزو ہے دیکھو بظاہر خوب میثل کے باتین ہین مگر دشمن انابہ از دوستان نادان دریردہ منکرین کا حق نمک ادا کرنا منظور ہے لیکن باقتضاے کمال حمق وسیسے بات اونسے سرزد ہوتی ہے جو اونکے مخالف ہے کمال خلاف کرینے لحوق جوش وخروش اقوام مین بابت ممالک ستانی وسرکشے جس سے ہم پہلے اطلاع دے آئے ہین کہ نئی ترتیب دینے کی نہایت تمہارے

وہی ہے دیکھو ان الفاظ سے نکلتا ہے یا نہین (چند روز بعد وہے
جاہل وحشی قومین تہذیب و شائستگی کے نورانی لباس سے آراستہ
ہوکر دنیا مین حکمران ہوئین) اگر مراد تمہاری یہ نہ ہو اور ان فضائل صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذکر سے فقط تالیف قلوب مسلمین و مؤمنین
منظور ہو تو تمہارے مقصود سے کہ قران کے نئی ترتیب دینے بلحوظ
خاطر ہے ان چیزون کو کیا علاقہ ہوگا؟ مین حیران ہون کہ کس عقل
کا یہ آدمی ہے اور کن لوگون کی صحبت مین رہا ہے چاہتا ہے کہ
قران کو مسخ کردے اور اپنی نئی ترتیب کو اگرچہ محال ہو ترتیب قدیم
سے اعلے و افضل کردے اور وہ مقتضی اسبات کا ہے کہ قرآن
کے نقصانات بیان کرے اور ترتیب قدیم کو ہیچ ٹھہرادے مگر
اسکے ساتھ فضائل قرآن اور جمع قرآن بسط سے بیان کرتا ہے
خود اسکے مقصود کے مخالف ہے۔ غالبا اسکا سبب سوا سے
اسکے نہین ہے کہ شیخ صاحب مسلمان کا نطفہ ہین اور یہ تاثیر نطفہ
کی ہے گو حکیم کا عقیدہ کے خلاف ہو بے اختیار ہے سے قلم
چل چل گیا ہے۔ اسپر حکایت عیسے بن صالح حاکم قیسرین کے جو
امام الحمقا ہے نہایت منطبق ہے کہ قال بعضہم اتانی رسولہ بالیل

کہا بعضے علما نے کہ آیا میرے پاس قاصد امیر کا رات کو

فَأَمَرَنِي بِالْحُضُورِ فَتَوَهَّمْتُ أَنَّ كِتَابًا جَاءَهُ مِنْ أَمِيرِ

الْمُؤْمِنِينَ فِي مُهِمٍّ احْتَاجَ فِيهِ إِلَى حُضُورِي مِثْلِي فَرَكِبْتُ

إِلَى دَارِهِ فَلَمَّا دَخَلْتُ سَأَلْتُ الْحُجَّابَ هَلْ وَرَدَ

كِتَابٌ مِنَ الْخَلِيفَةِ أَوْ حَدَثَ أَمْرٌ فَقَالُوا لَا فَأَمْضَيْتُ

إِلَى الْخُدَّامِ فَسَأَلْتُهُمْ فَقَالُوا مِثْلَ مَقَالَةِ الْحُجَّابِ

فَصِرْتُ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي هُوَ فِيهِ فَقَالَ لِي ادْخُلْ

لَيْسَ عِنْدِي أَحَدٌ فَدَخَلْتُ فَوَجَدْتُهُ عَلَى فِرَاشِهِ

فَقَالَ اعْلَمْ أَنِّي سَهِرْتُ اللَّيْلَةَ مُفَكِّرًا فِي أَمْرٍ إِلَى

سَاعَتِي هٰذِهِ فَقُلْتُ

وَمَا هُوَ الْأَمْرُ

پس حکم دیا مجھکو حاضر ہونے کا پس گمان کیا مین نے کہ کوئی خط آیا ہے اوسکے پاس امیر المومنین سے کسی مہم مین کہ محتاج ہوا ہے وہ بیچ اوس مہم کے طرف حاضر ہونے تا مثل میرے کی پس سوار ہوا مین طرف گھر اوسکے کی پس جب کہ داخل ہوا مین تو پوچھا مین دربانون سے کہ آیا آیا ہے کوئی خط خلیفہ کیطرف سی یا پیدا ہوا ہی کوئی امر پس کہا اون لوگون نے کہ نہین پس پھر گیا مین خدمتگارون تک پس سوال کیا مین نے اونسے پس کہی اونہون نے وہی بات جو کہی تہی حاجبون نے پس گیا مین اوس جگہ کہ وہ وہان تہا پس کہا اوسنے واسطے میرے کہ داخل ہو نہین ہے پاس میرے کوئی شخص پس داخل ہوا مین پس پایا مین نے اوسکو اوپر بستر اپنے کے پس کہا جان تو کہ تحقیق کہ مین جاگتا رہا ہون آجکی رات فکر مین ایک امر کی اس وقت تک پس کہا مین نے وہ کیا امر ہے

اَصْلَحَ اللّٰهُ الْاَمِیْنَ قَالَ اِشْتَهَیْتُ اَنْ یُّصِیْبَنِیَ اللّٰهُ
حُوْرِیَّةً فِی الْجَنَّةِ وَیَجْعَلَهٗ زَوْجِیْ یُوْسُفَ الصِّدِّیْقَ
فَطَالَ لِذٰلِكَ فِكْرِیْ فَقُلْتُ لَهٗ هَلَّا اِشْتَهَیْتَ مُحَمَّدًا
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّكُوْنَ زَوْجَكِ فَاِنَّهٗ سَیِّدُ
الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَقَالَ لَا تَظُنَّ اِنِّیْ لَمْ اُفَكِّرْ
فِیْ هٰذَا قَدْ فَكَّرْتُ فِیْهِ
وَلٰكِنَّنِیْ كَرِهْتُ اَنْ اُغِیْظَ
عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا

اسکے بعد ایک اور قول عجیب یہ ہے کہ (قولہ) تواریخ سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ انبیاے متقدمین علے نبینا وعلیہم السلام نے سیکڑون برس کی عمر پائی لیکن اونکی امت عشر عشیر بھی شاہ راہ ہدایت پر نہ آئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ برس کی عمر مین ملک عرب اور بعد آپ کے قریبًا تمام یورپ - ایشیا - افریقیہ کے کل ملکون مین اسلام رائج ہوگیا

اصلاح کرے اللہ امیر کا کہا اوس نے مجھ کو خواہش ہوئی اسبات کی کہ کرتا مجھکو اللہ تعالے ایک حور جنت مین اور کر دیتا زوج میرا یوسف صدیق کو پس طول ہوا اسلیے فکر میری پس کہا مین نے اوسکو کہ کیون نہ خواہش کی تمنے اسبات کی کہ محمد صلی اللہ تمہارے شوہر ہوتے کیونکہ وہ سردار سب نبیون علیہم السلام کے ہین کہا اوس نے کہ نہ گمان کر تو کہ مینے اسکی بابت فکر نہ کی ہو گی تحقیق کہ فکر کیا اسکی بابت لیکن مگر وہ رکھا مینے یہ کہ غصہ لاوں

اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اعتراف دیگر مذاہب مین بخوبی کر لیا گیا۔
انتہی اس قول کا حاصل یہ ہے کہ انبیاے متقدمین کے سیکڑون برس
کی عمر مین وہ نہ ہوا جو حضرت سے ترسٹھ ۶۳ برس مین کیا۔ کون کون سے
بات کو دیکھو ہر ہر جملہ خبر دیتا ہے کہ لکھنے والے کے دماغ مین خلل ہے
کیونکہ یہان ترسٹھ برس سے اگر ایام نبوت و خلافت راشدہ دونون
مراد لیے ہین تو تیئیس ۲۳ نبوت کی اور تیس ۳۰ خلافت راشدہ کے جملہ
ترپن ۵۳ ہوتے ہین نہ ترسٹھ ۶۳ اور اگر فقط ایام نبوت و رسالت مراد
لی ہے تو تیئس ۲۳ برس ہین باقی عمر شریف کی اسمین کیا گنتی ہے شاید
اس شخص نے بچپن مین یہ حکایتین کہانی گو بڑھیون سے سنی ہین
پھر بوڑھا ہوکر بھی اوسکے تمیز نہ کی بھلا یہ تو آپ کی تمیز ہے اور قرآن
کی ترتیب جدید کا ارادہ کیا کہون ع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل +
اور یہ جو لکھا ہے کہ اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اعتراف دیگر مذاہب
مین بخوبی کر لیا گیا بارک اللہ اتنی بات تم نے اتفاقاً راست راست
بے کم و کاست کہی۔

شعر

گاہ باشد کہ کودکے نادان
بہ غلط بر ہدف زند تیرے

بے شک ہر مذہب والا منصف اسلام کے سچائی اور خوبی کا قایل

ہے مگر اسکے ساتھہ ہی اسکا بہی قایل ہے کہ یہ ترتیب قدیم نہایت پسندیدہ ہے کسیطنے سوا ے تمہارے یہ نہین کہا کہ ترتیب اسکے اس زمانے کے موافق نہین تعجب ہے کہ نصاری و یہود جو اس دین کے بڑے دشمن مشہور ہین وہ تو ترتیب پر کچہہ اعتراض نہ کرین اور تم ایک مسلمان کے بچے کہلا کر باوجود بے علمی کے اوسپر حرف رکھو۔ اِن حرکتون سے مسلمان تو مسلمان عجب نہین کہ تم سے شخص کو کافر بہی عقل سے خارج سمجہین پہر اوسوقت دیکہنا چاہیے کہ تمکو غیرت آتی ہے یا نہین۔ ایک حافظ صاحب نہایت بوڑہی داڑہی چڑہائے کسے انگریز کے پاس گئے اونسے کہا تم راجپوت ہو؟ کوئی اوس مجلس والون مین سے بولا کہ یہ شیخ صاحب ہین اور حافظ قرآن۔ انگریز نے کہا یہ مسلمان ہوئے کے سوا حافظ بہی ہین؟ یہ کہکر اونکے داڑہی پر تھوک دیا حافظ جی غیرت دار تہے اسی غم مین مر گئے وَیْلٌ لِمَنْ کَفَّرَہٗ نُمْرُوْدُ عرب مین ایک مثل دایر و سایر ہے اَللّٰھُمَّ عَافِنَا مِنْ مُوْجِبَاتِ الذِّلَّۃِ وَالنَّدَامَۃِ + وَاٰمِنَّا بِبَرَکَۃِ اِیْمَانِنَا بِالنَّبِیِّ وَمَآ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ مِنْ

اِقْرَاءٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

ترجمہ: خرابی ہے اوس شخص کی جسکو کافر کہا نمرود نے۔ یہ ایک عرب کی مثل ہے۔ ترجمہ: الٰہی بچا ہمکو اسباب ذلت اور ندامت سے اور امن مین رکھہ ہمکو ببرکت ایمان ہمارے کے ساتھہ نبی کے اور اوس چیز کے جو اوتاری ہے تو نے اون پر خوف قرات دن قیامت سے آمین یا رب العالمین۔

دیکھیے آگے ایک قول ہے نہایت مزیدار وہ یہ کہ (قولہ میں بحیثیت ایک محمدی کے کہ اسلام کے سچائی میں سرگرم اور فرقہ حنفیہ کے پاک مشرب میں کاربند ہوں اور کافر ہوں اگر اسلام کو ہر امور میں غیر مذاہب پر ترجیح نہ دوں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ قرآن کی ترتیب موجودہ زمانہ حال کے بہت ناموزون ہے۔ اور اوسکے مخلوط مضامین کم بینوں کے نظروں سے ضرور محفوظ ہیں انتہی) یہ عجب فقرے ہیں جنکے معنے محصل آپ ہی سمجھتے ہونگے دوسرا صاحب ذہن سلیم وفہم مستقیم سمجھہ نہیں سکتا پہلے تو آپ مسلمان کی بچی یا نومسلم بنتے ہیں اور مسلم اوسے کہتے ہیں کہ قران پر ایمان لاوے اور قران پر ایمان لانے کے معنے یہ ہیں کہ خدا کا کلام ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا ہے اور قیام قیامت تک دشمنوں کے دخل سے محفوظ رہیگا چنانچہ اتنی مدت تک کہ چودہوین صدی شروع ہے اسکا تجربہ تمام عالم کو ہوچکا اور بعد بھی قیامت تک ایسا ہی رہیگا تو اب اس کے بگاڑنے کا ارادہ نہ کیجیے اور ایمان پکا رکھیے کہ اس میں ہیرپھیر کسیے نہ ہوسکے گا۔ اور اگر آپ گھر میں گھگرکوکن کی طرح کہ

* برس ایک یہودی تھا او سنے یہ سوچکر کہ اگر عیسائی دین حق پر ہیں تو جنت میں

عیسویت ظاہر کر کے اور اپنی عیسویت نفاقی کا عیسائیون کو معتقد کر کے
انجیل کو خوب زیر و زبر کیا اور جس بات کو چاہتا تھا اونکو اوسکا مستحق
بنایا۔ آپ محمدیت ظاہر کر کے اور محمدیت نفاقی کا محمدیون کو معتقد کر کے
قرآن شریف کو زیر و زبر کرنا چاہتے ہین تو حضرت سلامت انجیل منسوخ
ہوچکی تھی اوسپر عمل کرانا اللہ کو منظور نہ تھا اوسکے منسخ کر دینے کا سوا
آخرت کے وزر کے دنیا مین کوئی تدارک نہین کیا اور قرآن ناسخ
کتب سابقہ ہے اور اسکو رکھنا تا نفخ صور خدا کو منظور ہے تو مخبرین
کی قیامت کی مار دھاڑ کے علاوہ دنیا مین بھی اوقات مخصوصہ مین
خبر لی جاتی ہے۔ اور اسبات سے قطع نظر آپ فرمائے تو کہ آپ
ترتیب کسطرح پھیر دینگے۔ جو فقط سورتون کو مقدم و موخر کر دینگے
جیسا کہ اکثر پنجسورون مین ہوا کرتا ہے تو ایک پنجسورہ کتب فروش کے
دوکان سے منگوا کر پڑہا کیجئے اپنے اوپر کاہے کو تکلیف اوٹھائے

استفسار

داخل ہونگی اور یہودی دوزخمین جاوینگے کسیطرح انکو بھی اپنے ساتھ رکھو ایک بڑے پادری
کے گرجا مین جاکر کہا کہ مین نے شب کو خواب مین خود حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی سبب
اب مین سچا عیسائی ہون پادری نے خوش ہوکر اپنا کتب خانہ اسکی حوالہ کر دیا اور بعد چندے مر گیا تب یہی اسکا
قائم مقام بن بیٹھا پھر تو اون کتابون کو اسطرح خراب کیا کہ سریانی زبان مین اب کی معنی دب ہین اوسنے اب کا ترجمہ
باپ کر دیا جب ہی سے عیسائی خدا کو عیسے کا باپ کہتے ہین۔

اور اگر اسطرح پر کر دینگے کہ جتنی سورتین تحمید باری مین ہین وہ علیحدہ اور
سورتین صفات باری مین ہین وہ علیحدہ اور جن سورتون مین اخلاقی
باتین ہین وہ علیحدہ اور جن سورتون مین تمدنی باتین ہین وہ علیحدہ
اور جن سورتون مین فرائض ہین وہ علیحدہ لکھے جاتین تو بتائے کہ
وہ سورتین قرآن مین کہان ہین جو گو مقدم و موخر ہے کیون نہ ہون
کہ جن مین فقط تحمید باری ہو اور کوئی چیز نہ ہو یا فقط صفات باری ہون
دوسری چیز نہ ہو یا فقط اخلاقی باتین ہون دوسرے چیز نہ ہو یا فقط
تمدنی باتین ہون اور کچھ نہ ہو یا فقط معاشرت کی باتین ہون دوسرے
چیز نہ ہو۔ اور اگر قرآن کا شیرازہ کھولکر آیت آیت ہر مضمون کے
ملانا چاہتے ہو تو صاف صاف یہ اقرار کیون نہین کر لیتے کہ قرآن
کو ایک مبوب اور مفصل بنا دینگے اور کسی ضرورت کا حصہ
کے سب آیتون کا نظم قدیم بگاڑ کر قرآن کو نعوذ باللہ مسخ کر ڈالینگے
تو قطع نظر اسبات کے کہ یہ قرآن مقبول جہان و جہانیان ہوگا یا
نہین آپ کے دعوے کے خلاف ہوگا کہ آپ آگے لکھتے ہین اگر
یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتون کے
دوسرا نہین (انتہی) یہ تو سورتون کا نام لیکر آیتون مین آپ ہاتھ
ڈالا چاہتے ہین۔ شاید آپ آیتون کو سورتین سمجھتے ہین میان صاحب

آیتیں اور ہیں سورتیں اور آپ قرآن سے اتنی اجنبی ہیں اور اسپر ماشاءاللہ ترتیب کا ارادہ ہے اور
اگر آپ آیتوں اور سورتوں میں فرق جانتے ہیں تو قاعدہ سورتوں کی مقدم و موخر
کرنے کا کرکے آیتوں کا مقدم و موخر کر دیا گیا گندم نمائی جو فروشی
نہیں ہے ؟ کیا سارا جہان احمق ہوجائے گا ؟ کہ آپ کی ان
ہوشیاریوں پر مطلع نہ ہوگا۔ اچھا اس سے بھی قطع نظر آپ اپنے
ترتیب کے فواید اور بے ترتیبی سابق کے نقصانات خوب واضح
طور پر بیان فرمائے۔ اگر ترتیب سابق میں یہ نقصان ہے کہ ہر چیز
ایک جگہ نہ ہونے سے ضرورت کے وقت جلد سے حکم نکل نہیں سکتا
اور چاہئے یہ ہیں کہ بوقت ضرورت جلد نکل آیا کرے تو مقصود یہ
ہوگا کہ کلام + فقہ + فرائض + اخلاق کے سب کتب پھینکدیں فقط قرآن سامنے
رکھکر جو مسئلہ ان فنون کا چاہیں نکال لیا کریں۔ ہم پوچھتے ہیں
کہ یہ ترتیب واجب ہے یا جائز و مستحسن ؟ اگر واجب ہے تو نزول
کے وقت سے واجب تھے یا اب تیرہ ۱۳۰۰ سو برس کے بعد واجب ہوئی
اگر وقت نزول سے واجب تھی تو مدعی اسلام سے ہم پوچھیں گے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واجب کو کیوں ترک کیا
اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم نے اس سے کیوں چشم پوشی
کی جو نوبت آپ کو پہونچی۔ اگر کہئے کہ امور مہام کے درپیش ہونے

اسکی فرصت نہین پائی جیساکہ آگے مذکور ہے تو پوچھا جاے گا کہ آیا
ترتیب کی فرصت کیسے پائی جو چلی آتی ہے - اور اگر اب واجب ہوگیا ہے
تو اوسکے وجہ قلمبند فرمایئے کہ اب کونسی حاجت داعیہ ملجیہ ایسی
خلق کو لاحق ہوئے جو اوّل اسلام سے تیرہ سو برس تک تمام عالم ہفت اقلیم
کے مسلمین کو نہ پڑی - اور اگر واجب نہین تھی اور نہ ہے بلکہ جائز و مستحسن
تھے اور جائز و مستحسن ہے تو یہ کلام آپ کا کہ (لیکن مین یہ ضرور کہونگا
کہ قران کے ترتیب موجودہ زمانہ حال کے بہت ناموزون ہے)
اسکے مخالف ہے بہت ناموزون ہونے کے معنے تو کہیے کیا ہین یہاں
بہت ناموزون ہے یعنے خلاف ہے اور مناسب وقت نہین ہے
اور مناسب وقت ہونا جائز نہین ہے تو وہ ترتیب ناجائز ٹھیرے
تو یہ ترتیب مکنون واجب ہوگی - اور شق تھے جواز کے نکل آیا
وجوب - اور اس سے بھی ہم درگذر کرین اور آپ کے بے ترتیبی
اور بے ربطی سے چشم پوشی کرین تو آپ کو ہم مسلمان مانکر جیسا کہ
آپ بار بار اپنے مسلمانی کے مقر ہین بعد ثبوت اسبات کے کہ
قران مجید کے سور اور آیات کے ترتیب توفیقی ہے جیساکہ پہلے ثابت
کرچکے پوچھتے ہین کہ جب قرآن خدا کا کلام ہے تو اوسمین جتنی آیتین
ہین سب قران کی ہین اور کسی جن و بشر کا کلام اوسمین داخل نہین

وعدۂ حفاظت:

تو ضرور ہے کہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ قرآن ہے کے
ہوگی اور یہ وعدہ حفاظت اللہ کا پہنچا ہے تو ہر طرح سے اوسکی حفاظت
ہونی چاہئے۔ ایک[۱] حفاظت یہ ہے کہ جتنا اوترا ہے اوس سے
زیادہ اور کم نہین ہونے پایا وہ تو اس تیرہ سو برس مین باوجود
حاجات اور دواعی کے ظاہر ہو چکا کہ یہی تینتیس[۳۰] پارے شرق سے غرب
تک مسلمانون کی زبان پر ہین اور ہر مسلمان کا اسی پر اعتقاد ہے کہ قرآن
کے تیس ہی پارے ہین جنہون نے چالیس پارے اعدا سے
سیل کھا کے دشمن[ان] اس تیس پر اور ملا کے ٹھہرائے تھے حفاظت الٰہی نے
اوسکو ظاہر ہونے نہ دیا۔ اور دوسرے[۲] حفاظت یہ ہے کہ استنے
مدت مین اوّل دن سے آجتک کسی غیر کا کلام یا کلمہ داخل نہین ہونے
پایا دشمن اولاد آدم نے چاہا تو بہت مگر اللہ کے حفظ کے سامنے کچھ
چل نہ سکے نہین تو کہین تو سنا جاتا ۔
اور تیسرے[۳] حفاظت یہ ہے کہ جس ترتیب توقیفی سے جہان کو ملا ہے
شرق سے غرب تک اوسے ترتیب پر کروڑون حافظ کو یاد ہے
کیا اتنی مدت مین تمہاری رائے کا آدمی کوئی جہان مین پیدا نہین
ہوا جسنے یہ سوچا ہوتا جو تمنے سوچا ہے اور ترتیب توقیفی کو بدلا نہ ہوتا
تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دشمن بہت پیدا ہوئے

مگر حفظ الٰہی اپنا کام کرتے رہے - اور تعجب کی بات ہے کہ اپنی ایک جزئی عقل ناقص سے جو منغمس ہے اوہام مین اور صندوق ہیولانیت مین بند ہے اتنا بڑا کام لینا چاہتے ہو بغیر فہم صحیح کے کہ عقول عالیہ اوسمین دنگ ہین خدا کے کسی کام ہین کو سے دخل نہین دیسکتا - یہ تو اوسکی صفت کلام ہے اگر کسی کام مین دخل دے سکتے ہو تو پہلے اپنے سے شروع کرو اور اپنے مین جتنے اعضاء ہین انہین ایک جگہ کرو اور پھر دیکھو ایک جا دل و جگر و دماغ ایک جا حواس ظاہرہ ایک جا اور باطنہ ایک جا آلات ہضم اربعہ ایک جا - اور سارے قوی مع قوت مولدہ ایک جا اور اسکے ساتھ ایک غلطی اس ترتیب الٰہی مین یہ بھی نکالئے کہ دونون آنکھین آگے کیون لگا دی ہین ایک آگے ہوتی اور دوسرے گدی مین تو اچھا ہوتا دشمن کے حرب و ضرب سے بچا رہتا - ایسے ہی زمین مین کہ مظہر صفت فعلی الٰہی ہے پہاڑ پہاڑ ایک جا ہوتے دریا دریا ایک جا کوئین کوئین ایک جا مسطح مسطح زمین ایک جا وہاد وہاد ایک جا طلال طلال ایک جا انبہ انبہ کے درخت ایک جا لیمون لیمون کے شجر ایک جا انار انار کے ایک جا اور علےٰ ہذا القیاس آسمان مین کواکب سیارہ ایک جا ہوتے ثوابت ایک جا -

صورت جسمانی

زمین

آسمان

دوابہ ایک جا اقطاب ایک جا۔ ان کے تراکیب اور ترتیبات مین
تو گفتگو نہین قرآن جو ایک آسمان ہے بطور صنعت کلام الٰہی کا اوس کے
بھی ہم آیات حکمت بالغۂ الٰہیہ سے متفرق مقام مین جڑی ہین جیسا
کہ آسمان مین نجوم وکواکب متفرق طور پر جڑے ہین اور اوس تفرق مین حکم
ہین جو اصحاب رصد اور ناظر کواکب پر ظاہر ہوئے اور ہوتے ہین ویسا
ہی کچھ علماء راسخین کو اس تفرق آیات کی بے حکم بلیغہ معلوم
ہوئے ہین اور ہوتے ہین اس نظم کے بگاڑنے سے وہ منافع جو اس
ترتیب ونظم مین خدا نے رکھے ہین جاتے رہین گے اور یہی باریکی سمجھکر
اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ویسے ہی رہنے دی۔ اور
اگر یہ باریکی اون کے انظار عالیہ مین نہ ہوتی تو یہ ضرورت کہ بر تقدیر
مبوّب ومفصل ہونے قرآن کی آسانی سے مسئلہ نکل آتا ہے جیسے
اونکو لاحق تھی (کہ وہ اسکا جامہ پہنے ہوئے تھے) تمکو اس ایمان
ضعیف کے ساتھ (کہ تمہارے اور اون کے ایمان وضرورت
اتباع وتعمل مین وہ نسبت بھی نہین ہے جو اعظم* جبال کو ہے
ساتھ قطر ارض کے) ایسے ضرورت نہین ہے۔ وہ ضرورت

* یہ ایک مسئلہ ہے ریاضی کا۔

ایسی ترتیب دیتے کہ پھر کسیلیے نہ دی جاتی کیونکہ وہ عرب العربا
اور افصح الفصحا اور ادیب الادبا تھے اور عربی اونکی مادری
زبان تھی بعد کو پھر ویسے زبان دان باقی نہین رہے اسلیے کہ مکہ
ومدینہ زادہما اللہ شرفا وتعظیما کی زبان کثرت ورود اصحاب السنہ
مختلفہ سے کہ اپنے اپنے مقامات سے ایمان لاکے حج وزیارت کو
آئے اور بہت اون مین سے بہ نیت مجاورت مکہ ومدینہ مین رہ گئے
بعد چند روز کے وہان بھی وہ خالص عربے باقی نہ رہی - یہ حال
تو مکہ مدینہ کا ہوا اب باہر چلو عجم کا آدمی خواہ فارسی ہو خواہ
ترکی خواہ ہندی ہو خواہ سندی بغیر صرف ونحو کے
کان یکون کے معنی سمجھہ نہین سکتا خیر ایک مدت دراز کے بعد
اوسنے اساتذہ سے صرف ونحو پڑہے خدا خدا کرکے کان یکون
فعل یان کے معنی سمجھنے لگا مگر اوسکے صنایع بدایع لغات
پر عورت نحو سے اطلاع نہ ہوئی اسلیے پھر حاجت پڑی معانی بیان
بدایع سیکنے اور لغات یاد کرنے کے ایک عرصے مین ان فنون کو
بھی کچا پکا - جان کہپا کر سیکھا اب قریب مرگ اپنے فہم مین
عالم بن بیٹھے پیر اپنے علم کا امتحان لینے یا دینے کو اتفاق سے
مکہ مدینہ گئے وہان بازاریون کے سامنے جاہل مطلق ٹھہرے اور

نکلے نشق لسان نہ ہونے سے کچھہ نہ کچھہ نقصان ہوا اور چھینٹ کھا گئے
یہ تو مولویوں کا حال ہے اگر آپ جاوین تو معلوم نہین کہ آپ سے
کیا سابقہ پڑے کہ آپ عربی زبان سے ایسے اجنبی ہین کہ شعراُ عرب
تک کے نام بھی صحیح نہین جانتے کہ امرالقیس کو امیرالقیس لکھتے ہین یا
اسکو بھی غالبًا آپ ناسخ ہے کی غلطی بتاوینگے یہ کیا ناسخ آپ کو
آپ کی قسمت سے ملگیا جو تنسیخ کے عوض مسخ کرنے لگا خدا خیر کرے
مگر ع کوئی جانے یا نہ جانے مین تو تجھکو پا گیا۔ جب سارے
جہان مین اسطرحکی عربیّت باقی نہ رہی تو اب بتاو کہ ایسی کتاب
جلیل کے کون شخص ٭ مڑکین سمجھہ سکتا ہے اور کیونکر اولٹ پھیر کی
کی قدرت رکھتا ہے خصوصًا آپ۔ بھائی جان اس کام کو وہی کریگا
جسکو قطع نظر اور خرابیون کے حیا سے کچھہ علاقہ نہ ہوگا غالبًا
اس مین جو آزادی کا ارادہ ہے کہ پانسو درخواست اوّل طلب کرتے
ہو مگر یہ نفع اول بار ہی ممکن ہے دوبارہ آپ کی مٹکی کو کوئے
نہ کھلوائے گا۔ ایک شخص کے زمانے مین لکھنؤ کے کسی بازار
مین ایک مٹکا کئی کپڑون سے لپٹا ہوا لاکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا

٭ بار کیئین۔

کہ اسمین آدمی کی جان ہے کوئی کچھہ دیوے تو کہو نکر کھا دون یہ
بات سنکر خالی ذھن اور بے فکری بہت سے جمع ہوگئے اور
حسب الطلب اوسکی دیکر مٹکا کھلوایا تو اوس مین سے ایک سوکھی
روٹی کا ٹکڑا نکلا - اوسنے کہا دیکھو یہ آدمی کی جان ہے اگر آدمی
اسکو نہ کھائے تو چند ہی روز مین ہلاک ہو جاتے - اب فرمائیے جنسے اس
مٹکی کی جان دیکھی ہوگی پھر دوبارہ اوسکا یا کسی دوسرے کا مٹکا
کھلوانے پر اصرار کرے گا ؟ نہین نہین !! ہرگز نہین کرے گا - بلکہ اوسکے
بدلے مین جو کچھہ کرے گا وہ تم کو خود ہی معلوم ہوگا ع چرا کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی - خیر پہلا ھتنا٭ تو مارے پھر دیکھا جائے گا
روٹی کمانے کی ترکیبین کیا کیا عقلا روزگار نے نکالی ہین عرض
کرتا ہون - آگلے لوگ جو کسیکا مال مارنا چاہتے تھے تو کچھہ ایسا ہی اولٹ پلٹ
اور ضربین لگایا کرتے تھے اب تو بڑے گھر بیٹھنا دینے لگی خدا
حافظ ہے زمانہ آخیر ہے جو کچھہ نہ ہو وہ تھوڑا ہے تیرہ صدی ہو چکین
اب چودھوین صدی ہے جو جو دیکھنا مقدر ہوگا وہ دیکھنا پڑے گا -

٭ یہ ایک مثل ہے مطلب یہ ہے کہ بڑے بڑون مین گھتی لگائی ہے -

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ حَوَادِثِ الزَّمَانِ وَاعْصِمْنَا مِنْ مَکَائِدِ الشَّیْطَانِ
وَاجْعَلْ اَعْدَاءَ الْقُرْاٰنِ وَالدِّیْنِ خَائِبِیْنَ وَخَاسِرِیْنَ ٭ بِحُرْمَۃِ
اِمَامِ الْاَکْوَانِ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

آگے چلکے آپ فرماتے ہین کہ رفتہ رفتہ ایک تحریک ہے جسکو مین موثق
دلایل سے ثابت کرتا ہون ممکن ہے کہ میری راے ناقص غلط ہو اور یہ بھی
ممکن ہے کہ جو مین کہتا ہون قوم اوسکو گوش دل سے سنے انتہی پہلے
ان ذات شریف سے کوئی پوچھے کہ وہ موثق دلایل آپ کے کہان ہین؟
اس رسالے مین ہین؟ یا کسی اور دوورقی مین ٹانک رکھے ہین؟ یا
فقط آپ کے ذہن شریف مین ہین کہ ابھی تکمن بطون سے بروز نہین فرمایا
یہ رسالہ تو موثق دلایل سے پاک ہے ہر ہر جگہ اس کی جاروب ابطال
سے جھاڑی گئی مگر ایک تنکا بھی اون دلایل موثقہ کا اسمین پڑا
نہین پایا جسکے باعث انکے وجود پر دلیل ہوتی۔ اور اگر کسی اور
رسالے مین آپ نے لکھا ہے تو قربان اس ہوش و حواس کے کہ لکھنا

الٰہی محفوظ رکھہ ہم کو زمانے کے حادثون سے اور بچا ہم کو
شیطان کے مکرون سے اور کردے دشمنان قرآن و دین کو نامراد اور لوٹنے والے بحرمت
امام خلق اور امین وحی کے رحمت کرے اللہ تعالےٰ اوپر اون کے اور اوپر آل و اصحاب
اونکے کے اور سلام بھیجے اون پر دن قیامت تک۔

صرف الدین

کہین تہیا لکہا کہین - اور اگر آپ کے پیٹ مین ہین تو بہت سی چیزین
نجس وطاہر آپ کے بطن مین بہرے ہونگے کیا وہ آپ کے دعاوی
بے معنی کے دلائل موثقہ بن سکتی ہین؟ اور اگر اس سالے مین
ہین تو شاید الوپ انجن لگائی ہوئے ہین کہ وہ کہائی نہین دیتے -
اور اگر فرض کیا جاے کہ یہ نہاٹل قافیی جو اوّل سالے سے یہان تک
آپ سے صادر ہوئے ہین یہی دلایل موثقہ ہین تو یقینی آپ کی راے
ناقص غلط ہے اس مین امکان کو دخل نہین جو آپ کہتے ہین کہ
(ممکن ہے کہ میری رائے ناقص غلط ہو) اور یہ جو آپ کہتے ہین کہ
(اور یہ بہی ممکن ہے کہ جو مین عرض کرون قوم اوسکو گوش دل سے
سنے) یہ بہی ممکن نہین کہ ایسی خرافات کو کوئے قوم گوش دل سے
سنے کیونکہ بات وہی سنی جاتی ہے جو کچہہ معقول ہو؎ اَیُّهَا الرَّجُلُ
اللَّجُوجُ اَیُّ شَیٍٔ تَصْنَعُ اِذَا عُرِضْتَ عَلَی الْقَهَّارِ سَرِیْعِ الْعِقَابِ
یَوْمَ الْوُقُوْفِ صُحُفُ اَعْمَالِكَ بِالسَّیِّاٰتِ مَنْضُوْدٌ وَ مَحْفُوْفٌ

؎ اے آدمی جہگڑا کیا کرے گا تو جب کہ سامنے لایا جائے گا تو سامنے قہار سریع العقاب
کے دن قیامت کے صحیفے اعمال تیرے کے برائیون سے لپٹے ہوے اور گہرے
ہوے

تَبْكِي ذٰلِكَ الْيَوْمَ عَلٰى تَخْرِيْبِ الْقُرْاٰنِ وَتَتَلَهَّفُ عَلٰى ضِيَاعِ بَعْضِ عُمْرِكَ وَتَعْتَذِرُ وَ وَاللّٰهِ لَا يُقْبَلُ عُذْرُكَ يَغْضَبُ الْاِلٰهُ وَتَزْفِرُ النَّارُ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ خُذُوْا فَغُلُّوْا مُخَرِّبِي الْقُرْاٰنِ الْاَشْرَارِ فَتَبْطِشُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَطْشَةً جَبَّارٍ +

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

وَمِنْ اَصْحَابِ النَّارِ +

آگے دیکھئے کیا فرماتے ہین اقوله گو یہ مین بخوبی جانتا ہون که میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتون کے دوسرا نہین۔ اور جو نقص قرآنی مین کوئی نقص پیدا نہین کرسکتا مگر ہمارے پیشوایان مذہب کا تعصب اونکو خاموش نه رہنے دے گا۔ اور کفر و الحاد کے فتوون سے میری عزت افزائی مین پہلوتہی نه کی جائے گی۔ لیکن میرا قومی جوش اب مجھکو معترضین اور اور مخالفین کے زبان درازی برداشت کرنے کی اجازت نہین دیسکتیا

روئیگا تو اوسدن خراب کرنے سے قرآن کے اور افسوس کریگا اوپر ضایع ہونے بعضی عمر اپنی کے اور عذر کرے گا تو اور قسم ہے اللہ کی مقبول نه ہوگا عذر تیرا۔ غضب کرے گا اللہ اور پکاریگی جہنم اور فرمائیگا اللہ پکڑو پس طوق پہناو خراب کرنے والون کو قران کے جو شریر ہین پس پکڑینگے فرشتے پکڑنا سختی کا۔ پناہ مانگتا ہون ساتھ کے دوزخ اور دوزخ والون سے +

اور میری مستقل ہمت اون تمام مصائب کو انگیز کرنے کے لیے بہت خوشی سے اونکا خیر مقدم کر رہی ہے ؎

ضد سے خاشاک مری راہ مین پھینکے تو سہی

میرے آنکھون پہ وہ مژگان کے مرے گیسو

انتہی اس قول مین کئی جملے ہین پہلا جملہ یہ ہے کہ اگرچہ مین بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتون کے دوسرا نہین اور جو نقص قرانی مین کوئی نقص پیدا نہین کر سکتا مگر ہمارے پیشوایان مذہب کا تعصب اونکو خاموش نہ رہنے دیگا اور کفر و الحاد کے فتوون سے میری عزت افزائی مین پہلوتہی نہ کی جائے گی انتہی) اس جملہ کے معنے بھی خود ہی سمجھے ہون گے کوئے اہل عقل غور سے بچے نہین سمجھ سکتا اسواسطے کہ موخر و مقدم کرنے سورتون کے دو معنی ہین - ایک یہ کہ سورہ ال عمران کو مقدم کردینگے اور سورہ بقرہ کو موخر اسیطرح اخیر تک سورہ ناس کو سورہ فلق پر اور سورہ اخلاص کو سورہ لہب پر اور سورہ فتح کو سورہ کفرون پر او رسے علے ہذا القیاس - اور کچھہ آیتون کے اندر دست اندازی نہ کرینگے - آیتون کی ترتیب اپنی جگہ پر چھوڑین گے اور کوئی چیز کم زیادہ سارے قرآن مین نہ کرینگے - اور یہ کہین گے کہ یہ ترتیب ہم نے

کسی ضرورت سے دی ہے گی ترتیب سابق حق و برحق ہے اور
خدا کی دی ہوئی ہے لیکن پیشوایان مذہب کو کیا پڑا ہے جو تعصب
کرینگے اور تعصب کی راہ سے تمہارے تکفیر کرینگے اسواسطے کہ تم نے
تو قرآن مین سوا آگے پیچھے لکھنے سورتون کے کوئی جرح و تعدیل
نہین کی ہے ایسے ترتیبین تو دنیا مین بہت سی پائی جاتی ہین کوئی
بست سورہ اور کوئی ہفت سورہ اور کوئی پنج
سورہ لکھتا اور چھاپتا ہے۔ پیشوایان مذہب کب ایسے جامعین اور
مرتبین کے کفر و الحاد کے فتوے دیا کرتے ہین۔ اور اگر سورتونکو
موخر و مقدم کرنے کے یہ معنی ہین کہ تم تو فقط تقدیم و تاخیر کا لیا
اور اوسمین اور کچھہ زیادتی کمی کی اور سورتون کے تقدیم و تاخیر ٹھہراکر
آیتون کے تقدیم و تاخیر کے اور علیم حکیم کو عزیز الرحیم اور
حمید مجید کو جبار متکبر کر کے اولٹ پھیر دیا اور یہ دعوے
کیا کہ یہ ترتیب اس زمانے کے موافق ہے اور اسپر کوئی دلیل
بھی نہ لاے تو پھر تمہین کہو کہ اس تقدیر پر پیشوایان مذہب
کو تمہارا کفر و الحاد ثابت کرنا پہنچتا ہے یا نہین اب بغور دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیم و تاخیر دوسرے معنی کر آپ کو منظور
ہے اور اسبات پر چند قرینے ہین۔ ایک یہ کہ اوس تقدیم

وتاخیر پر پیشوایان دین کی طرف سے کفر و الحاد کے فتووں کا خوف

ہے اور فتووں کا خوف جبھی ہوگا جب کوئی بات خلاف کہے گے ۔ دوسرا

قرینہ اسکے بعد کے جملہ کا مفاد ہے ورنہ جملہ یہ ہے کہ (لیکن میرا

قومی جوش اب مجھکو معترضین اور مخالفین کی زبان درازی برداشت

کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔) اس سے مقصود اونکا یہ معلوم

ہوتا ہے کہ جتنے اعتراضات قرآن پر معترضین مخالفین کے وارد ہوے

ہین اونکو اس نئی ترتیب سے اوٹھادونگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ

اعتراضات معترضین کی اگر ترتیب قدیم سے نہ اوٹھین گے تو اس ترتیب

جدید سے کب اوٹھین گے کیونکہ موافق اون کے دعوے کے

سوا تقدیم وتاخیر سور کے اور کچھہ اوسمین تصرف نہ ہوگا تو پھر قرآن

وہی رہا بشخصہ سوا اتنے بات کے کہ سورہ بقر کو سورہ آل عمران

سے مثلاً پہلے نہ لکھا پیچھے لکھا پہلے نہ پڑھا پیچھے پڑھا تو یہ ترتیب

ہے یعنے فقط سورتون کے تقدیم وتاخیر مجرد اور کچھہ زیادتی کمی سے

جب کہ اعتراضات معترضین کو اون کے زعم مین اوٹھا نہ سکے گی

تو ضرور ہے کہ اوسمین کچھہ اپنا دخل دیا جائے گا بلکہ ایسا دخل دیا جائیگا

کہ قرآن مسخ ہوجاے اور اوسمین اپنا مطلب نکلے اور اس مطلب نکالنے

پیرایسے جان ودل سے آمادہ ہوئے ہین کہ غیرت وحیا کو بالاے طاق

رکھکر لکھتے ہین ۔ شعر

ضد سے خاشاک کے سر پہ وہ پہینک دیتے ہیں

میری آنکھون پہ وہ مژگان کے سر پہ گیسو

لعنة اللہ والملئکة والناس کو اپنے آنکھون کے مژگان

اور اپنے سر کے گیسو بناتے ہین کچھ پروا نہین کرتے لمولفہ

دیکھے بہالے ہین بہت ہمنے بہی اکثر گیسو

پر نرالے ہین جہان سے یہ ستمگر گیسو

بہیس بدلا کے نمودار ہوئی لعنت خلق ۔ رہی آنکھون پہ ہی مژگان وہی سر پہ گیسو

بنبنے بچی کے موافق کربلا یہانتک بہی اپنے مطلب برآری کے

واسطے پائجامے مین جالی لوٹ کی سیانی لگاکر درباروں سرکارون

مین جایا کرتا تھا اگر کوئی اوس سے کہتا کہ کم بخت تو اتنی بیحیائی

کیون کرتا ہے تیرا بدن جہنم مین جلایا جائے گا تو وہ جواب دیتا تھا

کہ واہ حضرت مین کسیکو رولاتا تہوڑا ہی ہون مین تو سب کو ہنساتا ہون

اور خوش کرتا ہون اور جو بندگان خدا کو خوش کرے اوس سے خدا

راضی ہوتا ہے اور اوسکے واسطے جنت مین موعود ہے ایسا ہے

شاید کچھ ان کی ذہن مین بہی آیا ہوگا پھر تالیف قلوب مسلمین کے واسطے

اسکے آگے قرآن کے منزل من اللہ ہونیکا اقرار کرتے ہین

قرآن عثمانی

وہ قول یہ ہے (قولہ) قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین کسی
مسلمان کو انکار نہین اور جسکو کچہہ بھی شبہ ہو وہ مسلمان نہین ۔ ہر مسلمان اسبات
کو عمدہ طور پر جانتا ہے کہ قرآن متعدد سورتون مین بر وقت ضرورت اور
مقتضاے محل نازل ہوتا رہا ہے جسمین کہین تو مسلمانون کو صبر کے ہدایت
ہوتے تھے کہین جہاد کی ترغیب کہین شہدا سے غزوات کے مراتب
بیان ہوتے تھے ۔ اور کہین غازیان عدو شکار کے تعریف اوس کے
سورتین جو مضامین کے ہیڈنگ (سرنامے) ہین اوسمین شان نزول
اور مقام صدور کا اظہار ہے ۔ اسقدر بیان سے ہمارے مسلمان بھائیون کو
معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن مجموعی طور سے ایک مرتبہ نازل نہین ہوا تھا
بلکہ رفتہ رفتہ ۔ پس اس سے یہ بات عمدہ طور پر ثابت ہوگئی کہ ترتیب
کلام مجید خدا کا کام نہین بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے انتہی) فقرہ اول
یعنی (قرآن کی منزل من اللہ ہونے مین کسی مسلمان کو انکار نہین
اور جسکو کچہہ بھی شبہ ہے وہ مسلمان نہین انتہی) اگر محض تالیف قلوب
کے غرض سے نہین لکہا تو اس جگہ اسکو اونکے مضمون سے کیا
علاقہ ہے؟ غایت اور مقصود تو قرآن کے بے ترتیبی کا اثبات ہے
اور پھر قرآنیت کا اقرار یعنی چہ؟ شاید اس مقام پر سہو ہوا
دور ہو گیا کہ لکہتے لکہتے کچہہ سنبہلکر اور بکتے بکتے ذرا ذبل کر ایک آدہ

وقت تعریف کا بطور ابلہ فریبی اور بغرض تالیف قلوب کراہتا قلم ادبار

توام سے نکالا - یا اہل اسلام کا رعب طاری ہوگیا کہ بے اختیار یہ جملہ

نکل آیا - جاتے کہیں اور تھے آگئے ادھر گر راستہ بھول کر - محفل اغیار مین

سنبھلی لیکن ہم کو دیکھکر ؎

دستے بدوش غیر نہاد از رہ کرم

ماراچو دید لغزش پا را بہانہ ساخت

سبحان اللہ یہ شخص بھی اپنے کو کچھہ سمجھتا ہے کہ عقلاے روزگار کے

جمگھٹ مین مکر وحیل کے تار بر قعون مین چھپکر جانتا ہے کہ

مجھے کوئے نہ پہچانیگا ؎

تو خواہی جامہ و خواہی قبا پوش

بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

اور سنئے کہ فقرہ دوم مین اعنی (ہر مسلمان اسباب کو عمدہ طور پر

جانتا ہے کہ قرآن متعدد سورتون مین بروقت ضرورت اور

مقتضاے محل نازل ہوتا رہا ہے انتہی) ایک جھوٹ اس پیرایہ

مین بیان کی ہے کہ گویا وہ جمیع اہل اسلام کا مسلمہ ہے حالانکہ

قضیہ بالعکس ہے کیونکہ اس جملہ کے ظاہر معنے یہی ہین کہ جب ضرورت

ہوئی اور جیسا محل ہوا متعدد (یعنے کئی کئی) سورتین اوترین -

بهلا وہ ایک ضرورت اور ایک محل تو ہمکو بتلائی کہ جسمین متعدد سورتین
اوتری ہون ؟ شاید آپ کو متعدد کی معنی ہی معلوم نہین ہین اور کچھ اور
آپ نے اسکے معنے اپنے دلمین ٹھہرائے ہین یہ نتیجہ ہے بے علمی کا
یا قرآن کے معنے سمجھنے نے آپ کو نفیس ذہن کر دیا ہے کہ جہان کہین
کوئی عربی لفظ آجاتا ہے تو بے علمی کی جہت سے آپ کے کلام کو
ایسا بے معنی کر دیتا ہے کہ اوسکے معنے پہر آپ ہی سمجھہ سکتے ہین کوئی
دوسرا اہل علم نہین سمجھہ سکتا بھلا یہ عربی میوہ جب تمہارے گلے
مین پھنستا ہے تو پھر کاہے کو نگلتے ہو۔ شاید وہ ترتیب بھی گلے
مین پھنستی ہے جو بدلنے کا ارادہ ہے واہ ری تیری بہادری
اس کچی کھوپری پر پہاڑ سے ٹکر دینا بدستے ہو پہلے گھر
کی کسی کچی پکی دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر کھوپری مضبوط کر لو پھر بڑی
ٹکر کا اشتہار دینا جس سے آپ نے انعام لینا ٹھہرایا ہوگا وہ
انعام کے بدلے آپ کو انعام مین داخل کرے گا اور
اوسکے آپ کے ضرور گلنج ہوگی۔ سنئے ایک عجیب وغریب
حکایت اس سے لگتی ہوئی ہے کہ ایک شخص کسی کچہری مین
نئے نوکر ہوئے۔ وہان دیکھتے کیا ہین کہ منشی اور متصدی جب کام
کرتے کرتے تھک جاتے ہین تو اپنے اپنے خدمتگارون کے

حکایت عجیب

طرف ہاتھہ بڑہاتے ہین تب وہ ایک گلوری اونکے ہاتھہ مین دیدیتے ہین۔ وہ منھہ مین رکھہ لیتے ہین اور پھر کام کرنے لگتے ہین۔ اِن منشی صاحب نے اپنے خدمتگار کو چار پیسے دیئے کہ تم بھی بازار سے گلوریان بنواکر اپنے کمر مین رکھا کرو جب ہم کام کرتے کرتے تھک جایا کرین تو تم ایک گلوری ہمارے ہاتھہ مین رکھدیا کرو۔ اتفاقاً وہ خدمتگار کہین مِیواتی تھا بازار مین چار پیسے کے پان لینے گیا وہ دن تھے گرمی کے پیسے پیسے پان ملنے لگا۔ اسنے اپنے جی مین کہا کہ چار پیسے کے چار پان کھانے سے کیا فائدہ یہ سوچکر اوسنے اون چار پیسے کا آٹا خریدا اور اوسکی ایک دو روٹی پکوالین اور اوسکے ٹکڑے کرکے کمر مین رکھلیے اور اپنے آقا کے پیچھے جا کھڑا ہوا جب منشی صاحب نے کلم سے تھک کر اوسکی طرف ہاتھہ بڑہایا۔ اوسنے ایک ٹکڑا روٹی کا ہاتھہ مین دیدیا۔ منشی صاحب نے اوسکو دیکھکر کہا ددھوان دو اوسنے کہا کھاؤ گھبراؤ نہین بہت سے ٹکڑے میرے پاس ہین توجس کسینے آپ کو قرآن کی نئی ترتیب دینے کو نوکر رکھا ہوگا اوسکو عمدہ توقع ہوگی اور جب آپ یہ تخریب کر دکھائے گی اور

---

* یعنی مِوات کا باشندہ۔ مِوات ایک ملک ہی اکبرآباد اور دہلی کے نواح مین

اور گلوریان کی جگہ روٹی کے ٹکڑے اوسکے ہاتہہ مین دیدین گے تو فرمایئے وہ آپ کے ساتہہ کسطرح پیش آسے گا - ہم آپ کو نصیحت کرتے ہین کہ یہ کام ہرگز اپنے ذمہ نہ لیجئے اور مفت مین اپنے کو رسوائی گو چہ و بازار نہ بنایئے کیونکہ ان امور سے جسکے پیچہے کہا گیا کچہہ اوسکی منفعت نہ ہوگی -

یہان تک تو آپ کے اور آپ کے مبلغ علم کے کیفیت اہل علم کو معلوم ہوئی آگے اسکے دیکہئے اور مزہ ہے - فقرہ ثالث مین آپ نے کیا بکا ہے کہ (اسقدر بیان سے ہمارے سلمان بہائیون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن مجموعی طور سے ایک مرتبہ نازل نہین ہوا تہا بلکہ رفتہ رفتہ پس اس سے یہ بات عمدہ طور پر ثابت ہوگئی کہ ترتیب کلام مجید خدا کا کام نہین بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے) اس کلام مین عجب لوتلموی ہے قرآن مجموعی طور پر نازل نہ ہونے سے کیونکر معلوم ہوا کہ ترتیب اوسکی خدا کا کام نہین ہے بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے ؟ یہ تو جب ہوتا کہ متفرق طور پر نازل ہونے کے ساتہہ آیات وسور کی ترتیب توقیفی یعنے بحکم آلہی نہ ہوتی جاتی - اور جب باوجود متفرق نازل ہونے کے آیات وسور کی ترتیب بحکم آلہی ہوتی گئی ہے جیسا کہ پہلے ہم ثابت کر چکے ہین تو اوسکو دماغ بشری کا نتیجہ کہنا آپ کے دماغ

ضعیف وحیوانی کا نتیجہ ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے اصطلاح قایم کی ہے کہ جو کلام خدا تعالےٰ کے یہان سے ولوکان بسرنبا فے لوح المحفوظ متفرق اوقات مین اوترے۔ یا کسی حاکم دنیاوی کے یہان سے کسی کتاب مرتب انتظام ملکی کے احکام متفرق اوقات مین صادر ہون اور بعد نزول وصدور کے اون کے مرتب کرنے کا حکم موافق لوح محفوظ یا کتاب انتظامی کے خدا تعالےٰ یا بادشاہ کیطرف سے نازل اور صادر بھی ہوا ہو اوسکو باوجود مرتب ہونے کے فی الواقع بمجرد تفرق نزول وصدور کے اوقات مختلفہ مین غیر مرتب کہنا چاہیئے۔ تو اس اصطلاح کے موافق وہ جو تم قرآن کی ترتیب دیا چاہتے ہو اگر اوسکو کوئی تمہارا معشوق (جسکے لعنت اور پھٹکار معبّر بخاشاک کو اپنے چشم مبارک کے مژگان اور سر شریف کے گیسو بنایا چاہتے ہو) غیر مرتب کہے تو ہو سکے گا۔ اسواسطے کہ ترتیب قرآن وہ بنا آپ سے ان واحد ہ مین تو ہو نہ سکے گا اجزاؤن کے واسطے بھے ایک زمانہ درکار ہوگا قلیل یا کثیر اور اوس مین بھی اس ترتیب تکنون کے واسطے اوقات مختلفہ ٹھہرینگے۔ کیونکہ اوس زمانے سے بعض اوقات

فی الحقیقت

الزامی جواب

سونے مین صرف ہون گے اور بعض کھانے مین اور بعض بیت الخلا
جانے مین اور بعض نون تیل لانے مین اگر خادم نہ ہو اور بعض
کسی تقاضائے بشری مین اگر جوان ہو گے اور بعض اہل حق کے
حق ادا کرنے مین اور بعض کسی بیمار کی تیمارداری مین اور
بعض بچون کے کہلانے اور دل بہلانے مین اور بعض وہان
کی حاضری مین جہان کہین آپ کی معاش کی صورت ہو گی
اور جب یہ ترتیب شریف بھی اوقات مختلفہ مین ٹھیرے تو
بقول آپ کے وہ بھی غیر مرتب ہو گی - اور جب آپ کی ترتیب
بھی غیر مرتب ٹھیری تو اوس سے قرآن مجید کیونکر مرتب ہو گا
شاید عقل کے بازار سے آپ ایڈیپینڈنٹ ٹرین پر سوار ہو کر دو اسپہ
بھاگ گئے تھے - اور یہ فقرہ صفائی عقل سے کیسا لکھا کہ دماغ
بشری کا نتیجہ ہے نتیجہ کے معنے بچہ ہے یا کوئی اور -
اگر بچہ ہے تو سر کی بھیجی کا بچہ اس فقرے کے معنے ہوئے -
انسان کا بچہ و حیوان کا بچہ سنا دیکھا تھا مگر آدمی سر کے بھیجے
کا بچہ کبھی سنا بھی نتھا آپ نے دکھلا دیا -

تنویر گر نتیجے کے معنی بچے کے نہین ہین بلکہ وہ معنے مراد ہین جو اہل
منطق کے مصطلح ہین یعنی الحاصل من [illegible]

حاصل ہوتا ہے تو اب (دماغ بشری کے نتیجے) کے یہ معنے ہوے کہ
(دماغ بشری میں بہ اعانت قوت حس مشترک اور وہم جو صور
جزئیہ خارجیہ اور معنے جزئیہ وہمیہ حاصل ہوتے ہیں اور وہ تصرفات
قوت متخیلہ سے محفوظ ہیں یعنی اونکے کوئے شکل منطقی بناکر اوس سے
حد اوسط دور کرکے نتیجہ نکالیں) یہاں اس معنے کر نتیجہ نہیں ہو سکتا
سوا اسکے کہ جب خدا نے ترتیب قرآن کی نہ دی تو بشر کے دماغ کے
اندر صور جزئیہ خارجیہ اور معانی جزئیہ کی ایک شکل صغرے اور کبرے
درست کرکے بنا سکے معلوم نہیں کہ کونسی شکل تھی پہلی - دوسری
تیسری - چوتھی اور شکل بنانیکی ضرورت کیا پڑی - اور شکل بنانیکی ضرورت تب ہی ہو کہ کوئی
مدعے خصم کے مقابلے میں اپنا ثابت نہ ہوتا ہو تو اوسکی شکل بناکر
نتیجہ نکالے اور وہ نتیجہ اوسکا (یعنے مدعے کا) مدعے ہو - یہاں خصومت
کس سے تھی اور کون منکر ثبوت ترتیب تھا جو بشر نے صغرے کبرے
بناکر نتیجہ دماغی نکالا - اور اگر نتیجہ اس معنے کر نہیں ہے تو
آپ کا نتیجہ تصنیف ہوگا - معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نتیجہ کے معنے
کام کے لیے ہیں اور دماغ بشری سے بشر مراد لیا ہے
تو اب دماغ بشری کا نتیجہ ہے کے معنے بشر کا کام ہے
ہوں گے سبحان اللہ یہ عجب آپ کے اصطلاح ہے

اگر وہنہین اصطلاحات کو آپ اپنی ترتیب مین صرف کرینگے تو پہر یا کوئی مفسر اوسکا ایسا ہونا چاہئے جو آپ کے پچہواڑی کا ہو اور آپ کے مراد کو ہر جگہ ظاہر کرتا رہے ورنہ اسپر بڑے بڑے فساد مرتب ہون گے کیونکہ آپ بولین گے سر اور مراد لین گے پیر۔ اور بولین پیر اور مراد اوس سے سر ہوگا۔ اور بولین گے غلام زید اور مراد اوس سے زید ہوگا۔ اور کام کو نتیجہ کہین گے تو کام کرنیوالے کو والد بولین گے۔ یا قبل ترتیب قرآن کے ایک کتاب تصنیف کیجئے اور اوس مین یہ اصطلاحات جدیدہ جمع کیجئے جس سے آپ کا مطلب صاف صاف سمجہا جاے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ان باتون سے جس کو آپ خوش کرنا چاہتے ہین وہ ایسا شریر ہے کہ گڑہی مین کودنے وقت تو کہتا ہے کہ شوق سے کودو مین تمہارا ہاتھ پکڑے رہونگا اور جب آپ بیوقوف بنکر کود پڑے اوس نے صاف ہاتھ چہوڑ دیا۔ اللہ تعالے ایسے مغویون کے حال مین فرماتا ہے۔ ۞ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ

۞ یعنی حال منافقون کا مثل شیطان کے ہے جب کہ کہتا ہے آدمی سے تو کفر کر

فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ

قول ثالث عشر

اقوله ہمارے پیارے محمدی بہا ئیوںکا یہ اعتقاد کامل ہے کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے ہوئی ہے اور اسیوجہ سے آپ کا لقب جامع القرآن ہے۔ یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفۂ ثالث نے بہت سے آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص۔ یا مطلب واحد کی وجہ سے بلا ضرورت بتکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہ تہین نکال ڈالین۔ اور انتخاب مین صرف او نہین آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون۔ یا ایک مطلب جداگانہ کی سبب لابد تہین۔ اور جنپر جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کی تصدیق تھی اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک مسلم۔ انتخاب مین صرف اس امر کا التزام ملحوظ رکھا گیا کہ دینی یا دنیوی

اور جب کہ کفر کرتا ہے وہ تو کہتا ہے شیطان مین تجھسے بیزار ہون اور مین خوف کرتا ہون اللہ رب العالمین سے پس ہوگی عاقبت اون دونون کی یہ کہ تحقیق وہ دونون بیچ آگ کے ہمیشہ رہنے والے ہین اور یہی سزا ہے ظالمون کی (پارہ قدسمع اللہ ۲۸) سورہ حشر

مقاصد کے متعلق کوئی فروگذاشت نہ ہونے پاوے (انتہی) آپ کا کلام
بھی عجایب خانہ کی تصویر فوٹو گراف ہے جس جملہ کو دیکھئے ایسا ہے
کہ کنگلا اسپتال کے کھونٹی سے لٹکا دیا جاتا ہے تو جتنے مریض انقباض قلب
کے ہین اون کو ایسا انبساط و انشراح قلب لاحق ہو کہ شاید ہو فور
ضحک کے سبب انقباض سے نجات پائین یا موضوع ہے سلب ہو جائے
اللہ اکبر اس لیاقت پر کہ جمع و ترتیب مین آپ کو فرق معلوم نہین
ایسے مرتب کلام کی ترتیب غیر معقول دیا چاہتے ہو کیونکہ فقرہ اول کا
حاصل یہ ہے کہ چونکہ محمدی بھائیون کا اعتقاد یہ ہے کہ ترتیب قرآن
کے خلیفہ ثالث نے دی ہے اسواسطے اون کو جامع القرآن کہتے
ہین ۔ پہلے تو یہ غلط ہے کہ محمدی بھائیون کا اعتقاد ہے کہ خلیفہ
ثالث نے ترتیب دی ۔ میان صاحب محمدی بھائی جو ایمان صحیح اور
علم رکھتے ہین اون کو یہ اعتقاد ہی نہین کہ خلیفہ ثالث نے دی ہوئے
ترتیب ہے بلکہ یہ اعتقاد ہے کہ ترتیب قرآن توقیفی اسے خدا
کے دی ہوئی ہے ہان البتہ جامع القران خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ
کو جانتے ہین اور ترتیب و جمع اور مرتب اور جامع مین
زمین آسمان کا فرق ہے کہان ترتیب کہان جمع اگر ایک
شخص وضو مین غسل و مسح جمع کرے یا ہر قسم کا کھانا دسترخوان پر

بول چال

جمع کر دے ترتیب سے نہ رکھے یا کسے کمرے مین جھاڑ۔ فانوس
میز کرسی وغیرہ اکھٹا رکھکر مقفل کر دے ترتیب سے نہ
لگا دے تو اوسکو فقط جامع کہو گے یا مرتب بھی؟ اگر ایسے جامع
غیر مرتب کو مرتب اور اوسکے جمع کو ترتیب کہو گے تو ہم تم کو فقط
بہ علاقہ مشاکلت صوری انسان کہین گے سبحان اللہ اس فہم
کے ساتھ یہ دم خم لغت کے کسی کتاب مین جمع و ترتیب کے
ایک معنے کسینے نہ دیکھے ہون گے آہ افسوس آدمیان
گم شد۔ مثل یہ بے سمجھ بات کرنے کی آفت ہے جیسا کہ کسے محفل
مین ذکر آیا کہ شہر کسکو کہتے ہین؟ کسینے کہا شہر اوس بستی کو
کہتے ہین کہ جسمین بارہ گر (یعنے اہل حرفہ جنکے حرفے نام مین لفظ
گر آتا ہے) ہون مثل تیر گر۔ کمان گر۔ قلعی گر۔ ذب گر۔ محلہ گر
نہار گر۔ آہن گر۔ زرق گر۔
کی۔ اور بارہ گر اوسنے گن دیے۔ ایک عقلمند مثل آپ کے وہان
بیٹھے تھے اونہون نے کہا کہ ان بارہ کے سوا ایک اور بھی تھا آپنے
اوسکو گنتی مین چھوڑ دیا۔ حاضرین مجلس نے کہا وہ آپ فرمائین تو مناسب
ہے۔ اوسنے کہا کھگیر دوج۔ یہ سنکر اہل محفل نے بڑا قہقہہ
مارا کہ کہان تمسا اور کہا دوج سیان تم بھی کوئی کاکوری کے آدمی

معلوم ہوتے ہو - یہ بات بھی اس قسم کے ہے کہاں ترتیب اور
کہاں جمع اور سنے قبل سمجھنے کے منہ سے نکالا تھا آپ نے قبل
سمجھنے کے تحریر کیا اتناہی فرق ہے اور معلوم نہین کہ آپ سکے وہ
پیارے محمدی بھائی کون ہین جنکو خلیفہ ثالث کی ترتیب دینے کا اعتقاد
ہے مین جانتا ہون وہ بھی آپ ہی کے محلے کے ہون گے شاید
اوس محلے مین جہل مرکب کی ہوا پھیل گئی ہے - ہماری پیارے
محمدی بھائی جو عقل صحیح اور ایمان کامل رکھتے ہین اور شرق سے
غرب تک پھیلے ہوئے ہین وہ سب اسکے قایل اور معتقد ہین کہ
خلیفہ ثالث جامع القرآن علی قراۃ واحدۃ تھے مرتب القرآن نہ تھے
اور جامع کے معنے پہلے معلوم ہو چکے ہین - ترتیب وجمع کے
ایک معنے ٹھیرا کر آپ نے بھی جامع القرآن بتایا چاہتے ہین تو جامع القرآن
ہونے کے واسطے جمہور کا اتفاق بھی ضرور ہے جو جاہل و
فاسق و فاجر و مرکالی مذہب و مداہن نہ ہون
بلکہ ویسے ہی ہون جیسے خلیفہ ثالث کے جمع کے وقت تھے
مثل علمای عرب و استنبول و مغرب و مصر
و کابل و بخارا وغیرہم کے - اگر آپ دوچار جاہل لغات
و اصطلاحات عرب تو تسلی سے بے دینی دین بدنیا فروش و

معلوم ہوتے ہو - یہ بات بھی اسی قسم کے ہے کہاں ترتیب اور
کہاں جمع اور نے قبل سمجھنے کے منہ سے نکالا تھا آپ نے قبل
سمجھنے کے تحریر کیا اتنا ہی فرق ہے اور معلوم نہین کہ آپ سے وہ
پیارے محمدی بھائی کون ہین جنکو خلیفہ ثالث کی ترتیب دینے کا اعتقاد
ہے مین جانتا ہون وہ بھی آپ ہی کے محلے کے ہون گے شاید
اوس محلے مین جہل مرکب کے ہوا پھیل گئی ہے - ہمارے پیارے
محمدی بھائی جو عقل صحیح اور ایمان کامل رکھتے ہین اور شرق سے
غرب تک پھیلے ہوئے ہین وہ سب اسکے قایل اور معتقد ہین کہ
خلیفہ ثالث جامع القرآن علی قراۃ واحدۃ تھے مرتب القرآن نہ تھے
اور جامع کے معنے پہلے معلوم ہو چکے ہین - ترتیب وجمع کے
ایک معنے ٹھیرا کر آپ نے بھی جامع القرآن بنایا چاہتے ہین تو جامع القرآن
ہونے کے واسطے جمہور کا اتفاق بھی ضرور ہے جو جاہل و
فاسق و فاجر و کالی مذہب و مداہن نہ ہون
بلکہ ویسے ہی ہون جیسے خلیفہ ثالث کے جمع کے وقت تھے
مثل علماء عرب و استنبول و مغرب و مصر
و کابل و بخارا وغیرہم کے - اگر آپ دو چار جاہل لغات
و اصطلاحات عرب تو کجا بے دینی دین بدنیا فروش و

عقائد ۲

۲۸ ۱۶۲

نکالے ہوتے جس سے دیوار اور پہاڑ کے پرے کے اشیا صاف
معلوم پڑتی - یا کسی قسم کا کپڑا ایجاد کیا ہوتا جسپر آگ اور پانی
کا اثر بالکل نہ ہوتا اور ہمیشہ حالت اصلی پر رہتا - یا ایسا نسخہ سوجہا
ہوتا جسکے استعمال سے آدمی کبھی ضعیف و نحیف نہ ہوتا بلکہ ضعیف ہمیشہ
کو نوجوان ہوجاتا - یا ایسی عینک - پیش کی ہوتے جسکے لگانے سے
کور مادرزاد بنیا ہوجاتا اور علے ہذا بہت سی اشیا تہین جو فے الواقع
ممکن تھین مگر چونکہ اون مین غور و فکر کامل کی ضرورت تھے اور وہ
آپ کو فطرتاً عطا نہین ہوا تہا تو آپ نے اون سب امور کو چھوڑکر
یہ سہل لٹکا تجویزا واہرے اوستناد کیا کہنا - اور فقرہ دوم اعنی
اُ یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفہ
ثالث نے بہت سے آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص یا مطلب
واحد کے وجہ سے بلا ضرورت یا تکرار مضمون کے باعث قابل
اندراج نہ تہین نکال ڈالین اور انتخاب مین صرف اونہین آیات کی
ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون یا ایک مطلب
جدا گانہ کے سبب لابد تہین اور جسپر جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
وغیرہ کے تصدیق تھے اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک
مسلم) تو شاید آپ سے حالت نعاس مین صادر ہوا ہے کیونکہ

اوّل سے آخر تک صدق کے پیرایہ سے بالکل عاری ہے - جو آیتین خلیفۂ ثالث سنے قرآن سے نکال ڈالین وہ یقیناً قرآن کے آیتین نہین ہے ؟ یا لوگون نے اپنے اپنے اقوال اوسمین داخل کردئے تھے ؟ پہلے شق پر خلیفۂ ثالث جامع القران نہ ٹھہرے بلکہ منقص القرآن ہوئے اور اگر حقیقت مین مسلمان ہو تو تمکو اسبات کا اعتقاد ضرور ہوگا کہ قرآن کی تنقیص اور تزئید پر کوئے بشر قادر نہین کہ اوسکے حفظ کے ضامن خود اللہ تعالے نے کے ہی اور عجب ہے کہ خلیفۂ ثالث سنے محضر اصحاب کرام مین (کہ اگر ایک آیہ قرآن کی کوسے حذف کرنا چاہتا تو وہ تلوارون سے اوسکے جبر لیتے) باتفاق اونکے قرآن کو چھانٹ چھونٹ کر اپنے طور پر کردیا اور کیسنے اوس مین ہنتک بھی نہ کے اور کسیکا تہنتک آجتک سنا ہی نہ گیا - اور اگر اون کے حکومت تو یہ اسبات کے مانع تھے تو حضرت مرتضےٰ اسد اللہ الجبار سنے اپنے خلافت مین کیون اسبات کا اشتہار دیا کہ وہ قرآن جو عثمٰن کے عہد مین چند مصاحف مین منقول ہوکر مشتہر ہوا ہے ناقص ہے اوسمین سے اسقدر آیات نکال ڈالی گئے ہین اوسکو معتبر نہ جانو - اور اوس وقت ہمنے جو سکوت اختیار کیا تو فقط اون کے خوف سے تھا اگر ہم کچھہ اوسمین مضائقہ کرتے تو ہمارے جان پر بنتی اور جان بچانا بھی فرض تھا تو

اشتہار

ہمنے سوچا کہ خیر اسوقت قرآن کو خراب اور ناقص ہمارے دوست
ہم اون کے بعد خلیفہ ہوان گئے تو پھر اوسکو پورا کر دینگے۔ پس یہ
استہتار ندینا اوان کا اور اوسی قرآن کو جو خلیفہ ثالث کے وقت
مصحف مین منقول ہوکر مشتہر ہوا تہا اپنے حالت پر باسند رکہنا اور
آپ ہی ہمیشہ اوسکی تلاوت کرنا اور اپنے عہد مین بلکے اوسے
احکام نکالکر جاری کرنا دلیل ساطع ہے اسبات پر کہ خلیفہ ثالث نے
کوئی آیۃ قرآن مجید کی کم نہین کی۔ اور پھر علاوہ یہ بات ہے جو تم لکہتے ہو
کہ خلیفہ ثالث نے وہ آیات نکالی ہین جنکے مضامین مین تکرار تھے
اور جنکے مطالب ایک تھی اور جو محل خاص کے واسطے مخصوص نہین
یہ بات تمہاری سچی ہے یا محض جہوٹی اگر جہوٹی ہے تو جہوٹی کا اعتبار
کیا ترتیب بہی ایسی ہی جہوٹی دوسکے۔ اور اگر سچی ہے تو شاید تم نے
قرآن نہین دیکہا کوئی اور کتاب منتخب وبے بولی مین دیکہکر اوسکو
قرآن سمجہ لیا ہے۔ کیونکہ اگر قرآن دیکہے ہوتے تو ایسا کہنا جہوٹ
نہ بولتے۔ دیکہو اسی قرآن مین جو مغرب سے مشرق تک پڑہا جاتا ہے
کتنے آیات ہین جنکا مضمون ایک ہے مثلاً الذی لا الہ الا ھو
کتنے جگہہ پر ہے اور یقیمون الصلوۃ کتنے جا ہے
ہے اور یؤتون الزکوۃ کتنے جگہہ پر ہے اور ایسا اسمی سنہ

نوشت مفصوره

الزام مسکت

والارض وما بینہما کتنے جگہ پر ہے اور الذین اتیناہم الکتاب
کتنے مقام پر ہے اور انھوں نے ان اللہ انزل من السماء ماء
کتنے جگہ پر ہے اور ام یقولون افتراہ کتنے جگہ پر ہے اور
ان الذین امنوا کتنے جاۓ پر ہے اور سے قصہ موسی علیہ السلام
کتنی جگہ پر ہے اور قصہ آدم علیہ السلام کتنے مقام میں ہے اور
قصہ صالح و ہود و لوط و ابراہیم علے نبینا و علیہم السلام
کتنے مقام پر ہے اور اسیطرح وہ آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص
تھین وہ بہی بہت ہین۔ قرآن منگاکر دیکھو اگر عربی نہ سمجھتے ہو
یا کسی عالم سے پوچھو۔ یہ حال تو تمہارے علم کا ہے اور اسپر
یہ جہوٹ پہر اس جہوٹ پر ایک پالا کتنے باندہے ہے کہ یہ
آیات کا نکالنا صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کے اتفاق سے ہوا
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچہہ جہان اور دنیا پرست نہ تھے کہ کسیکی
خواہش سے نفع کے امید یا ضرر کے ڈر سے خلاف پر اتفاق کرجاتے
استغفر اللہ توبہ کرو اے عزیز قیامت قریب ہے دعدہ
اور وعید اوسی تعالے تقدس کے حق ہین اس جہوٹ پر
عدم مغفرت کا ڈر ہے آگے تم جانو تمہار اختیار۔ اتنے گفتگو اوس
شق پر تہی کہ قرآن کی آیتین نکالی ہوین۔ اور دوسرے شق پر اپنے

لوگون نے اپنے اپنے قول قرآن مین داخل کردیے تھے اون اقوال کو حضرت خلیفہ ثالث نے نکال ڈالے) یہ پوچھا جاوے گا کہ وہ اقوال جنکو خلیفہ ثالث نے نکال ڈالے کس زمانے مین داخل ہوئے تھے؟ زمانہ نبوت ورسالت تو خیرالقرون تھا اوس مین ایسی نالایق حرکت کہ جس سے وہ شرالقرون کہلائے کیون ہونے لگے۔ اور اگر مان ہی لیا جائے تو حضرت خلیفہ ثالث منقح القرآن ٹھہرے نہ جامع القرآن اور یہ باطل ہے تو وہ بھی باطل جب دونون شقین باطل ہوچکین تو اب معلوم کرنا چاہیئے کہ خلیفہ ثالث کا کام سوا اسکے اور کچھ نہ تھا کہ مصحف حفصہ رضی اللہ عنہا سے چند مصاحف نقل کرائے ساتھ اس شرط کے کہ فقط قرأت اور لغت قریش پر لکھے جائین اور دوسرے قراءات اور لغات اوس سے الگ کرکے حق تفاسیر ٹھہرائے جائین۔ اور اون کو جامع اس وجہ سے کہتے ہین کہ اون کے وقت مین یہ قرآن صاف ستھرا کرکے لغات آخر سے فقط لغت قریش پر جمع کیا گیا جزاہ اللہ عن جمیع قراء القرآن والعاملین بہ۔ اور اون سے اسطرح جمع قرآن جو واقع ہوا تو بمانت ارباب لسان ہوا جو اوسوقت فصحا و بلغا کے سرآمد تھے

تحقیق: وجہ تسمیہ ۱۳

اور کاتبان وحی تھے عند نزول القرآن اب آپ فرمائے
کہ آپ منفض ہین کہ مکرات کو چھانٹ ڈالیے گا؟ یا جامع ہین کہ
جابجا متفرق اور منتشر لکھا ہے اوسکو ایک جا کیجیے گا؟ یا مرتب ہین
کہ آجنجا یا نجا توڑ کر اولٹ پھیر دیجیئے گا؟ اگر تنقیص کرین گے تو
ایک جلد نکال کر باقی کو جلا دینگے اور اتباع کرینگے خلیفہ ثالث کے
تو خلیفہ ثالث نے دو چار قرآن جو اوسوقت مین تھے جلا دیے
اب تو یہ مہاسنکھا قرآن جہان مین موجود ہین ان سب کو
آپ منگا کر جلاے گی تو ممکن نہین - یا سارے جہان مین حکم
بھیجین گے کہ ہمارا تنقیح کیا ہوا قرآن تم سب پڑھو اور اپنے اپنے
قرآن جلا ڈالو تو دیکھا چاہیے کہ سارے عالم کے لوگ آپ کا حکم
اسبات مین مانتے ہین یا آپ کی خبر لیتے ہین - اور اگر فقط اپنے
گھر کا قرآن یا اور دو چار مول لیکر جلاوگے تو اوس سے تمہارا
کام نہ نکلیگا اور مقصود حاصل نہ ہوگا - اور اگر آپ جامع یا مرتب بنتے ہین
کہ قرآن منتشر ہے ایک جاے پر لکھا ہوا نہین ہے اوسکو ایک
جا کرتے ہین تو اوسکا جواب آپ کو اور آپ کے بیٹے بابون
اور رفقا کو خوب معلوم ہے حاجت لکھنے کی نہین ادی میان
بیٹھے بٹھائے سوہن ہوکر کسیکے ورغلانے سے یا کسیکے طمع دینے سے

بہت جاہل

اس بلا مین کیون پھنستے ہو؟ دنیا مین الگ مشکل پڑے گی آخرت کا
جھگڑا الگ درپیش ہے اور سوا جان کھپانے کے کچھہ نفع معتد بہ ہاتھ
نہ لگے گا مفت کو انگشت نماے خلق ہوگئے - ہماری صلاح
مانو اس سے جلد توبہ کرو اور پھر سما لحسن ہے مین چھپاؤ کر
مین نے پہلے کیسکے بھڑکانے سے یہ خیال محال سوچا تھا مگر پھر علم
غیب نے بجھا دیا کہ یہ کام بہت برا ہے تو اب مین نے
توبہ نصوح کی ہے اللہ تعالے قبول کرے ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

اور فقرہ سوم یعنی انتخاب مین صرف اس امر کا التزام ملحوظ رکھا گیا
کہ دینی یا دنیوی مقاصد کے متعلق کوے فروگذاشت نہ ہونے پاوے
مین کیا واہیات وخرافات بکے ہو اسکا حاصل یہی ہے کہ
اوس منتخب مین اسباب کا لحاظ رکھا گیا کہ کوئی ضروری بات دینی
ہو یا دنیوی چھوٹ نجاوے - اسکے دو معنے ہین -

ایک یہ کہ اوس قرآن منزل مین قبل از انتخاب سواے ضروریات
دینی اور دنیوی کے اور بہی بہت سے بے ضرورت باتین بہری تھین
خلیفہ ثالث نے اون باتون کو انتخاب کے وقت نکال ڈالین -
دوسرے معنے یہ ہین کہ اوس قرآن مین قبل از انتخاب کوئی بات

دینی اور دنیوی امور کے سوا زاید نہ تھی مگر فقط تطویل لاطائل تھے ۔
اونھون نے اوسکو ایسا منتخب مہذّب کیا کہ وہ سب باتین باقی بھی رہین
اور طوالت مملّہ سے بری بھی ہو جائے العیاذ باللہ اس شخص کا
کیا اعتقاد ہے اللہ جل جلالہ کے ساتھہ اور کیسا بہتان باندھا ہے
خلیفہ ثالث پر اللہ تعالے کا کلام پاک حشو و زائد سے کب
بھرا تھا؟ کہ خلیفہ ثالث نے اوسکو پاک کیا ۔ اور کہان اوس کلام مجید
مین تطویل لاطائل تھے جسکو خلیفہ ثالث نے منتخب اور مہذّب
کیا ۔ خلیفہ ثالث نے اوتنی ہی بات کی تھے جو ہم آگے ذکر
کرچکے ہین ۔ † لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ
مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا

(قولہ) حضرات خلیفہ اوّل و دوم کے زمانہ محمود مین ترتیب کلام پاک
کی اسوجہ سے نوبت نہ آئی کہ پے در پے محاربات اور عظیم الشان
جہادات نے کسیکو اسطرف متوجّہ ہونے کی مہلت یا فرصت نہ دی
حضرت خلیفہ ثالث کا زمانہ نہایت پر امن زمانہ تہا اور عالمگیر

---

† البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری نزدیک ہین آسمان کہ پھٹ جاوین اوس سے
اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑین پہاڑ کانپ کر ۔ سورہ مریم پارہ قال الم (۱۶)

فتوحات نے سرکشون کی دماغی نخوتون کو بالکل بیرون کر دیا تھا۔ اطمینان
کے باعث حمیت اسلامی۔ جوش مذہبی۔ اور اطاعت الٰہی مین انحطاط
شروع ہو گیا تھا اور نیز یہ بھی احتمال تھا کہ امت اور زمانہ کے سبب کلام
پاک جو لوگون کے دلون پر مثل گنج توحید محفوظ ہے متواتر سستی اور
کاہلی سے ضایع نہ ہو جائے وہ اور اندیشے سے بہت سے حفاظ اس
نازک وقت کے واسطے تیار کرلئے گئے اور آپ خود بھی ایک
زبردست حافظ تھے۔ پس اون منتشر جواہرات کا مجتمع کرنا جسکے
ایک ریزے کی قیمت کونین کی قیمت سے بھی بہت زیادہ تھے
اشد ضرور ہوا۔ اور اون منتخب بکھرے پھولون کا یہ ایک مختصر گلدستہ
کلام مجید کے نام سے تیار ہوا جسکو آج ہم سینے سے لگائے
پھرتے ہین اور جو ہمارا ایمان ہے (انتہی) یہ قول اول سے
آخر تک محض جھوٹ اور صرف افترا ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالے علیہم اجمعین بری و الحمد للہ کہ وہ حضرات اوس سے
بری ہین اور پہلے تو یہی بالکل غلط تھا کہ حضرات خلیفہ اول و دوم
کے زمانے مین پے در پے محاربات کی جہت سے نوبت جمع قرآن
کے اکناف و لحاف وغیرہا سے جسکا نام تم نے ترتیب رکھا ہے
نہین آئی حالانکہ نوبت آئی ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے نے بہ حکم خلیفہ رسول اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باشارہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ - چنانچہ پہلے گذر چکا ہے کہ حدیث بخاری سے ثابت ہے کہ اکتاف ولخاف وعسب رقاع وغیرہا سے جمع کرکے ایک مصحف تیار کیا تہا اور وہ مصحف خلیفہ اوّل و ثانی کے پاس رہا پہر حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تہا کہ حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ نے نسخ مصاحف کے وقت اون کے نزدیک سے منگاکر بعد نقل کے پہیر دیا - تو خلیفتین اوّل و ثانی کی نسبت یہ لکہنا کہ اونکو محاربات نی اس کام کی فرصت نہ دی بالکل غلط ہے -

اور پہر تم نے مونہکی کہائی کہتے ہوکہ (حضرت خلیفہ ثالث کا نہایت پر امن زمانہ تہا اور عالم گیر فتوحات کی جہت سے سرکشون کی دماغی بجلیان سرد ہو گئی تہین - م یتنے قران کے جمع کرنے کا کوئی مانع نہ رہا پہر علت جمع کرنے کی یہ ٹہری کہ انہون نے دیکہا کہ اطمینان کی جہت سے دینی باتون مین انحطاط شروع ہو گیا ہے تو کہین متواتر سستی اور کاہلی سے قران جاتا نہ رہے اور دلون سے نکل نہ جائے تو اوسکو جمع کر دیا - حالانکہ خلیفہ ثالث کیوقت مین جمع ہونے کی یہ وجہ نہ تہی بلکہ دوسری تہی جو پہلی دوسری حدیث کی نقل کے ساتہہ منقول ہو چکی ہے اوسکو بغور دیکہو اور سمجہو اگر خود دیکہنے سے سمجہہ مین نہ آوے تو کسی ناشر دخوان کو بلالو

اور اگر بلانے کی بھی لیاقت نہ ہو تو خود جاؤ اور عجز و الحاح اپنی خوش بھی
پر خوب مطلع ہو کہ پھر بار دیگر تمہارے ساتھ لوگ گستاخی نہ کرین۔
اور اگر کسی دنیاوی نفع کے واسطے اسکا التزام کرنا چاہتے ہو تو اختیار
ہے جیسا کہ ایک شخص نے اپنا نام شیطان شاہ رکھا لوگون نے اوس
پوچھا کہ "اے شخص تو تو بڑا ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے یہ کیسا نام رکھا
اوسنے کہا پہلے میرا نام رحمن شاہ تھا اوسوقت کسینے مجھے نہ پوچھا
جب سے شیطان شاہ نام رکھا ہے جہان جاتا ہون لوگ میرے ساتھ
تمسخر کرتے ہین اور کچھہ دے بھی دیتے ہین اگر ایسا ہی ارادہ ہے
تو خوشی۔ اور مان بھی لیا جائے کہ اسیوجہہ سے نسخ وجمع واقع ہوئی
ہے تو یہ وجہ پہلے نسخ وجمع کی ہو سکتی ہے جو خلیفہ اول رضی اللہ عنہ
کے زمان خلافت مین واقع ہوا۔ مگر پھر بھی اتنا فرق ہے کہ وہ جمع نسخ
مسلمین کے کاہلی سے اور سستی پر نظر کر کے نہین ہوا بلکہ یمامہ کی لڑائی
مین بہت سے قرّا کے شہید ہو جانے سے خوف ہوا کہ ایسی ہی لڑائیون
مین قرّا شہید ہوتی جائے گی تو قران جو مختلف اشیا مین قرّا کے
پاس لکھا گیا ہے کہین منتشر اور پریشان نہ ہو جائے اور ایک جا
لکھا ہوا کہین نہ ملی۔ میان تم عجب اُلُّو اَجلُوَل ہو تمہارے بے علمی
اور قران و حدیث سے جہل تمہاری طرف سے عذر خواہ ہے۔ اور

آپ جو یہ پیچھے سے لکھتے ہین کہ (نیز یہ بھی احتمال تھا کہ استداد زمانہ کے سبب وہ کلام پاک جو لوگون کے دلون پر مثل گنج توحید محفوظ ہے متواتر سستی اور کاہلی سے کہین ضایع نہ ہو جاے دور اندیشی سے بہت حفاظ اس نازک وقت کے واسطے تیار کر لیے گئے تھے (انتہی) یہ محض بہتان اور دروغ ہے۔ کیا خلیفہ ثالث کو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے آیت ہونے کا اعتقاد نہ تھا؟ اور اگر نہ تھا تو قرآن مین اسکو داخل کیا۔؟ اور جب اسکا اعتقاد تھا تو یہ شبہہ اون کے دلمین کیون آیا کہ (متواتر سستی اور کاہلی سے کہین ضایع نہ ہو جاے اور اس نازک وقت کے واسطے حفاظ کیون تیار کر رکھتے۔؟ یہ فعل خلیفہ ثالث کا کہ قرآن کے ضایع ہونے کے خوف سے بہت سے حفاظ تیار کروائے کہین ثابت نہین ہے یہ صرف اون پر تہمت ہے العیاذ باللہ پہلے اسکو ثابت کر لو کہ پیچھے تمہارا کام چلے۔ اور اسکے بعد ایک جملہ اجنبی آپ نے کیسا اوگلا کہ (خود بھی ایک زبردست حافظ تھے) اس جملہ کو آپ کے مدعا سے کیا لگاؤ ہے؟ یہ تو ایسا ہی ربط ہے کہ جیسے ایک امیر بڑے موٹے پالکی پر سوار دلّی کے چاندنی چوک مین چلے جاتے تھے۔ ایک عقلمند نے آواز دی کہ براے خدا پالکی کھڑی کیجیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ اون بیچارے غریب نے پالکی

روک لی۔ اور اسے قریب جاکر پانی مین نیچے رکھاکر انگوٹھونکو پھنسا کر جب اپنا قبضہ
سے اونکے کان مین کہا کہ آپ جیسے مرتے ہو اور ویسے ہی ایک میرے
چچازاد بھائی بھی مرتے تھے۔ بس یہ کہکر چلا گیا۔ اسیطرح یہ آپ کا
قصہ بھی ہے ذرا غور کرو کہ یہ قرآن کا مجموعہ ہے کہ آپ نے اوسکی
ترتیب پر کمر باندہی ہے خدا تعالے نے آپ ہی کی ترتیب
کردی۔ کوسے تامل سے دیکھو تو یہ جملہ تمہارے دعوے کے خلاف
کا مثبت نظر آتا ہے۔ ہم پوچھتے ہین کہ وہ (خلیفہ ثالث) بڑے
زبردست حافظ تھے تو اوسی ترتیب سے جو اونکے وقت مین ہوئی
تھی؟ یا کسی اور ترتیب سے؟ اگر کسی اور ترتیب سے اونکو حفظ تھا
تو ثابت کرو یہ نقلی بات ہے بغیر ثابت کئے مدعی کا مدعا جھوٹا ٹھہریگا۔
اور اگر اسی ترتیب سے حافظ تھے تو بعد اس ترتیب دینے کے حافظ
ہوئی؟ یا پہلے سے اس ترتیب کے حافظ تھے؟ اگر بعد ترتیب حافظ
ہوئے تو اوسکی بھی سند لاؤ ورنہ تمہارے دعوے مردود ہیں ہمکو
یقین ہے کہ تم کوئی سند اسکی نہ لاسکوگے تو معلوم ہوا کہ اون (خلیفہ
ثالث) کو پہلے سے اسی ترتیب پر حفظ تھا۔ اور پہلے سے اسی ترتیب
پر حفظ ہونے کے معنی یہ ہین کہ زبان مبارک رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی ترتیب سے سنا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب موجودہ حال سے پڑھتے تھے اور یہ (خلیفہ ثالث) اونکے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے تابع تھے۔ دیکھو خدا تعالے نے تمہاری بات سے تم کو جھٹلایا۔

الحمد للہ علی احسانہٖ اب اوس جملہ کو دیکھئے جو اسکے بعد ہے وہ پکار رہا ہے کہ سعدی میاں بہت بدحواس ہیں کہ کہتے کچھ اور نکلتا کچھ ہے وہ جملہ یہ ہے (یعنی اون منتشر جواہرات کا جمع کرنا جنکے ایک ریزے کی قیمت کونین کی قیمت سے بھی بہت زیادہ تھی انشد ضرور ہوا) اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خلیفہ ثالث نے اون جواہرات منتشرہ بے بہا کو جمع کردیا ہے۔ اور دعوے کیا تھا ترتیب کا آخر کو بمصداق دروغ گو را حافظہ نباشد جمع کے قایل ہوگئے اب کوئی بات چبا کو گے تو سنی نہ جائے گی۔ لیجئے آپ کا دعوی آپ ہی کی زبان سے ڈھسمس ہوگیا۔ اب اوس جملہ کو دیکھئے جو آخر میں اس قول طویل لاطایل کے ہے وہ باواز بلند چلا رہا ہے کہ میرا قایل مصنوعی مسلمان ہے ہوشیار رہو وہ جملہ (اور اون منتخب بکھرے ہوے پھولونکا یہ ایک مختصر گلدستہ کلام مجید کے نام سے تیار ہوا جسکو آج ہم سینے سے لگائے پھرتے ہیں اور جو ہمارا ایمان ہے) اس جملہ سے صاف نکلتا ہے

کہ ادن بگڑے ہوسے ہو ادن کا گلدستہ کلام مجید کے نام سے تیار
ہوا حقیقت مین کلام مجید نہین ہے معاذ اللہ من ذالک اپنی دانست
مین ایک باریک بات اول گئے تھے کہ کوئے نہین سمجھے گا اری میان
چراغ کے سامنے کا لاگوں راہ پہچان پڑتا ہے۔ بھلا ہم تم سے اسکے
معنے پوچھتے ہین کہ یہ گلدستہ جب کا نام قران رکھا گیا ساتھہ اوس ترتیب
قدیم کے تمہارا ایمان ہے یا بغیر اوس ترتیب کے۔ اگر بغیر اوس
ترتیب کے ہے تو یہ گلدستہ جو قران کے نام سے مشہور ہے تمہارا
ایمان نہین ہے۔ ہان جب تم اپنے طور کا نیا گلدستہ بنالو گے تو
تمہارا ایمان ہوگا یہ قضیہ کہ (ہمارا ایمان ہے) قضیۂ کاذبہ
ہے اسکا محکی عنہ اب تک نہین پایا گیا۔ سچ پوچھو تو یہ ایمان تمہارا
دشمن ہے ۵

میر او ٹھہ بتکدے سے کعبہ گیا کیا کرے جو خدا خراب کرے
پیر تقی کے اس شعر کے معنے ظاہر مین بے جوڑ معلوم ہوتے تھے
کہ بتکدے سے کعبہ جائے اور خراب ہو اسکے کیا معنے مگر اب ظاہر
ہوا کہ اس معنی کر کعبہ جانا اپنے آپ کو خراب کرنا ہے۔ اللہ تعالی
ہم مسلمانونکو تلبیس شیطان اور اوسکے اتباع سے بچاوے
امین (قوله لیکن آپ کو یہی ایک کام نہ تہا۔ بلکہ حدیثونکی

ترتیب ۔ روزہ ۔ نماز ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ وغیرہ تمام امور دینے و
دنیوی کا ایک مکمل دستور العمل مرتب کرنا تھا ۔ اہم اور ضرورے امور
کے ہجوم سے اسکے ترتیب کا خیال نظر انداز ہوگیا اور جسکا نتیجہ یہ
ہوا کہ صفات باری اور ذات تمہاری کے کیفیت ایک جا اور تحمید مین
اخلاق کا مضمون شامل ہوگیا ۔ انتہیٰ) یہ قول جو علت ترتیب جدید
ٹھہرا حد درجہ کو جھوٹا ہے "مشفق من" وہ کتاب جسمین خلیفہ ثالث
نے حدیثیون کی ترتیب دی ہے اور وہ دستور العمل روزہ ۔ نماز
حج ۔ زکوٰۃ ۔ وغیرہا تمام امور دینے اور دنیوے کا بتائے تو کہان
ہے ؟ اور کس کتب خانے مین ہے ؟ اور کونسے مطبع مین چھپی ہے
؟ جسکے اہتمام کے باعث اتنا بڑا کام جو سب کا اصل ماخذ تھا نظر انداز
ہوگیا اور ترتیب قرآن کی ناقص رہ گئی ۔ بے اصل بات کرنے
اور جھوٹے ہوائے اوڑانے تمہارا ہی کام ہے ۔ کیون نہ ہو آخر
کاکوڑی شریف آپ کا مولد ہے ۔ اوسے ملک کے کسے شاعر
کا شعر ہے ؎

طعنہ بر کرسی زدن نا لائق است | زان کہ کاکوڑی زبہلول فائق است

اور آپ کی عقلمندی پر اس قول کا یہ حصہ گواہ ہے کہ (اور جسکا نتیجہ
یہ ہوا کہ صفات باری اور ذات تمہاری کی کیفیت ایک جا اور تحمید مین

اخلاق کا مضمون شامل ہوگیا) کیون جی کیا صفات باری اور
ذات قہاری کی کیفیت ایک جا لکھنا منع تھا ؟ جو اونھون نے خیال
نہ کرکے قران کو خراب کیا - اسکی وجہ تو بیان کرو - صفات تو
ذات ہی کے پاس مذکور ہونا چاہیئے جیسے لا الہ الا ہو الحی القیوم
تو حی و قیوم ہونا اللہ کی صفت ہو ... کیا ... ہوتی جسکے سبب
ترتیب بدلنی پڑی ہو ہان اگر قرآن مین باب باب فصل فصل
ہوتی اور ایک ہی فصل مین کسی باب کی صفات باری اور ذات
قہاری کے کیفیت لکھتے ہوتے تو کہہ سکتے تھے کہ اون دونون کو
الگ الگ فصول مین لکھنا چاہیئے تھا اونھون نے ایک ہی فصل مین
لکھدیا اگرچہ اوسمین بھی کچھہ مضائقہ نہ تھا اوسے ذات قہاری کی صفات
تھی کسی اور ذات مقہور کی صفات نہ تھی - اور یہ جو لکھتے ہو کہ تحمید مین
اخلاق کا مضمون شامل ہو گیا تو اوسمین کیا برائی ہوئی تحمید تو اخلاق
کا جزو اعظم ہے - اگر کوئے تہذیب الاخلاق والا خدا کے حمد نہ کرے
بلکہ اوسکا ضد کرے تو متحلّی بالفضائل اور متخلّی عن الرذائل ہوسکیگا
اور اسکے ساتھہ تم کو مسلمان ہونے کا دعوے ہے اور کا تیون
کی سی تحریر ہے - جیساکہ یہ حکایت لوگ کچھہ تھوڑی عربی کسی
میان جی سے پڑہکر آپسمین عربی لغات چھانٹتے ہین - چنانچہ کسی

حکایت نے اپنے مکان مین روشنی کرکے اپنے ہم قوم یار سے اوسکی تعریف چاہی اوسنے کہا "ھَیَّا ھُوَ تُمْرٌ ثِ فَمُّھُنْ مَاثٍ ۲ سَثْ تَنْوِیْرٍ رَھِیْ کِہ لاَنْ خُرْ تُرْمَاتْ رُھِیْ یہ آپ کے تحمید بھی اوس تنویر کے سی ہے - بات کرنے کا یہ سلیقہ اور خدا کی ماد قران کے ترتیب بے معنے کا قصد - ان جملون مین اور بہت بہت بے ربط موجود ہین مگر ہم کو فرصت نہین کہ اپنے اور ضرورتون کو ترک کرکے ایسے ایک غیر ضروری بات مین اپنی اوقات رایگان کرین فقط اسقدر لکہنے سے یہ مقصود تہا کہ بے وقوف لوگ ایسا نہ سمجہین کہ مسلمین کسے احمق کی حماقت پر واقف نہین ہوتے ورنہ ایک ٹڈی کے انڈے اتفاقاً دریا مین گرگئے تو اوسنے غصے سے اپنے چونچ سے دریا کو اُلچنا شروع کیا واہ دی ٹڈی ۲ درواہ تری چونچ اور رواہ اس چونچ سے دریا اُلچنا کہین ٹڈیون کے چونچ سے دریا خالی ہوتا ہے — ع این خیال است و محال است جنون

(قوله یہ خیال کہ جو بزرگان دین سابق مین کرگئے ہین وہ "اَلْوَحْیُ مِنَ السَّمَاءِ" سمجہا جاوے اور اونکے راے خطا و سہو سے پاک سمجہی جاے "اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ" ایک مشہور اور مستند مقولہ کو بالکل بلا ضرورت اور بیکار رکہہ دیا ہے

جسکی واقفیت سے اور وسعت نظر سے تقریر انکا نہین کر سکتا - ہمارے
علماے مذہب کی نورانی دل تعصب کی خوفناک ریشنی سے تاریک
ہو گئے ہین اور وہ ایک حرف بھی کتب مصنفہ کا اگر وہ درحقیقت
غلط ہے کیون نہ ہو) قابل تغیر یا تبدل خیال نہین کر سکتے - خدا کے
لازوال بخششون کا کفران نعمت کر کے عقل ایسی راہبر کامل کو جسنے اونہین
خداشناسی مین مدد دے ہے بالکل فضول بنا دیتے ہین - افسوس
ہے کہ جنکا اعتماد یہ ہو کہ عقل کو مذہب مین کچھہ دخل نہین - وہ مذہب
کے روز دنیا مین سرسبز رہ سکتا ہے مخالفت کو نہ پوچھے کیسی عمدہ
بات کیون نہ ہو ممکن نہین کہ یہ ہمارے بغلی گھونسے ہم کو چین سے
بیٹھنے دین - اور ہمارے کام مین رکاوٹ نہ پیدا کرین - پس
میرا یہ کہنا کہ اگر پیشوایان مذہب نے کسی راے مین کوئی غلطی کی ہو
یا کسی بات کا خیال نظر انداز کیا ہو غیر ممکن نہین ہے - اور یہ ثقیل
کلمہ ضرور ہمارے متعصب محمدی بھائیون کو گران معلوم ہوگا
لیکن اوسیکے ساتھہ ہی اگر وہ اسبات کا خیال کرین گے کہ کیا
حضرات خلفاے اول و دوم رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین مین
اتنی عقل مادہ لیاقت نہ تھی جو کلام مجید کو جمع کرتے یا قواعد
اور اجزائی احکام مین بمقتضاے عقل کام لیتے - جو حضرت خلیفہ ثالث

سے لیے کیا۔ تو ہمکو امید ہے کہ تمام بہائی مسلمان ہمارے ہمزبان ہونگے
اور کچھ خیال کرکے دلمین سکوت اختیار کرینگے (انتہیٰ) حاصل قول یہہ
خیال کہ جو بزرگان دین سابق ہین کر گئے ہین (اسکا قول اونکا نقل
فضول بتاتے ہین) یہ ہے کہ ہمارے علما تعصب کی جہت
سے مقولہ الانسان مرکب من الخطاء و النسیان کو بیکار ٹہراتے
ہین جس سے خدا کی عطا یا کا کفران نعمت ہوتا ہے اور عقل سے
راہبر کو فضول بتانا ہم پوچھتے ہین کہ یہ شخص خودہی عالم دین ہے؟
یا نہین؟ اگر عالم نہین ہے تو قرآن کی ترتیب جاہل کے ہاتھ پڑی
خدا حافظ ہے۔ قرب قیامت ہے جو نہ ہو سو تہوڑا۔ اور اگر عالم ہے
تو آپ ہی اون علما مین داخل ہین؟ یا نہین؟ اگر متعصبین مین
داخل ہے تو یہ اعتراض اوسکا اوسپر بہی وارد ہوتا ہے اسکا جواب
خود ہی دے اور دون پر کیا حرف رکھتا ہے۔ اور اگر عالم دین ہے
مگر متعصبین سے باہر ہے اور تعصب نہین رکھتا تو تعصب کے معنے
اوس سے پوچھے جاتے ہین کہ اوسنے کیا ٹہرائے ہین؟ اگر یہ
ٹہرائے ہین کہ حق بات مین بڑے سخت ہین ناحق بات کے ہرگز
قایل نہین ہوتے گو قتل کیے جائین اور مال و متاع اونکا لٹ جاے
یا یہ معنی ٹہرائے ہین کہ حق ہو یا ناحق سب باتون مین سختی کرتے ہین

اگر پہلے معنے لیے ہین تو یہ کہنا کہ (ہمارے علماے مذہب کے نورانی دل تعصب کی خوفناک روشنئے سے تاریک ہوگئے ہین) محض خلاف حقیقت ہے اسواسطے کہ اوّل اونکو ایک صفت عمدہ سے متصف کرتا ہے کہ حق بات مین بڑے سخت ہین اور یہ اونکے بڑی تعریف ہے کہ حضرت سرور دین و دنیا علیہ الوف الصلوٰۃ والثنا نے اَلّذِینَ لِعَصَبِیّۃ فرمایا ہے پہر اونکو تاریکے دل کا دہبہ لگاتا ہے بر تقدیر عصبیہ کے اور لطف یہ ہے کہ اس شق پر آپ متعصبین سے باہر نکلے گا تو دین دارون سے باہر نکلا معلوم ہوا کہ حق بات مین اوسکو سختی نہین ہے اور جب سختی نہین ہے تو بقول پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اوس مین دین نہین ہے اور جب بے دین ہے تو ایسے شخص کے اعتراضون پر کیا التفات کیا جائے ایک بے دین کچہہ بکتا ہے بکنے دو ع

جواب جاہلان باشد خموشی

اور اگر تعصب کے دوسرے معنے لیے ہین کہ ہمارے علما نہایت سختی کرتے ہین اپنے معتقدات مین خواہ وہ معتقدات حق ہون یا باطل تو معلوم نہین تمہارا مذہب کیا ہے ؟ جو تمہارے علما ایسے بے دین ہین اسکو واضح کر کے لکھو علماے اسلام اہل سنت وجماعت اس قبیحہ سے نعوذ باللہ متصف نہین

ہین۔ اگر یہان اون سے مراد لیتے ہین تو ناحق اونکو تہمت لگاتے ہو خدا سے ڈرو۔ یہ علما ویسے ہی ہین جیسے خدا کو پسند ہین مگر صد افسوس کہ تم علم کا دعوے کرکے اور اونکو اپنے تئین علما ٹھرا کر اونکو بے دینی کا عیب لگا کر آپ ونسے باہر نکلتے ہو ع

برین عقل و ہمت بباید گریست

جب لاکھون کروڑون علما بے دین و بے دیانت و بے عصبیت ٹھرے تو ایک چھٹّن بے علم مدعی بے نشے کہان کا عاقل و فہمیدہ دین کے باتون مین عقل کو دخل دینے والا نکلا ۲ اللہ تم سے عوام مسلمین کو بچا دے آمین یا رب العالمین بھلا اس سے کوئے پوچھے کہ تم نے یہ تمسخر کیسا بنایا ہے کہ اگر بزرگان دین کے سب باتونکو وحی من السماء سمجھا جاوے تو مقولہ الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان جو سب کے نزدیک مستند ہے بالکل بیکار ہو جاتا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ بزرگان دین سب سچے ٹھرینگے تو یہ مقولہ لغو ہو جاے گا۔ لہذا بنا بر اس مقدمے کے سارے بزرگان دین کو خطا و نسیان کے دلدل مین پھنسنا چاہیے۔ ان جملون سے یہ شخص لایق اسکے نہین ہے کہ کوئے ذی عقل و ذی ہوش اس سے مخاطبت

لیکن عدم کا لانعام کے گمرجانے کا خوف ہمارے دل کو
ہیجان مین لاتا ہے اسلیے ایک دو باتین کرنا ضرور پڑا اسے عقل
کے دشمن قلم دوات تیرے پاس ہے جو چاہے لکھہ سمجھہ کے
بات ہو یا نہو افسوس اتنا پڑا تو دعوے کہ پہلے ترتیب دینے والے
اسوقت کے لایق نہین ہے مین اسوقت کے لایق ترتیب
دے سکتا ہون اور آپ کے ہوش وحواس ایسے پران - ہم
پوچھتے ہین کہ الانسان مرکب من الخطاء و النسیان کسکا مقولہ
ہے خدا نے کسے کتاب مین اوتارا ہے یا پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے حدیث ہے یا کسے معتبر آدمے کا قول ہے - اگر
خدا کا اوتارا ہوا ہے تو ضرور ہے کہ قرآن مین ہوگا -
اسواسطے کہ اس جملہ کے الفاظ عربی ہین تو تم نے یون
کیون نہ کہا کہ ایک ایت کے خلاف ہوتا ہے جسمین تمہارے
ترتیب دینے کے قلعی کہل جاتے - اور اگر خدا کا کلام
نہین ہے تو پیغمبر کے حدیث ہوگی تو کسے کا مقولہ ہی کیون کہہ
کہدیا ہوتا کہ حدیث شریف کے خلاف لازم آتا ہے - اور اگر
خدا و رسول کا کلام نہین ہے تو اسکے معنے بتادکیا ہین ہم انسان
مرکب ہے خطا و نسیان سے یعنے انسان کا بدن مرکب ہے

خطا و نسیان سے یا انسان کی حقیقت مرکب ہی خطا و نسیان سے ؟
اگر بدن کی ترکیب کے قایل ہو تو غلط ہے اسواسطے کہ بدن انسان ام ربع
عناصر سے مرکب ہی۔ اور اگر ترکیب حقیقت کی مقر ہو تو بھی خطا ہے
کیونکہ حقیقت انسانیہ حیوان ناطق سے مرکب ہی خطا و نسیان سے
ترکیب کسطرح ہوئی ؟ کیا کسی اصطلاح مین اربع عناصر کو خطا و نسیان کہتے
ہین ؟ یا حیوان ناطق کو ؟ اور اگر مرکب ہونے کی خطا و نسیان سے یہ
معنی ہین کہ خطا و نسیان اوسکے ایسے عوارض لازمہ سے ہے کہ گویا
وہ اس سے مرکب ہی یعنے جہان انسان ہوگا ضرور ہے کہ وہان خطا
و نسیان بھی ہوگا تو ہم پوچھتے ہین کہ یہ صفات لازمہ ماہیت
انسان سے ہے۔ یا لوازم وجودات خاصہ سے۔ اگر لوازم ماہیت سی
ہے تو معاذ اللہ انبیاء علی نبینا و علیہم السلام بھی اس سے متصف
ہون گے اور انکو اس سے متصف کہنا دشمن دین کا کام ہے۔
اور اگر لوازم وجودات خاصہ سے ہے تو سارے اشخاص کو اس سے
متصف کہنا کھلی جعفریت ہی۔ ہو سکتا ہے کہ سوا بزرگان دین کے اور
اشخاص اس سے متصف ہون بلکہ وہ احکام الہی پہچانے مین اس سے بری
ہین کسی پیغمبر کو احکام الہی پہچانے مین خطا و نسیان لاحق نہین ہوا اللہ تعالی
اونکا عاصم رہا۔ اب رہی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم

اجمعین ہیں۔ اگرچہ معصوم نہیں کہلاتے مگر محفوظ تو بیشک ہیں۔ پس جب
یہ طبقہ خصوصاً طبقہ عالیہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین احکام
الٰہی پہنچانے میں خطا و نسیان سے محفوظ رہا تو اونکو پھر کوئے خطا
و نسیان کا دہبہ نہیں لگا سکتا۔ اب اونکی افعال و اقوال کو کالوحے
من السماء سمجھنے میں خلاف مقولہ لازم نہ آسے گا۔ اور اچھا ہم نے
تمہارے کہنے سے اونکو خطا و نسیان سے بری نہ سمجھا تو تم بتاؤ کہ تم بھی
انسان ہو یا نہیں ؟ اگر نہیں ہو تو قرآن سکے ترتیب کیونکر دوگے۔ اور
اگر ہو تو بقول تمہارے خطا و نسیان سے تمکو بری کیونکر سمجھیں ؟ اور
جب تم بھی بری نہ ہوئے تو اب کیا کہیں تمہارے ترتیب کو تم آپ ہی
کہو کیسی ہوگی العیاذ باللہ۔ پہلے ترتیب والے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
تھے جنکے عقول و ارواح نبوت و رسالت و خاتمیت کی روشنی سے منور
تھے۔ اور اس ترتیب والے تم ٹھہرے ھنلا یعنی زمانہ نبوت و رسالت
سے ازبس دور۔ فسق و فجور سے معمور۔ نشۂ جہالت میں چور۔ عقل سے
معذور۔ بصارت ایمان سے کور۔ کہاں وہ ترتیب عالی۔ اور کہاں یہ
ترتیب سافل۔ پھر اس جملہ کو دیکھو۔ (یہ خیال کہ جو بزرگان دین سابق
میں کر گئے ہیں وہ کالوحی من السماء سمجھا جاوے) کتنا بے معنی اور
بے جوڑ ہے اسواسطے کہ وحی من السماء سمجھنے کے دو معنے ہیں۔ ایک

یہ کہ مسلمین بزرگان دین اسلام کے اقوال کو مثل آیات قران کے آسمانی
وحی سمجھتے ہین۔ اس معنے کر تو محض جہوٹ ہے اسلیے کہ مسلمین کثرہم اللہ
ذلک بعضہم ونہاہم ایمانًا ہر چیز کو اپنے بزرکان دین کے
وحی من السما نہین سمجھتے بلکہ جو وحی من السماء ہے اوسے وحی من السماء
اور جو احادیث پیغمبر ہین اونہین احادیث پیغمبر اور جو اجتہادات مجتہدین
ہین اونہین اجتہادات مجتہدین اور جو کچھہ تفسیرات قرانی و ما یتعلق بہا زتیبا
کان او غیرہ ہین اور جو کچھہ احادیث پیغمبر و اجتہادات مجتہدین ہین۔
شیاطین دجالین کذابین نے اپنے اپنے نفوس خبیثہ او اقوال
مزموسہ کو دخل دیکر اپنے تئین رسوائے دارین کیا ہے اونکو بھی مفصلًا
خوب جانتے ہین یہ نتیجہ ہی عقل سلیم و صافی کے دخل دینے کا۔
ہان اگر بزرگان دین کے اقوال کو مسلمین وحی من السماء سمجھتے جیساکہ یہ
انو عقل دور افتادہ اونکو جہوٹی تہمت لگاتا ہے تو بیشک لایق تھے اور اون
علتیون کی ملاستین اونکے عاید حال ہوتین۔ اور جب ایسا نہین ہے تو
پہر ایسے شخص کے جو اہل اسلام پر کہلی تہمت لگاتا ہے فسد باسلیق
تجویز کرنے کو جی چاہتا ہے اور اوسکے ساتھہ ہی قیفال بہی۔ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ جیسے وحی آسمانی مین مسلمین سوا آمنا صدقنا کے اپنے
عقل کو کچھہ دخل نہین دیتے اوسیطرح بزرگون کے ٹہرائے ہوئے چیزون

مین بھے قبلنا کیونکہ اپنے عقول کو دخل نہین دیتے۔ تو یہ بات صحیح ہے
اور اوسمین دخل نہ دینے کی یہ وجہ ہے کہ اونکے اقوال کا ماخذ قرآن
وحدیث ہو۔ اور وہ مقتبس ہین مشکوۃ انوار نبوت علے صاحبہا الصلوۃ
والتسلیمات سے۔ اور تمامی قرون اسلامیہ مین سارے عالم کے علما نے
اون چیزونکو جانچا ہے مگر کسی عہد و قرن مین کچھہ بہی کہوٹ
اون مین ظاہر نہین ہوئے۔ پس ناچار سے اون سب باتون کا
اقرار کرنا پڑا۔ ورنہ یہ اسلامی حکما ایسے مرد میدان ہین کہ اگر بزرگان
دین کچھہ اپنے اپنے رائے سے مسائل گھڑتے جنکے اصل قرآن وحدیث
سے ثابت نہ ہوتے یا کسیطرح کی مخالفت اوس سے ظاہر ہوتی تو استغفر اللہ
یہ لوگ کبھی اونکے اقوال کے کانٹ چھانٹ مین کمی نہ کرتے بلکہ
اونکو بزرگان دین ہی نہ ٹھہراتے۔ حقیقت مین یہ فرقہ ایسا بہادر ہے
کہ اسکے ہاتھون کوئے بغیر چوٹ چپیٹ کہائے نہین رہا اپنے سب کے
لیڑی اوتارے ہیہ۔ دیکھو اس دنگل کا ایک پہلوان فخرالدین
رازی ہے جو اپنے زور آور سے یونانیون کی اکہاڑے کو
چت کر کے امام المتکلمین ہوگیا کچھہ سمجھے یہ زور کاہے کا ہے؟
یہ زور فیض محمدی کا ہے کہ ایک آدمی یونانیون کی جماعت کا مقابل
ہے اور یونانیون کو سوا امام امام کہتے منہ خشک کرنے کے کچھہ نہین

سوجتا - اور دوسرے امام الطائفہ قاتل جماعت باغیہ امام حجۃ الاسلام
غزالی ہین جنہون نے تہافت الفلاسفہ مین ان فلسفین کے
کیسی خبر لی ہے جسکا جواب شافی آجتک مخالفین سے نہ ہوسکا - کیا کہین
افسوس ہی اگر تم کسے قابل ہوتے اور علمی لیاقت جمہرت سمجہ سکتے تو
تو کچھہ ذاکھو لکر اس فرشتے کا زور دکھلاتے کہ یہ غیرون سے (جنکو
نبوت سے کچہہ علاقہ نہین ہے) مقابل ہوکر کسطرح غالب ہوتا ہے -
خیر اب بہی تہوڑا سا لکھے دیتے ہین کسی عالم سے درس بادیہ لیکا
پڑہ لینا -
مشائین لزوم ترکیب سے علی تقدیر الشرکت اثبات توحید کر
تے تھے -
متکلمین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے اونسے ما بہ الاشتراک
اور ما بہ الامتیاز کا اتحاد قبلوا چہوڑا انقسام قسین سابق الذکر
نے یہ نازک بات متکلمین سے سنکر مشائین پر یہ مقدمہ اپنا ٹہراکر پیچ گانٹہا
اور اپنا سر او بہار نا چاہا تہا کہ متکلمین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے
رواقیین کو بہی اس مقدمے کے اعتراف والتزام پر اثبات توحید سے
عاجز کیا اسواسطے کہ اشراقیہ کو بعد ابطال تغایر ما بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز
کے آگے راہ نہ سوجہے اور او نپر لازم آگیا کہ الطاین لبیطین کا انکار نہ کرسکین

معاذ اللہ ۔ اور سلمین نے الحمد للہ ۔ ایک برہان جسکو برہان تمانع
کہتے ہین بعد ابطال مذہبین ایجاد کیا جسکا ماخذ آیہ شریفہ قرآن مجید ہے
لو کان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا +[1]
مشائیہ کو بغیر ترکیب دینے جسم کے ھیولی صورۃ سے کچھہ بن نہ پڑتا
تہا اشراقیہ نے ان حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے
شکر جو کام بغیر دو جز کے نہ نکلتا تہا ایک جوہر وحدانی متصل فی
حد ذاتہ قایم بذاتہ غیر حال فی شی آخر سے نکالا اور
ثابت کردیا کہ جسم خواہ فلکی ہو خواہ عنصری جوہر بسیط ہی غیر مرکب
فی الخارج قابل ہے طریان اتصال و انفصال کا مع بقائہ فی حالتین
فی حد ذاتہ اور اوسمین دو حیثیتین ہین من حیث جوہرہ و ذاتہ جسم ہے
اور اس حیثیت سے کہ انواع اجسام کی صور نوعیہ کا قابل ہے ھیولی
ہے ۔ اب ہیولی اور اور صورت اور کی حاجت نہ رہی کیا کہنا ان کے
علوم کا + ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ [2]

بحث توحید باری تعالی مین — ابطال ھیولی وصورت کا عقلاً مذہب

---

[1] اگر ہوتی آسمان اور زمین مین معبود سوا اللہ تعالی کے تو البتہ وہ دونون فاسد ہوجاتی سورہ انبیا پارہ اقترب للناس (۱۷)

+ یہ ہدایت ہی خدا کی کہ راہ دکہاتا ہی ساتھہ اوسکے جسکو چاہتا ہے بندون سے اپنے ۔ پارہ اذا سمعوا سورہ انعام ۔

شیخ جی بو علی نے جو امام ثلثہ من الاخرین مشائیہ کا ہے اپنے مرض موم سوم
بہ شفا مین اثبات ہیولی کے لیے مطلق جسم مین فلکیات کان او عنصریات صورۃ
جسمیہ کو طبیعت نوعیہ قرار دیکر استدلال کے تقریر یون کے ہے۔ کہ ایک
جسمیہ جب مخالف ہو دوسرے جسمیہ کو تو ہوگا یہ اختلاف اس جہت سے کہ یہ
حار ہے اور یہ بارد ہے اور یہ ہے کہ جسکے طبیعت فلکیہ ہے اور یہ ہے کہ
جسکے طبیعت عنصریہ ہے اور سوا اسکے اون امور سے جو لاحق ہون
جسمیہ کو خارج سے مثل خرق والتیام و عدم خرق والتیام کے اسواسطے
کہ جسمیہ ایک امر موجود فی الخارج ہے اور طبیعت فلکیہ مثلاً دوسرا موجود ہے
اور مضاف ہوتے ہی یہ طبیعت فلکیہ یا عنصریہ خارج مین طرف طبیعت جسمیہ
کے جو ممتاز ہے طبیعت فلکیہ یا عنصریہ سے بخلاف مقدار کے مثلاً کہ وہ
ایک امر مبہم ہے موجود فی الخارج نہین ہوتا جب تک کہ تنوع بہ فصول ذاتیہ
نہ ہو باین طور کہ خط ہو جاے مثلاً یا سطح۔ اور جس چیز کا اختلاف
خارجیات سے ہوتا ہے نہ فصول سے وہ طبیعت نوعیہ ہوتی ہے اور
جب صورت جسمیہ طبیعت نوعیہ ہوے تو مقتضے اوسکا کہین نہ چہوٹے گا
جب ایک جگہ (یعنے عنصریات مین) جسم کے ترکیب ہیولے اور صورت
سے ثابت ہوئی تو ہر جگہ ثابت ہوگی انتہی حاصل کلام الشیخ۔
ان حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے شیخ جی کے استدلال پر

اسطرح منع کی ہے کہ جسمیہ کے طبیعت نوعیہ ہوجسے سکے اگر ہم تو اسکے
ہون جب ہی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اسکے سب افراد
مساوی فی الحاجت الی المادہ ہیں - اور سارے افرادین مساوات کی (لحاجت)
اسوقت ہوگی جب طبیعت لذاتہا محتاج ہو طرف مادہ کے اور طبیعت
لذاتہا کے احتیاج ممنوع ہے - جائز ہے کہ طبیعت کے احتیاج ہوے کے
طرف تشخصہا ہو کیونکہ طبیعت نوعیہ مختلف بالتشخصات ہوتے ہے
جیساکہ طبیعت جنسیہ مختلف بالفصول ہوتے ہے - پس جیساکہ اختلاف
مقتضے طبیعت جنسیہ کا باعتبار فصول کے جائز ہے ویسا ہے کیون نہین جائز
ہے - اختلاف مقتضے طبیعت نوعیہ کا باعتبار اختلاف تشخصات کے
اس منع پر شیخ جی کے چیلون نے بہت کچھ ہیں پیٹ سے لیکن
کسیکی کچھ نہ چلی - سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ لِلْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الْاِدْرَاكِ لَقَدْ
خَطًّا مَوْفُوْرًا وَاَعَدَّ لِلْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ مِنْهُمْ مِنَ الْفَضْلِ اَجْرًا
فَیَكُوْنُ النَّعِیْمُ الْمُقِیْمُ لَهُمْ جَزَاءً اَوْ یَكُوْنُ سَعْیُهُمْ مَشْكُوْرًا
وَمُلِئَتْ قُلُوْبُهُمْ بِاَنْوَارِ نَفَائِسِهٖ بَهْجَةً وَّسُرُوْرًا +

پاک ہے وہ اللہ کہ جسنے کردیا واسطے مسلمانونکے ادراک میں سے نصیب وافر اور تیار کیا واسطے علماء راسخین کے اون میں سے بسبب فضل کے ثوابات پس ہوگی نعیم مقیم واسطے انکے جزا اور ہوگی سعی انکی مشکور اور بہر گئی دل انکے ساتھ نورون لقا انکے کے خوشی اور سرور سے -

اور دیکھیے یونانیون کے ایک مسلم بات کو ان حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ٹھوکر سے کیسے ماردی ہے۔ وہ مسلم بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہر جسم کے واسطے تشکل طبعی ثابت کرتے ہین کہ ہر جسم متناہی ہے اور جو متناہی ہے وہ متشکل ہے۔ اور جو متشکل ہے اوسکے واسطے تشکل طبعی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جسم کے واسطے تشکل طبعی ہے۔ اسپر اونکے ٹھوکر یہ ہے کہ حکمانے تشکل جسم کو موقوف ٹھہرایا ہے تناہی ابعاد پر۔ اور جسم کے طبیعت کو من حیث ھی ھی دیکھیے تو نہ تناہی ابعاد کو مقتضی ہے اور نہ مستلزم ورنہ اثبات تناہی جسم اور ابطال لاتناہی پر اتنے جان کیون کہپاتے؟ اور جب جسم کے تناہی ابعاد باقتضائے طبیعت جسم نہ ہوئے تو اوسپر جو چیز موقوف ہوگی وہ بے طبعی نہ ہوسکیگے اونسے کہو اب اسکے جواب مین سر پھوڑتے رہو۔ حق تو یہ ہے کہ جیند خفاشیی عقول عالیہ کے ساتھہ طیران کرکے اوج کمال تک کیونکر برابر پہونچ سکتے ہین ۔ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۔

مثال دونون فریقون کے مثل اندھی اور انکھہ والی اور بہرے اور سننے والے کے ہے کیا یہ دونون برابر ہوجاتے ہین مثال مین کیا تم نہین سمجھتے۔ پارہ وما من دابہ (۱۲) سورۂ ھود۔

حواشی: متعین نہ طبعی کہ عکس الاحسن ہے جملہ تشکل جسم

ایک اثر اون حضرات کے فیض کا اور ملاحظہ کیجئے کہ جو لوگ جو ایمان کے
اڑ رہا ہین اگر کسی یونانی کے طرف پھر دیکھتے ہین تو وہ شی بدل جاتی ہے
چنانچہ ہمارے ایک نظر جان گداز جو سرسری طور سے یونانیون پر پڑگئی
ہے وہ یہ ہے۔ اونکے نزدیک ایک قاعدہ ٹھرا ہوا ہے کہ واجب
بالذات اوسکو کہا کرتے ہین جو اپنے وجوب وجود مین غیر کا محتاج
نہ ہو اور ممتنع بالذات اوسکو کہا کرتے ہین جسکا عدم ذاتی ہو
اور اپنے عدم مین محتاج کسی علت کا نہ ہو۔ اور ممکن بالذات اوسکو
کہا کرتے ہین جسکے دونون طرف (وجود و عدم) مین ضرورت ذاتی
نہ ہو بلکہ اپنے وجود و عدم مین غیر کا محتاج ہو۔ اگر غیر اوسکے وجود کو ترجیح
دے تو پایا جاوے اور عدم کو ترجیح دے تو نہ پایا جاوے تو ممکن
بالذات باعتبار ترجیح وجود کے واجب بالغیر کہلاتا ہے۔ اور
باعتبار ترجیح عدم کے ممتنع بالغیر کہلاتا ہے تو واجب بالغیر
اور ممتنع بالغیر دونون ممکن ذاتی کو کہا کرتے ہین۔ جب یہ بات
معلوم ہو چکی تو بنا بر اس قاعدے کے شریک الباری معاذ اللہ
ممتنع بالذات نہ ہو سکے گا۔ اسواسطے کہ اوسکا (شریک الباری کا)
امتناع ضروری ہوا ہے بہ ثبوت وحدانیت واجب تعالے و تقدس
کے اور یہی اوسکے امتناع کے علت ہے تو اوسکا امتناع ذاتی نہو

شریک الباری کا ممتنع بالذات ہونا یونانیون کے قاعدے سے

بلکہ معلول ہوا علت کا اور جسکا انتفاء معلول بعلت ہوتا ہے اوسکو
ممتنع بالغیر کہتے ہین اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہوتا ہے
تو شریک الباری معاذ اللہ ممکن ذاتی ٹھرا اسکا جواب ہم جانتے ہین
کہ اون (حکما) کی پرکھون سے بھی نہ آسکیگا تفتنوا فان
المسلک النظر الشائع والحق احق بالاتباع ـ
اور یہ ایک قاعدہ مسلمہ کو اون متفلسفین کے ہم ٹھکراتے ہین
شاید اونکے سارے قوم ہمارے لت کحیا سے اپنے کو نہ بچا سکیگی
وہ یہ ہے کہ اونہون نے اپنے لوگون مین ٹھرا رکھا ہے کہ عدم
عقل اول مستلزم ہے عدم واجب کو اور عدم واجب محال
بالذات ہے تو عدم عقل اول محال بالذات ہوگا۔ اسواسطے کہ اونکے
نزدیک ٹھر چکا ہے کہ جو چیز مستلزم ہوتے ہے محال بالذات کو
وہ بھی محال بالذات ہوا کرتے ہے۔ اور حالانکہ عقل اول اونکے
نزدیک بھی ممکن بالذات ہے۔ اسواسطے کہ اوسکے دونون طرف
ضروری نہین ہین اور یہان معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا وجود ضروری
اور عدم ممتنع بالذات ہو جیساکہ واجب کا ہے تو دعوی امکان

؁ شبھو اسلیے کہ واسطے راہ نظر کہ وسعت ہے اور حق مقدار زیادہ ہے واسطے اتباع کے

کا ساتھہ لزوم وجوب بالذات کے کب راست آتا ہے تو تم دقت کرو

یا اخفاء الفہام و تدبروا ۔۱

اور ایک ہمارے نظر جان سوز جو یونانیون پر پڑے ہے یہ ہے

کہ اونہون نے بضرورت بطلان خلا بعد نکالنے نصف ہوا کے شیشہ سے قارورہ

کے التزام کیا تخلخل نصف ہوا کے باقی کا تاکہ خروج نصف ہوا سے

خلا لازم نہ آوے اور فرق کیا درمیان تخلخل پنبہ اور اس تخلخل کے

اسلیے اسکا نام تخلخل حقیقی رکہا اور اوسکے تکاثف کا نام تکاثف حقیقی

اور تخلخل پنبہ کا نام تخلخل اضافی و مشہوری اور اوسکے تکاثف کا

نام تکاثف اضافی و مشہوری رکہا تو ہم اونسے پوچھتے ہین کہ یہ تخلخل

نصف ہوا کے باقی کا مثل تخلخل پنبہ منفوشہ ہے ؟ یا ویسا نہین ہے ؟

اگر ویسا ہے تو اوسمین جیسے ہوا کے اجزا فرج مین درآئے ہین جنہون

نے اونکو بہر لیا ہے ویسے ہے اسمین بہی دوسرے ہوا کے اجزا

درآئے ہونگے یہ خلاف مفروض ہے ۔ اور اگر اسمین کسے دوسرے

جسم کے اجزا نے فرج ہوا کو نہین بہر لیا اور یہ تخلخل بہی ویسا نہین ہے

جیسا پنبہ منفوشہ کا ہے تو تم قایل ہو گئے فرج ہوا مین خلا کے

---

۱ فکر کرو اے چوٹے مرون والے اور تدبیر کرو ۔

تصا مفہم عین الشرفخانہ الکم الحقیقی وانا ہیں کلمات الشیطانیہ

تو ایک اور ہمارے چیت یونانیون کی سرون پر جا بہت دستینہ ہین
تم بھی ذرا سیر دیکھو یونانیون کے نزدیک ایک قاعدہ مسلمہ ہے
کہ جسکا احد الطرفین (وجود یا عدم) ممکن بالذات ہو تو طرف آخر بھی اوسکا
ممکن بالذات ہوگا۔ جیسے وجود زید کا ممکن ہے تو طرف آخر اوسکا یعنی عدم
بھی ممکن ہوگا۔ اور اسیطرح جیسے عدم زید کا ممکن ہے تو اوسکا وجود بھی
ممکن ہوگا۔ اور جسکا احد الطرفین واجب بالذات ہوگا تو طرف آخر
ممتنع بالذات ہوگا۔ جیسے واجب تعالیٰ کہ وجود اوسکا واجب بالذات
ہے تو اوسکا طرف آخر یعنے عدم ممتنع بالذات ہوگا۔ اور جسکا
احد الطرفین ممتنع بالذات ہوگا تو طرف آخر اوسکا واجب بالذات ہوگا
جیسے شریک الباری کہ وجود اوسکا ممتنع بالذات ہے تو طرف آخر
اوسکا یعنے عدم واجب بالذات ہوگا اونکا یہ قاعدہ مسلمہ
ہمارے نزدیک مخدوش ہے اسواسطے کہ شی جو واجب اور ممکن
اور ممتنع ہوا کرتے ہے تو اونہین کے نزدیک باعتبار مفاہیم کے
نہین ہوتے بلکہ باعتبار مصادیق کے ہوتے ہے جسکو واجب

پس ہوگئی بہاگئی جگہ تمہاری عین شرکی جگہ پس تخلیل حقیقی تمہارا قسم خدا کی سنانات تسیلایہ ہے

کلمات الدجال ہی فی ما انطق سنا ظالم لا اللہ عن عما بہ واعفا علیہ

بالذات کہتے ہیں اوسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ اوسکا مصداق واجب بالذات ہے نہ مفہوم اور جسکو ممتنع بالذات کہتے ہین اوسکے یہ معنے ہوتے ہین کہ اوسکا مصداق ممتنع بالذات ہے نہ مفہوم اور جسکو ممکن بالذات کہتے ہین اوسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ اوسکا مصداق ممکن بالذات ہے نہ مفہوم۔ اور سب مفاہیم (خواہ واجب کے ہون خواہ ممتنع کے خواہ ممکن کے) ممکن بالذات ہوتے ہین۔ جب یہ مقدمہ ممہد ہوچکا تو ہمارا کے نہ واجب تعالے معاذ اللہ واجب بالذات رہتا ہے نہ شریک الباری ممتنع بالذات اور علے ہذا القیاس اجتماع نقیضین وغیرہ جو قوم کے نزدیک ممتنعات بالذات ٹھہرے ہوے ہین واجب اقدالی جو واجب بالذات نہین رہتا نعوذ باللہ اسواسطے کہ جبکہ وجود واجب تعالے کا واجب بالذات ہوگا تو ضرور ہے کہ نقیض اوسکے ممتنع بالذات ہوگے اسعنے رفع وجود واجب تعالے حالانکہ رفع وجود واجب تعالے شمایل پر بھی صادق ہے اور زید ممکن ہے تو رفع وجود واجب تعالے کا ممکن بھی ہوگا اور شریک الباری کا وجود ممتنع بالذات ہے جو اونکا بھی مسلمہ ہے تو ضرور ہے کہ رفع وجود شریک الباری خواہ مخواہ واجب بالذات ہوگا حالانکہ رفع وجود شریک الباری شمایل پر بھی صادق ہے اور جب یہ طرف ممکن ہوے

تو طرف آخر اسکے وجود شریک الباری کے ممکن ہے ہوگا۔ اور یہی تقریر
اجتماع نقیضین میں بھی جاری ہو سکے کہ وجود اجتماع نقیضین کا امتناع
اون مفہومون کے شریک مسلم ہے۔ اگر وجود اوسکا ممتنع بالذات
ہوگا تو ضرور ہے کہ مصداق اوسکے عدم کا اجتماع بالذات ہوگا حالانکہ
مصداق اوسکا فی نفسہ بھی ہے جسپر رفع وجود اجتماع نقیضین صادق ہے
تو جب رفع اوسکا ممکن نہیں ہوا تو وجود اوسکا ممکن نہیں ہوگا تو مطلقًا
امتناع اجتماع نقیضین ثابت نہ ہوا اور تقاعد مسلمہ قدیم مردودہ ہوا

اشعار

هٰذِي الْغَوَامِضُ لِابْنِ يَعْقُوبَ الْكَرِيمِ	فِي الْمُعْضَلَاتِ وَإِذَا دَعَوْنَ نُجُومُ
مِنْهَا مَعَالِمُ لِلْهِدَايَةِ وَالتُّقَى	وَالْآخَرَاتُ لِمِثْلِ ابْنَتِ رُجُومُ

ایک شوشہ گھونسہ اور لگاتے ہین سنبھلو۔ مناطقہ متحدثین نے علم
حصولی کی چار قسمین کے ہین۔ ایک علم بالکنہ دوسرا علم بکنہہ۔
تیسرا علم بالوجہ۔ چوتھا علم بوجہ۔ علم بالکنہ اوسکو کہتے ہین کہ ذاتیات
شے کے حاصل ہون ذہن مین اور ذات کیطرف التفات ہو جاسکے جیسے

علم بالوجہ اور بوجہ

مشکلات
ا۔ یہ باریکیان واسطے سید یوسف کے درمیان مشکلات کے جیسکہ اندھیرے مین ہوجاوین ستارہ ہین منجملہ اون
کے نشان ہین واسطے ہدایت اور تقوے کے اور دوسرے تجھسری کے واسطے رجم ہین۔

انسان ہو اور اوسکے حقیقت ذہن مین آوے اس معنے کر کہ صورت حیوان اور ناطق دونو نکی ذہن مین حاصل ہو نہ صرف انسان کے اور انسان کیطرف فقط التفات ہوجاوے ۔ اور علم بکنہہ اوسے کہتے ہین کہ ذات بغیر واسطہ ذاتیات کے ذہن مین حاصل ہو یا ذاتیات اسطور پر ذہن مین حاصل ہون کہ اونکو مراۃ ملاحظہ ذات کا نہ ڈالین اور علم بالوجہ اوسے کہتے ہین کہ عوارض ذہن مین حاصل ہون اور اونکے واسطے سے ذات کیطرف التفات ہوجاوے جیسے کاتب کہ ذہن مین حاصل ہو اور اوس سے التفات ہوجاوے طرف انسان کے اور علم بوجہ اوسے کہتے ہین کہ وجہ ذہن مین حاصل ہو بغیر اسبات کے کہ اوسکو مراۃ ملاحظہ ڈالین ذات کا ہمارے نزدیک یہ قسم یعنے علم بوجہ غلط ہے ۔ اسواسطے کہ وجہ کے تصور کے وقت یہ بہی ذہن مین ہوگا کہ یہ کسیکی وجہ ہے ؟ یا نہ ہوگا ؟ اگر ہوگا تو اوسکو تصور بالوجہ مین داخل کرینگے ۔ اور اگر نہ ہوگا تو نفس ضاحک کا تصور ہوا وہ تصور بکنہہ مین داخل ہے ۔ علم بوجہ علحدہ کوئی چیز نہ ہوا سبحان الذی یحق الحق ویثبتہ ¶ ویبطل الباطل وینفیہ ¶ الذی لیس غیرہ احد یحاذیہ

پاک ہی وہ اللہ کہ جو ثابت کرتا ہی حق کو اور باقی رکہتا ہی حق کو اور باطل کرتا ہی باطل کو اور فانی کرتا ہے باطل کو اور ایسا ہی وہ کہ نہین ہے سوا اوسکے کوئی کہ برابری کرے

حاصل بالمصدر کی تحقیق نفیس

وَلَا اَوَّلَ یُنْبِئَا نَبَّہٗ + وَلَا عَوْنَ یَنْصُرُہٗ + وَلَا کَوْنَ یَحْصُرُہٗ + سُبْحَانَہٗ فِیْ عِزَّتِہٖ + وَحَارَتِ الْخَلْقُ فِیْ جَلَالَتِہٖ + عَلَّمَنَا الْعُلُوْمَ الْحَقِیْقَۃَ وَکَشَفَ لَنَا الْبَیَانَ + وَصَیَّرَنَا فِی الْعُلُوْمِ الْعَقْلِیَّۃِ عَنْ حُکَمَاءِ یُوْنَانَ + وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی سَیِّدِ الْاَکْوَانِ خُلَاصَۃِ اٰلِ عَدْنَانَ + سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ + اور ثنائے مصدر کے چھے معنی مشہور ہین۔ ایک مصدر معلوم دوسرا مصدر مجہول۔ تیسرا حاصل بالمصدر معلوم۔ چوتھا حاصل بالمصدر مجہول پانچوان مصدر مبنی للفاعل۔ چھٹا مصدر مبنی للمفعول۔ ہمنے غور سے دیکھا تو حاصل بالمصدر مجہول کوئی شے علیحدہ نہین ہے سوا حاصل بالمصدر معلوم کے اسواسطے کہ حاصل بالمصدر جو ہوتا ہی اوسکو دونون طرف برابر نسبت ہوتی ہے مثلاً مار کہ مارنے والے اور مارے گئے کے بیچمین واقع ہوئی تو نفس مار ایک ہی شے ہی اور یہی حاصل بالمصدر ہے اسکو معروف و مجہول کیطرف منقسم کرنا غلط ہے۔

کو دوسرا اوسکا ہوجائے اور نہ کوئی مددگار ہے کہ مدد کرے اوسکی اور نہ کوئی مکان ہے کہ گھیرلے اوسکو پاک ہے وہ اپنی عزت مین اور حیران ہوگئی خلق اوسکی بزرگی مین سکھایا اوسنے ہمکو علوم حقیقیہ اور کھولا واسطے ہمارے بیان کو اور افضل کیا ہمکو علوم عقلیہ مین حکماے یونان سے اور نازل ہو صلوٰۃ وسلام تمام وکمال اوپر سید عالمین کے جو خلاصہ ہین آل عدنان کے وہ کون ہین ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سردار ہین تمامی انس وجان کے۔

شعر

ضَعُفت عُمرکَ فی تُحقّیل معرفۃٍ | تُمسّی وتُصبح بین القال و القیل
و تقرءُ العلم لاکن لایسّی تفہّمہ | بل انت فی جھلِ ھذ الفن کالفیل

اور کہان تک ان متفلسفین کی بے وقوفیون سے چشم پوشی کرین کچھہ نہ کچھہ کہنا ہی پڑتا ہے۔ دیکھئے فرد وشخص وحصہ مین کہین تو تقیید وقید کا دخول وخروج باعتبار ملحوظ کے لیا ہے اور کہین باعتبار لحاظ کے فرد مین تو تقید وقید ملحوظ مین داخل کہتے ہین اور شخص مین دونون کو خارج ملحوظ سے کہتے ہین اور حصّہ مین تقید کو داخل لحاظ مین کہتے ہین اور قید کو ملحوظ سے۔ نہین انہین عاقلون کی بدولت یہ لوگ لَھُم قُلُوبٌ لاَیَفْقَھُونَ بِھَا وَلَھُم اَعْیُنٌ لاَیُبْصِرُونَ بِھَا وَلَھُم آذَانٌ لاَیَسْمَعُونَ بِھَا اُولٰئِکَ کَالاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلّ کے مصداق ہوگئے ہین۔

انہین یونانیون مین سے ایک فرقہ ہے معطلہ وہ عالم کے قدم کے قایل ہین اور کہتے ہین کہ اسکا خالق وموجد کوئی نہین ہے۔ پھر اس دعوے پر دلیل یون لاتے ہین کہ اگر اسکا کوئی موجد ہو تو ضرور ہے کہ اوسکو وجود لاحق کرنیکی حاجت پڑیگی۔

اونکے دل ہین مگر فہم نہین اور اونکی آنکھین ہین پر دیکھتے نہین اور اونکے کان ہین مگر سنتے نہین وہ لوگ مثل چارپایون کے ہین بلکہ اون سے بھی گمراہ تر۔ پارہ قال الملأ الذی (۹) سورہ اعراف۔

وہ دو حال سے خالی نہین عالم کے حالت وجود مین یہ وجود لاحق ہوگا یا
حالت عدم مین بر تقدیر اوّل تحصیل حاصل لازم آے گی اور تقدیر ثانی پر اجتماع
نقیضین اور یہ دونون باطل ہین تو موجد کا ایجاد باطل ہے تو عالم کو موجد کے
حاجت نہ ہوئی۔ اونسے ہمارے حضرات نے یون کہا کہ یہ استحالہ با وجود تفرض
کرنے موجد کے حوادث یومیہ کے موجود ہونے پر بھی لازم آتا ہے اسواسطے کہ
ضرور ہے کہ وہ موجود بغیر لحوق وجود کے نہ ہونگے اور لحوق وجود بنا بر
تمہارے قاعدے کے دو حال سے خالی نہین یا حالت وجود مین ہوگا یا حالت
عدم مین اور حالت وجود مین تحصیل حاصل اور حالت عدم مین اجتماع النقیضین
لازم آئے گا۔ اسکا جواب لاؤ **فما هو جوابكم فهو جوابنا**۔
اور دیکھو جو کچھ حواس عشرۂ ظاہرہ و باطنہ مین حکما سے اقوال صادر ہوے
ہین ان حضرات رضی اللہ عنہم نے اونکو کیسا بلویا ہے ایک ایک کا قصہ مختصر
سنو۔ **ابصار** مین طبیعیین اسبات کی قایل ہین کہ وہ بانطباع شبح
مرئی ہوتا ہے ایک جزء مین رطوبت جلیدیہ سے جو مثل جد کے ہے اور یہ انطباع
مثل انطباع صورت مایحاذی ہے مراۃ مجلاہ مین بواسطہ ہوا ے شفّ کے
اور وہ جزء جلیدیہ کا زاویہ مخروط ہے جسکا قاعدہ سطح مرئی ہے۔
اس کو ان **حضرات** نے کئی طرح پر باطل کیا ہے۔ ایک یہ کہ چھوٹے جسم
مین بڑا جسم منطبع نہین ہوسکتا پس اگر ابصار بانطباع ہو تو لازم آے گا کہ

اوسیقدر مبصر ہو جتنا نقطہ مدار العین کا ہے اور لازم صریح البطلان ہے اسواسطے
کہ ہمکو نصف کرہ عالم مبصر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ابصار بانطباق شبح مرئی
فی الجلیدیہ ہو تو مرئی حقیقت مین یہ شبح ہوگی پس ممتنع ہوگا حکم عظم کا مبصرات
عظیم پر اسواسطے کہ شبح عظیم نہین اور جو عظیم ہے وہ مبصر نہین۔ تیسرے یہ کہ لازم
آئیگا کہ عند الابصار ہم درمیان صغیر و کبیر کے فرق نہ کرسکین اسواسطے کہ
صغیر و کبیر کے اشباح جو بصر مین مرتسم ہوتے ہین وہ متساویہ ہوتے ہین والازم
صریح البطلان۔
اور ریاضیین اسبات کی قایل ہین کہ ابصار بخروج جسم شعاعی من العین
ہوتا ہے ہیئت مخروط پر کہ سر اوسکا نزدیک مرکز بصر ہے اور قاعدہ اوسکا
نزدیک سطح مبصر کے۔ پھر اون مین سے بعض قایل ہین کہ وہ مخروط مصمت ہے
اور بعض قایل ہین کہ آنکھ سے اجسام دقاق نکلتے ہین کہ اطراف اون کے
مرکز بصر کے پاس مجتمع ہوتے ہین اور ممتد ہوتے ہین یہ اجسام دقاق متفرقہ
طرف مبصر کے پس جسقدر پر کہ اطراف اونکے منطبق ہونگے وہ مبصر ہوجائیگا
اور جسقدر کہ درمیان اطراف اون اجسام کے واقع ہوگا وہ مبصر نہ ہوگا اسواسطے
کہ جو اجزا نہایت صغیر ہوتے ہین اور جو مسامات کہ سطوح مبصرات مین نہایت
دقیق ہوتے ہین وہ بصر سے مخفی رہتے ہین۔
ان حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے ان کی ہی خبر لی ہے

اسطرح پر کہ اگر ابصار بخروج شعاع ہوتے ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو چاہیے کہ
ہبوب ریاح اور رکود ریاح سبب اختلاف رویۃ ہو جایا کرے اسواسطے کہ
ہبوب ریاح سے تمام شعاعی خارج من العین مشوش ہو جاتا ہے اور رکود ریاح
خلاف اوسکے جیسا کہ بہبوب اور رکود ریاح ہوائے حایل صورت مختلف ہو جاتی
ہے اور سمع میں اختلاف آجاتا ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے تو ابصار
بخروج شعاع باطل ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ شعاع عرض ہے یا جوہر اگر عرض ہے
تو انتقال اوسکا محال ہے اور اگر جوہر ہے اور جسم تو محال ہے کہ آسمانون کو
پہاڑی اور اوپر کے آسمانون کے کواکب تک پہونچ جائے تیسرے یہ کہ ہمارے
آنکھہ سے یا کسی کی آنکھہ سے ایک جسم نکلے اور منطبق ہو جائے نصف کرہ عالم پر
پھر جب آنکھہ بند کرلین تو پھر معدوم ہو جائے یا آنکھہ میں گھس آوے اور پھر کھولدین
تو پھر عود کرے اسکا قایل نہ ہوگا مگر مجنون بجنون مطبق۔ چوتھے یہ کہ حرکت اس
شعاع کی ارادی ہے یا طبعی یا قسری۔ ارادی نہونا تو ظاہر ہے کہ وہ شعاع
حیوان نہین ہے۔ اور طبعی بھی نہین ہوسکتی ورنہ جہت واحدہ کیطرف ہوگی
سارے جہان کیطرف نہ ہوسکیگی۔ اور یہ سارے جہان کیطرف حرکت کرتی
ہے اور جب طبعی نہین ہے تو قسری بھی نہ ہوسکیگی۔ اور جب تینون طرح
کے حرکت باطل ہوئی تو بخروج شعاع ابصار کا ہونا باطل +

اس سے اور بڑی حماقت یہ ہے کہ بعض قایل ہین اوس شعاع کی حرکت

ایک جہت پر طبعیہ اور دوسرے جہات پر قسریہ ہونے کی اگرچہ قاصر معلوم نہ ہو
آور دیکھیے اسس مسئلہ ابصار مین جو مذہب اشراقیہ کا تہا اوسکو بہی ان
حضرات نے مجروح کر دیا ہے ۔ مشراقیہ اسبات کے قایل ہین کہ جو چیز
منشف درمیان بصر اور مرئی کے واقع ہوتی ہے وہ تکیف ہوتی ہے بکیفیہ
اوس شعاع کے جو بصر مین ہوتی ہے اور وہی منشف تکیف بکیفیۂ شعاع بسبب
تکیف اوسکے آلہ ابصار ہوتا ہے ۔
اس مذہب کے مجروح کرنے کا طریق یہ ہے کہ اگر شعاع بصر سے ابصار ہوتا ہے
جیسا کہ یہ کہتے ہین تو لازم آتا ہے کہ جو شعاع بصر کہ عین بقہ مین ہے وہ نصف
کرہ عالم کے مستحیل کرنے پر اپنے کیفیت کیطرف قوی ہوجاے ۔ دوسرے آ
کہ اگر ابصار بہ تکیف منشف متوسط بکیفیہ شعاع بصر سے ہوتا ہے تو لازم آتا ہے کہ
عیون مبصرین اگر بہت ہون تو چاہیے کہ ابصار قوی ہوجاے کیونکہ وہ کیفیت
جس سے منشف متوسط تکیف ہوا ہے بسبب کثرت عیون کے شدید تر ہے
حالانکہ یہ خلاف واقع ہے ۔ اسیطرح اور بہت سے اعتراضات ان حضرات
رضوان اللہ تعالے علیہم کے جو ملاحدہ و قرامطہ و یہود و نصارے و مجوس
و صابئین اور ارباب مذاہب باطلہ اور غیر مقلدین کے کلمات خبیثات پر
وارد ہین کتب اسلامیہ مین موجود و مذکور تھے اون اعتراضات کو اونہون نے
اون کتب سے چرا کر اپنے ٹہرا کر اپنی کتب مین لکھدے ہین یہ چوری

ہر شخص کو معلوم نہین ہوتی اوسکو معلوم ہو سکتی ہے جسکے ان شخلین کے کتب پر نظر پڑی ہو۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من تشاء ۵

محرم دولت نہ بود ہر سرے بار مسیحا نہ کشد ہر خرے

سُبْحَانَ مَنْ یَرٰی فِی دُجَی اللَّیْلِ الذَّرَّ وَیَبْصُرُ مَا لِلْخَلْقِ لَا یُبْصِرُهُ وَالَّذِی اَوْدَعَ فِی الْعُیُوْنِ اِبْصَارَہٗ وَفِی الْعُقُوْلِ اَفْکَارَہٗ رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ یَرَی لِمَنْ یَّشَاءُ مَلَکُوْتَ السَّمٰوَاتِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ اَشْرَفُ الْمَوْجُوْدَاتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَافِعِ الْعُصَاةِ یَوْمَ الْهَلَاکِ وَالنَّجَاتِ ۔ تھوڑا سا حال سمع کا بھی سنئو۔ وہ کہتے ہین کہ قوت سامعہ ایک قوت ہے کہ مرتب ہے عصبہ مفروشہ مین سطح باطن صماخ پر جس سے ادراک ہوتا ہے صوت کا اسطرح پر کہ جو ہوا کہ درمیان قارع اور مقروع اور قالع اور مقلوع کے ہے وہ قرع یا قلع عنیف سے منضغط ہو جاتی ہے بہ عنف اور متموج ہوتی ہے پس تموج اوسکا منتہی ہو جاتا ہے طرف اوس ہوا کے جو صماخ مینا راکد تھی اور اوس ہوا کو متموج کر دیتے ہے اپنے شکل پر پس واقع ہوتی ہے اوس جلد پر جو مفروش ہے اوس عصبہ پر جو مفروش ہے مقعر صماخ

پاک ہے وہ کہ دیکھتا ہے اندھیرے مین رات کی چھوٹی چیونٹی کو اور دیکھتا ہے اوس چیز کو جو خلق دکھائی نہین دیتی وہ ایسا خالق ہے کہ جسنے رکھدیا ہے آنکھون مین اپنے اسرار کو اور عقلون مین اپنے افکار کو اونچا کرنیوالا ہے درجون کا دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے خلائق آسمانون کی رحمت کاملہ نازل ہو جیو اوپر سید السادات کے جو اشرف ہے تمامی مخلوقات کا وہ سردار ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جو شفاعت کرنیوالے عاصیون کے ہین قیامت مین۔

مین حسین ہوا متحقق ہے اور سمین ایک قوت ہے جس سے مدرک ہوتی ہے صوت
اور ہیئت صوت اسپر اور بھے بہت جھگڑا بیان کیا ہے اور اوسپر اپنے دانست
مین صحیح صحیح دلایل اور سگلے ہین۔ اسکے باطل کرنے مین ہے ہمارے حضرات
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ازانجملہ یہ ہے
کہ اگر سماع بوصول ہواے متموج تکیف بالصوت الے الصماخ اور تکیف ہواے
راکد فی الصماخ ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر صوت دو مرتبہ سنی جاے بوصول ہواے
للازم
متکیف بالصوت الی الصماخین و تکیف ہواے راکد فی الصماخین بالصوت وہ
باطل فالملزوم مثلہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ حَضَرَ عِنْدَ السَّمْعِ وَعَنِ
الْبَصَرِ قَدْ غَابَ لَقَدْ دَلَلْتُہُمْ عَلَی الصَّوَابِ وَمَا لَا یُرَادُ فَاعِنْدَہُمْ جَوَابُ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰے سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الشَّافِعِ الْمُشَفَّعِ یَوْمَ الْحِسَابِ۔

اور وہ جو قوت شامہ مین اقوال و مذاہب مختلفہ واقع ہوئے ہین اونکی بی
خبر جلپی کچھ لی ہے ظاہر ہے بعضے اون مین سے قایل ہین کہ اس قوت سے
ادراک روایح کا سبب یہ ہے کہ ذی رائحہ کے اجزا منفصل ہو کر اجزاے ہوائیہ

شکر ہے اوس اللہ کا جو بُرا سننے والا اور بُرا جاننے والا ہے ایسا اللہ کہ حاضر ہے
نزدیک سمع کے اور غائب ہے بصر سے ہر آئینہ تحقیق ہدایت کی مین نے اون کو
اوپر صواب کے اور نہین ہے واسطے ایراد ہمارے کے نزدیک اون کے جواب
اور رحمت بھیجے اللہ اوپر ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شفاعت کرنے والے
اور شفاعت قبول کیے گئے ہین دن حساب کے۔

کے ساتھ مخالط ہوکر قوت شامہ تک پہونچتی ہین پس یہی سبب ادراک روائح کا ہوا کرتا ہے۔ اور دلیل اونکی یہ ہے کہ اگر ذی رائحہ کے اجزا متحلل ہوکر اور اجزا سے ہوا یہ کے ساتھ مخالط ہوکر قوت شامہ تک نہ پہونچتی اور سبب ادراک رائحہ نہ ہوتی تو حرارت اور دلک اور تبخیر بوکی رائحہ اور شدت برد مخفی نہ ہوتا جواب اوسکا یون دیا گیا ہے کہ حرارت اور دلک اور تبخیر جو تند کی روائح ہوا کرتی ہے اوسکے سبب دو ہین ایک یہ کہ حرارت اور دلک وغیرہ ہوائے متوسط کو مستحیل کردیتے ہین طرف کیفیت ذی رائحہ کے اور برد اوسکے خلاف ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حرارت معین ہوتے ہے قوت شامہ کو ادراک پر بخلاف برد کے اور بعضے اونکے قایل ہین کہ ذو رائحہ قوت شامہ مین اپنا فعل کرتے ہے۔ یہ مذہب بہی اسطرح پر باطل ہے کہ مشک کو کبھی لیجاتے ہین مسافت بعیدہ پر اور کبھی جا دیتے ہین ساتھ اسکے اوسکے خوشبو ہوا مین ایک زمانہ دراز تک رہتے ہے پس کیونکر سمجھا جاوے کہ شمم بفعل مشک فی القوت شامہ ہے۔

ذائقہ

قوت ذائقہ مین بہی کسیقدر بے ربطیان تہین مگر قابل لحاظ نہ سمجھین گئین۔

لامسہ

قوت لامسہ مین بہی انہون نے بہت کچہ شور مچایا ہے اوسمین سے ایک قول بوعلی کا ہے شفا مین اوسکا حاصل یہ ہے کہ ان حواس خمسہ مین بعض ایسے ہین کہ اونکو اپنے فعل سے محسوسات مین لذت والم حاصل

حاصل نہین ہوتا اور بعضے ایسے ہین کہ توسط سے محسوسات کے اون کو
لذت و الم حاصل ہوتا ہے - پہلا بصر ہے کہ کتنے لون سے متلذذ اور
متالم نہین ہوتا بلکہ بواسطہ اوسکے نفس متلذذ اور متالم ہوتا ہے ایسا ہی حال
ہے اذن مین اور اگر کبھی صوت شدید سے اذن متالم ہوتا ہے تو اوسکا
تالم من حیث السمع نہین ہوتا بلکہ من حیث اللمس ہوتا ہے اور جو متالم
اور متلذذ ہوتے ہین وہ شم و ذوق ہین کہ جب کیفیت ملائمہ سے تکیف
ہوتے ہین تو اونکو لذت ہوتی ہے اور جب کیفیت منافرہ سے تکیف
ہوتے ہین تو الم ہوتا ہے اور لمس کا حال یہ ہے کہ کبھی متالم اور متلذذ ہوتی
ہے بکیفیت ملموسہ اور کبھی متالم و متلذذ ہوتے ہے بغیر واسطہ کیفیت
کے محسوس اول سے انتہی - اسپر ہمارے حضرات رضی اللہ عنہم کے
بہت سے اعتراض ہین - اول یہ کہ مدرک جزئیات محسوسہ کے اگر حواس
خمسہ ہین تو قول شیخ کا بصر و سمع مین کہ بصر و سمع متالم و متلذذ نہین ہوتی
بلکہ نفس متالم و متلذذ ہوتا ہے مستقیم نہین - دوسرا یہ کہ بداہتہ عقل
حاکم ہے کہ ہر ایک حاسہ کے واسطے ایک محسوس مخصوص ہے کہ دوسرے
کا ادراک کرنا اوسکو محال ہے پس یہ کہنا کہ مدرک صوت شدید اور
لون موذی کا وہ قوۃ لامسہ ہے جو کان اور آنکھہ مین حاصل ہے
کب صحیح ہوگا - تیسرا یہ کہ حد لذت اور الم کے جو اوس نے ٹھرائی ہے اوسکے

مناقض ہوگا کہ حد لذت ادراک ملایم ہے من حیث ہو ملایم اور
ملایم واسطے قوت باصرہ کے ادراک مبصرات ہی نہ التماس کے ۔ جو تھا یہ کہ
ادراک ان محسوسات کا حواس کے واسطے لذت والم ہے پہلے شق پر ادراک
بصر کا واسطے الوان حسنہ کے لذت ہوگا اور واسطے الوان موذیہ کے
الم ہوگا ۔ اور دوسرے شق پر لمس اور شم اور ذوق کی لذت والم نہ ہوگا یا
سارے حواس کے واسطے لذت والم نہین ہوتا بلکہ بعض حواس کے واسطے
ہوتا ہے اور بعض کے واسطے نہین ہوتا تو ترجیح بلا مرجح لازم آے گی اسواسطے
کہ ادراک نفس کا جو محسوسات جزیہ سے متعلق ہے جمیع حواس مین برابر ہے ۔
یہان تک حواس خمسہ ظاہرہ کا حال معلوم ہوا اب حواس خمسہ باطنہ کو
سنو اون مین ہی گفتگو کی ہے اور اونکے احوال کو زیر وزبر کیا ہے ۔

حس مشترک

ازانجملہ حس مشترک ہی جسپر بہت سے دلایل اونہون نے قایم کیے ہین ۔
ایک یہ ہے کہ اگر ہم مین ایسے کوئی قوت نہ ہو جو محسوسات حواس ظاہرہ
کے مدرک ہو تو ہم سے ایسا حکم ممکن نہ ہوگا ہذا الملون ہو ہذا الملون
او ہذا الملموس اسواسطے کہ حاکم کے سامنے محکوم علیہ اور محکوم بہ دونون
کا حاضر ہونا واجب ہی اور کوئے حواس ظاہرہ مین سے ایسا نہین ہے
کہ محکوم علیہ اور محکوم بہ دونون کا ادراک کرے اسواسطے کہ بصر ادراک کرتی
ہے ہذا الملون کو نہ ہذا الذوق کو اور نہ ہذا الملموس کو اور لمس ادراک

کرتے ہی ہذا الملموس کی نہ ہذا الملون اور ہذا المذوق کو اور لازم باطل ہے
بالضرورت اور ممکن نہین ہے کہ کہا جائے کہ حاکم اوپر ایک کے محسوسات
سے ساتھ دوسرے کے عقل ہے اسواسطے کہ عقل ادراک محسوسات نہین
کرتی پس حکم اوسپر نہین کرنے نہ ساتھ اون کے اور یہی بہایم جنکو عقل
نہین ہے اونسے یہ حکم صادر ہوتا ہے ورنہ کیا سبب ہی کہ لاٹھی دیکھکر الم
کو یاد کرکے بہاگتا ہے اور گہاس دیکہکر جانتا ہے کہ کہانے کی چیز ہے
اور اوسپر دوڑتا ہے۔ اسپر کئی طرحسے ہمارے حضرات رضی اللہ عنہم نے
اعتراض کیا۔
اولًا یہ کہ جیساکہ ہذا الملون پر ہذا الملموس کا ہم حکم کرسکتے ہین اسیطرح
ہوسکتا ہی کہ ہم حکم کرین ہذا الشخص پر ہوا انسان کا۔ پس اگر یہ
بات تمہارے صحیح ہوکہ حکم کے وقت حاکم کے سامنے محکوم علیہ اور محکوم بہ
دونون حاضر ہون تو واجب ہوگا کہ ہم مین ایک قوت جسمانیہ ادراک کلی
نہین کرتے۔
ثانیًا حاکم بین المحسوسات والمعقولات مطلقًا نفس ہی اور اسناد حکم کے
طرف قوت حاسہ کے جو حاسہ کہ فرض کیا جاتے مجازًا ہے پس ظنی بات
حکم مین ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حکم کے وقت محکوم علیہ اور محکوم بہ کا
حضور عند النفس ضرور ہے اور حضور اون دونون کا عند النفس کبھی

اسطرحپر ہوتا ہے کہ دونوں ادسمین مرتسم ہوتے ہین جیسا کہ نفس کے حکم
کے وقت اوپر معقول کے ساتھہ معقول دوسرے کے اور کبھی اسطرحپر ہوتا ہے
کہ ایک اون مین سے نفس مین حاضر ہوتا ہے اور دوسرا اوسکے آلہ مین کسی
آلات سے جیسا کہ نفس کے حکم کے وقت ساتھہ معقول کے اوپر محسوس کے یا
ساتھہ محسوس کے اوپر معقول کے پس صحت حکم ساتھہ محسوس بحاسہ کے اوپر
محسوس بحاسہ اخرے کے محوج نہین ہوتا طرف قول بوجود حس مشترک کہ جسمین
صور محسوسات بحواس ظاہرہ مجتمع ہون جیسا کہ صحت ساتھہ معقول کے اوپر محسوس کے
محوج نہین ہوتا طرف قول بوجود قوۃ کہ مدرکہ ہو کلی اور جزئی کے ساتھہ ہے
یہ تو حس مشترک کا حال ہوا اوسکا خزانہ جسکا نام خیال رکھا ہے وہ بھی ثابت نہین
ہو سکا۔ اونکے دلیل اثبات مدعا پر ایک یہ ہے کہ جسکو پہلے ہمنے دیکھا تھا
اوسے دوبارہ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہین بعد اوسکے کہ پہلے دیکھنے کے
بعد غایب ہوجاے اور پہر حاضر ہوا اس سے معلوم ہوا کہ ہم مین ایک قوۃ
حافظہ ہے کہ اگر وہ نہ ہوتی تو ہم جب کسیکو دیکھنے پہر وہ غائب ہوجاتا
پہر دوبارہ سامنے آتا تو ہم پہچان نہ سکتے کہ یہ شخص وہی ہے جسکو پہلے ہم نے
دیکھا تھا اور لازم باطل ہے ضرورتاً بعد اسکے استدلال کیے ہین اثبات
پر کہ یہ قوت حافظہ حس مشترک سے مغایر ہے کئی طرحپر۔ اول یہ کہ واسطے صور
محسوسات کے ہمارے نزدیک قبول اور حفظ ہے اور یہ دونون مغایر ہین

پس ضرور ہو کہ ان دونوں کے واسطے دو مبدا متغایر ہونا چاہئے قابل انکا
حس مشترک ہو اور حافظ انکا خیال ہو۔ دوسرے یہ کہ حس مشترک حاکم ہے
محسوسات پر اور خیال غیر حاکم ہے اور حاکم غیر ہے غیر حاکم کا۔ ہمارے حضرات
رضوان اللہ علیہم نے فرمایا کہ پہلا استدلال بنی ہے اسبات پر کہ واحد سے
نہیں صادر ہوتا مگر واحد تو قبول اور حفظ دونوں ایک قوۃ سے نہیں ہو سکتے
اسواسطے دو قوتیں نرالی ہیں ایک قابل ہوتے ہو وہ حس مشترک ہو اور
دوسرے حافظ ہوتے ہو وہ خیال ہے۔ حالانکہ جس قاعدے پر یہ استدلال
بنی ہے یعنے الواحد لا یصدر منہ الا الواحد ممنوع ہو
اور دوسرے وجہ یہ کہ حس مشترک حاکم ہے اور خیال غیر حاکم ہے باطل ہے
اسواسطے کہ جائز ہے کہ قوۃ واحد کبھی حاکمہ ہو اور کبھی غیر حاکمہ ہو۔ اور تیسرے
وجہ استدلال کے تغایر حس مشترک اور خیال پر یہ ہے کہ صور محسوسات کے
کہ جب منطبع ہوتے ہیں حس مشترک میں تو مشاہد ہوتے ہیں اور جب کہ خیال میں
ہوتے ہیں تو غیر مشاہد ہوتے ہیں۔ اسپر ہمارے حضرات نے کئی طرح سے نقض کیا ہو
ایک یہ کہ جائز ہے کہ صور منطبع ہوں حس مشترک میں اور قوۃ خیالیہ ہرگز نہ پائی
جاوے لیکن جب کہ نفس اون صور کی طرف التفات کرے اوسوقت مشاہد
ہوں اور جب کہ غافل ہو اون صورت سے تو غیر مشاہد ہوں کیونکہ مدرک کلی اور
جزئی دونوں کا نفس ہے۔ دوسرے یہ کہ اچھا ہم نے تسلیم کیا کہ مدرک جزئی

قوۃ جسمانیہ ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن کیوں نہیں جائز ہے کہ یہ اختلاف مبنی ہو
اسباب پر کہ صورت جب منطبع ہو حس مشترک میں اوس وقت مشاہد ہو
اور جب حس مشترک سے زایل ہو جائے پھر جب چاہے اوسکے تحصیل کو عقل فعال
سے اوسکا افاضہ ہو جائے جیسا کہ قوۃ عاقلہ میں ہوا کرتا ہے کہ صورۃ عقلیہ
جب کہ محو ہو جاتی ہے قوۃ عاقلہ سے کہ کسے خزانے میں مخزون ہو کر نہیں
رہتی بلکہ بالکل معدوم ہو جاتے ہے پھر جب ارادہ کرتے ہے اوسکے تحصیل کا
دوسرے بار تو عقل فعال سے اوسکا افاضہ ہو جایا کرتا ہے۔ مخالفین ان کے
اجوبہ میں بہت کچھ اپنا سر پھوڑا کرتے ہیں مگر کچھ بن نہیں پڑتی۔

اب وہم کا حال سنو وہ سواے حس مشترک کے ایک اور قوۃ کے قایل ہیں
اور اسطرح دلیل لاتے ہیں کہ سواے حس مشترک کے دماغ میں ایک قوۃ مدرکہ
وہمیہ ہے جو ادراک کرتے ہے معانی جزئیہ کا اسواسطے کہ معانی جزئیہ کا ادراک
کرنے والا نہ نفس ہے نہ کوے حاسہ ہو حواس ظاہرہ سے اور نہ حس مشترک
نہ خیال کیونکہ نفس مدرک کلیات ہو نہ جزئیات اور جو حواس ظاہرہ ادراک کرتے
ہیں صور خارجیہ خاصہ کا اور حس مشترک صور محسوسہ کا نہ معانی کا اور خیال حافظ
ہے صور کا نہ مدرک پس مدرک معانی جزئیہ کا کوئی اور ہی چیز ہوگا وہ نہیں
ہے مگر قوۃ وہمیہ۔ اسکو ہمارے حضرات رضی اللہ عنہم نے کئی طرح باطل
کیا ہے۔ ایک یہ کہ ہم نہیں تسلیم کرتے کہ مدرک معانی جزئیہ کا نفس نہیں ہے

اسواسطے کہ اپنی جگہ پر ٹہر چکا ہے کہ مدرک کلیات و جزئیات دونون کا نفس ہی
ہے اور جب دونون کا مدرک وہی ہوا تو اب دوسرے قوۃ معانی جزیہ کی ادراک
کے واسطے تراشنا اور اوسکا نام وہم رکہنا خالی از بے عقلی نہ ہوگا۔ دوسرے
یہ کہ جو نفس الشخص المحسوس کی عداوت کا مدرک ہی وہ جب ہی کہ وہ ہے نفس الشخص المحسوس
کا بہی مدرک ہوگا دوسرے قوۃ کے حاجت نہین۔ تیسرے یہ کہ جبکہ جائز ہوا
کہ قوۃ واحدہ یعنے حس مشترک آلہ ہے واسطے ادراک انواع محسوسات کے تو
کیون نہین جائز ہے کہ وہی آلہ ہو واسطے ادراک معانی جزئیہ موجودہ فیہا کے۔
اور قوۃ متخیلہ ہی اونہون نے گہڑ لی ہے اور کہتے ہین کہ متاع خمسہ باطنہ مین
ایک قوۃ متخیلہ ہے جسکو متصرفہ بہی کہتے ہین اور وہ قوۃ مودعہ ہے تجویف اوسط
مین دماغ سے نزدیک دودہ کے جو ہر حال مین متحرک رہا کرتا ہے اور شان سے
اوس قوۃ کے یہ ہے کہ صور و معانی کے درمیان ترکیب دیتے ہے اور
اسکے اون مین تفصیل کرنی ہے۔ اور اوسکے وجود پر دلیل یون لاتے ہین
کہ یہ تصرف قوے مدرکہ مین سے کسے قوۃ کے واسطے ثابت نہین تو ضرور ہے
کہ نفس کے واسطے سوائے اون قوتون کے ایک قوۃ اور ٹہرائی جائے اور
اوسکا نام قوۃ متخیلہ رکہا جاوے۔

اسکو ہے ہمارے حضرات رضی اللہ تعالے علیہم اجمعین نے اس طرح ٹہلایا ہے
کہ تصرف فی الشئی بدون علم کے ممکن نہین پس ثابت ہوگا اسکے واسطے

فعل واوراک اور فعل وادراک دو اثر ہین اور وہ مصدر ٹھرے اون دو
اثر کے تو قول اونکا الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد اس صورت
مین باطل ہوگا — قولہ افسوس ہے کہ جن کا اعتقاد یہ ہو کہ عقل کو مذہب
مین کچھ دخل نہین وہ مذہب کے روز دنیا مین سرسبز رہسکتا ہے انتہی
شعر قَدْ شَابَ رَأْسُكَ وَانْقَضٰى زَمَنُ الصِّبَا ✤ وَاَرَاكَ غَدًا
فِي الْبَطَالَةِ تَلْعَبُ ✤ قَالَ الشَّبَابُ لَعَلَّنَا فِي شَيْبِنَا ✤ نَدَعُ الذُّنُوْ
بَ فَمَا يَقُوْلُ الْاَشْيَبُ ✤ اگر یہ شخص بوڑھا ہے تو واے برحال اوکہ جلد
توبہ کا ارادہ نکرے اور اگر جوان ہے تو مرگ جوانی سے نہ ڈرے
— یہ اوس تقدیر پر ہے کہ مرد ہوشیار رہے مگر کسی صیاد ناخدا ترس عیار کے
دام مین گرفتار رہے — بے ربطی اقوال کے وجہ جہل نہین مرد قابل ہے
ایسا نہین کہ اوسکو عبارت مرتبط لکہنا سہل نہین — مجبور ہے اکتساب
چند دراہم نجسہ مین اعذار بارده کے سبب سے معذور ہے — اور اگر
یہ بے ربطیان جہل سے ہین تو اگرچہ وہ وقت قریب پہنچ چکا ہے کہ لوگ والفتح
کو والفنج یا والقبح یا والقیح یا والقتح یا والفنح یا والبیح یا والفیح یا والفتح
یا والفنخ یا والفنج یا والفیخ یا والفتخ یا والفیح یا والضخ یا والفیح —

تو سفید ہوگیا سر تیرا اور گذر گیا زمانہ لڑکپن کا ✤ اور دیکھتا ہون تجھکو مغرور بیچ بطالت
کے تو کھیلتا ہے ✤ کہا جوانون نے کہ شاید ہم اپنے بڑہاپے مین ✤ چھوڑ دینگی ذنوب کو پس کیا کہیگا بوڑہا

قول ماحصل معنی شعر

اور ایاک نستعین کو ایاک لستعین اور ایاک سبعین اور ایاک ستنیت پڑہین اور ایسے جاہل کو اپنا امام بنا وین لیکن الحمد للہ ابہی وہ زمانہ کیقدر دور ہے علماء دین سے جہان معمور ہے فتن یاجوجی وماجوجی کو توت دین متین سد سکندر ذی القرنین ہے اسی سبب سے امت محمدیہ علی نبیا الصلوات والسلام کو ابہی راحت وچین سے ہے عقلا کو معلوم ہو کہ یہہ شخص ان ہفوات وشطحیات سے لیاقت خطاب کی نہین رکہتا مگر کیا کرین اوسنے خوف ہے جو اس ایسے شخص کے اطاعت کی لیاقت رکہتے ہین وہ ہوکا کہا کر کہین اپنا جہو پڑا چہوڑ کر دوسرے سینجو ہین نہ گہس جائین۔ دیکہو یہہ جملہ کیسا بے معنی اور بے ربط ہے کہ جس مذہب مین عقل کو دخل نہین وہ مذہب کے روز دنیا مین سرسبز رہ سکتا ہے۔ اگرچہ اس مین بہت سے احتمالات نکلسکتے ہین مگر مخاطب جو کہ فہم صحیح اور عقل سلیم کا دشمن جانی ہے تو اپنا سر کہین کرنا کیا ضرور ہے فقط ایک احتمال پر اکتفا کرتے ہین وہ یہہ کہ جس مذہب کے باتین سمجہہ مین نہ آوین وہ مذہب کے دن سرسبز رہ سکتا ہے اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے نزدیک دین محمدی علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے سب باتین معلوم ومنکشف ہین ورنہ اس تیرہ سو برس تک یہہ دین سرسبز نہ رہتا اور حالانکہ سرسبز تو بیشک ہے مگر ہر بات معلوم ومنکشف نہین ہے اور عقول ناقصہ اوسکو

استفسار

ادراک نہین کرسکتے ورنہ بتاؤ کہ اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خاتم المرسلین اور امام النبیین کیا اور کسیکو نہین کیا اسمین
عقل کو کیا دخل ہے ؟ اور اونکے چار خلیفہ ٹہیرائے اسمین عقل کو کیا دخل
ہے ؟ اور اگر اسمین عقل کو کچہہ دخل ہی ہو تو اسمین کیا دخل ہے کہ پہلا خلیفہ
بنی تیم سے اور دوسرا بنی عدی سے اور تیسرا بنی امیہ
سے اور چوتہا بنی ہاشم سے ٹہرایا ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے
کہ تیس برس خلافت راشدہ کے ٹہرائے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل
ہے کہ قرآن کو سبعہ احرف مین اوتارا اور اربعۃ عشر احرف یا خمسۃ احرف
مین نہین اوتارا ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ وضو مین تو ہاتھ اور
پیر اور منہہ دہونا اور سر کا مسح فرض کیا اور تیمم مین جو اوسکا خلف ہے صرف
دو ضربہ ایک ہاتھ اور ایک منہ کے واسطے فرض کئے ؟ اور اسمین عقل
کو کیا دخل ہے کہ حدث اور نوم سے وضو جاتا ہے اور اس وضع خاص سے
پہر آجاتا ہے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ حیض کے اقل ایام
احناف کے پاس تین رات دن اور شوافع کے نزدیک ایک رات دن
اور اکثر ایام اونکے نزدیک دس دن اور انکے پاس پندرہ دن ہین ؟
اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ دس یا پندرہ دن کے بعد حیض نہین استحاضہ
ہے عورت نماز پہر نہ چہوڑے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ دن

رات مین اللہ تعالی نے سترہ رکعت فرض کئے ہین اٹھارہ انیس یا سولہ پندرہ کیون نہ کئین اور دو رکعت صبح کیواسطے اور چار چار ظہر و عصر و عشا کیواسطے اور تین مغرب کے لئے کیون مقرر کئین ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ ہر رکعت مین ایک رکوع اور دو سجدہ رکہے ہین ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ نماز مین قہقہہ مارنیسے وضو اور نماز دونو فاسد ہوتے ہین ہے اب تو باب زکوات کو کہ اوسمین بہی بہت ایسے باتین ہین جنمین عقل کو دخل نہین ۔ مثلا اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ جس حر عاقل بالغ مسلم کے پاس ساڑہے باون تولہ چاندی اوسکے حوایج ضروریہ سے زاید ہو وہ صاحب نصاب ہے اور اوسپر زکوۃ فرض ہے ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ چالیسوان حصہ دے ہے اور اونٹونکی زکوۃ مین عقل کو کیا دخل ہے کہ پچیس مین ایک بنت مخاض دے ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ پچیس سے کم ہون تو پانچ اونٹ کی زکوۃ ایک بکری ہے اور چھتیس مین ایک بنت لبون ہے اور چھیالیس مین ایک حقہ ہے اور اکسٹھ مین ایک جذعہ ہے ۔

٭ اور وہ ایسا بوتہ ہے جو ایک سال ہوکر دوسرے سال مین قدم رکہے ۔

+ اور وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو سال کا ہوکر تیسرے سال مین قدم رکہے ۔

+ یعنے وہ بوتہ جو چوتہے سال مین ہو ۔

⁜ جسکو پانچوان سال ہو ۔

اور چہتر سے نوت تک دو بنت لبون ہین اور اکانوے سے ایک سو بیس تک دو حقہ اور ایک سو بیس سے آگے ہر پانچ اونٹ کے پیچھے ایک بکری ہے ایک سو پینتالیس تک جب ایک سو پینتالیس ہوجائین تو دو حقہ اور ایک بنت مخاض ہے اور ایک سو پچاس مین تین حقہ ہین پہر ہر پانچ پر ایک بکری ہے اور ایک سو پچہتر مین تین حقہ اور ایک بنت مخاض ہے اور ایک سو چہیاسی مین تین حقہ اور ایک بنت لبون ہے اور ایک سو چہیانوے مین چار حقہ ہین دو سو تک پہر دو سو کے بعد وہی حساب کرے جو ڈیڑہ سو کے بعد کیا تہا یعنے پانچ پر ایک بکری اور پچیس پر بنت مخاض اور چہتیس پر بنت لبون اور چہیالیس سے پچاس تک ایک حقہ اسی پر گای اور بکری کی زکوۃ مین قیاس کرلو ۶

اور صوم مین عقل کو کیا دخل ہے کہ روزہ رکہنے کے واسطے ایک پورا مہینہ رمضان کا ہے اسطور پر کہ صبح صادق کے پہلے سے امساک ہو کہانے پینے جماع سے غروب آفتاب تک اور اگر ان افعال کو کوی قصداً کرے اور روزہ توڑے تو اوسپر قضا اور کفارہ دونون آوینگے اور اگر بہولے سے کرے تو نہ قضا ہے نہ کفارہ ۶ ان احکام مین عقل کو کیا دخل ہے اور علی ہذا القیاس باقی مسایل صیام ۶

اور باب الحج مین بہت سے باتین ہین جنہین سواے حکم حاکم علی الاطلاق

صوم

۱۸۰

سے کے عقل کو دخل نہین دیکھو اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ ساری عمر مین
حج ایک ہی مرتبہ فرض ہے خواہ دور و دراز کا رہنے والا ہو خواہ
خاص مکہ معظمہ کا ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ حج مین تین
چیزین فرض ہین ایک احرام دوسرا وقوف عرفات اور تیسرا طواف
الافاضہ ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ جو شخص نفل کے بدنہ
یعنے قربانی) کے گلے مین خواہ نذر کے بدنہ ہو خواہ شکار کے عوض کے
بدنہ یا اوسکے مانند مثل تمتع کے بدنہ کے کلادہ باندہی اور اوسکو
حج کے ارادہ سے اپنے ساتھ لیکر کعبہ کے طرف متوجہ ہو تو اوسکا احرام
بندھگیا ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ طواف مین سانتہ شوط
رکہے ہین اسطور پر کہ درمیان حجر اسود اور رکن یمانی کے کہڑا ہو کر
نیت طواف کی کر کے حجر اسود کیطرف روانہ ہو اور اپنے بائین طرفسے
گھومے داہنے سے نہ گھومے ہے اور علی ہذا القیاس باقی اعمال
حج ہماری عقل ناقص سے باہر ہین —

اور باب النکاح اور رضاع اور طلاق مین جو مسائل مذکور ہین انمین
بہی بہت ایسے مسائل ہین کہ اونمین عقل ناقص کو کچھہ دخل نہین پیر ابواب
الایمان والحدود والسرقہ والسیر واللقیط واللقطہ والابق
والمفقود والشرکہ والوقف والبیوع والکفالہ والحوالہ والقضا

والشہادہ والوکالہ والدعوی والاقرار والصلح والمضاربۃ والودیعۃ والعاریہ والہبہ والاجارہ والمکاتب والولاء والاکراہ والماذون والغصب والشفعۃ والقسمۃ والمزارعۃ والمساقاۃ والذبایح والاضحیہ والکراہیہ والحجر واحیاء الاموات والاشربہ والصید والرہن والجنایات والدیات والقسامہ والمعاقل والوصایہ والخنثیٰ والفرایض مین ہزارہا مسایل ہین کہ عقل ناقص کو کچھ اونمین دخل نہین تفصیل کا یہ موقع نہین کہ مطلب ہاتھ سے نکل جانیکا ڈر ہے اسلئے اشارہ اجمالی کردیا زیادہ طوالت نہین دی اس سے تمکو خوب معلوم ہوجائیگا کہ مذہب کے سرسبز رہنے کے واسطے کچھ ضرور نہین کہ ہر بات مین عقل کو دخل بھی ہو تو یہ تمہارا جملہ (وہ مذہب کے روز سرسبز رہ سکتا ہے جسمین عقل کو دخل نہو) غلط ہوگیا — اور اگر اس جملہ کی معنی کچھ اور رکھے ہین تو واضح کرکے لکھو کہ اوسکو کوئی سمجھے اور اگر قبول کے لایق ہو تو قبول کرے ورنہ بمقتضا — (کالای بد بریش خاوند) پھینک مارے —

اب چند باتین **اصول فقہ** کے لکھتے ہین کہ جنکو ہمارے تمہارے عقول ناقصہ اپنی دخل دہی سے نہین بگاڑ سکتے ازانجملہ مثلاً **ثلثہ قروء** جو قرآن شریف مین وارد ہے اگر اس سے تین حیض مراد

اصول فقہ

لین تو حیضۂ ثالثہ تک طلاق رجعی مین زوج کو رجوع کرنا پہنچتا ہے اور
حیضۂ ثالثہ تک زوج کو منع بہی پہنچتا ہے اوس مطلقہ کو خروج سے اور اوس
مدت تک زوج پر سکنیٰ و در انفاق واجب ہے اور جائز ہے خلع اور
طلاق اور نہین جائز ہے تزوج باختہا یا تزوج برابع سواہا اور حیضۂ ثالثہ
کے اندر اگر زوج مرگیا تو وہ مطلقہ وارث نہوگی — اور مثلاً زوج نے
طلاق دی اپنے مرض موت مین پہر اقرار کی اوس مطلقہ کے لیے دین
کا اور بعد مرگیا اور مطلقہ حیضۂ ثالثہ مین ہے تو اوسکو میراث اور دین
دونون ملینگے —

اور مثلاً جزاءً بما کسبا مین کلمۂ ما عامہ ہے متناول ہے جمیع ماوجد
من السارق کو پس بر تقدیر ایجاب ضمان کے جزا مجموع قطع و ضمان
ہوگا نہ فقط قطع دوسری خرابی ایجاب ضمان سے یہہ لازم آئیگی
کہ قطع متروک یا نطق ہوگا اور یہہ جائز نہین اور مثلاً قولہ تعالیٰ وَاُمَّہٰتُکُمُ
اللّٰاتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ بعمومہ مقتضی ہوتا ہے حرمت نکاح مرضعہ کو اور
خبر لَاتُحَرِّمُ الْمَصَّۃُ وَلَا الْمَصَّتَانِ وَلَا الْاِمْلَاجَۃُ وَلَا الْا
مْلَاجَتَانِ مقتضی ہوتی ہے ضد ما اوجب النص العام کو تو اس نص کے

تو بدلا اوس چیز کا جو کسب کیا اون دونون نے — اور وہ مائین تمہارے جنہون نے
تمکو دودہ پلایا ✱ نہین حرام کرتے ایک چوسنا اور نہ دو چوسین اور نہ ایک گھونٹ اور نہ دو گھونٹ

مقابلہ مین یہہ خبر متروک ہوجائیگی ـــ اور مثلاً عام مخصوص عنہ البعض
واجب العمل ہے باقی مین ساتھ احتمال کے پس جسوقت قایم ہوکوئی
دلیل تخصیص باقی پر تو جایز ہے تخصیص وسکی بہ خبر واحد و قیاس یہانتک
کہ تین باقی رہجائین اوسکے بعد پہر جایز نہین مگر اتنی بات ہے کہ اسطرح
کی تخصیص اوس عام مین ہوگی جو جمع ہے صیغۃً و معنیً مثل مسلمین و
مشرکین یا معنی فقط ہو مثل قوم و رھط کے لیکن معرفہ بلام جنس
اور نکرہ جو واقع ہو بعد نفی کے اور من و ما جایز ہے تخصیص اوسکی
یہانتک کہ ایک باقی رہے ـــ اور مثلاً قول اللہ تعالی کا والذین

یظاہرون من نسایہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ

من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر

فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتماسا

فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے
کہ مظاہر اگر جماع کرے خلال اطعام مین تو پہر استیناف اطعام کچہہ

اور جو لوگ کہ ظہار کرتے ہین بی بیونسے اپنے پہر پہر جاتے ہین طرف اوس چیز کے کہ کہا
تہا یعنی آزاد کرنا ہے ایک گردن کا پہلے اس سے کہ آپس دوسرے کو ہاتھ لگاوین یہہ نصیحت
ملتی جاتی ہو تم ساتھہ اوسکے اور اللہ ساتھ اوس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے پس جو کوئی
نہ پاوے پس روزے ہین دو مہینے کے پے درپے پہلے اوس سے کہ ہاتھ لگاوین پس جو کوئی
نہ سکے پس کہانا کہلانا ہے ساتھہ فقیر وکو پارہ (۲۸) قد سمع اللہ سورہ مجادلہ

ضرور نہین اسلئے کہ کتاب مطلق ہے حق اطعام مین یعنے تحریر رقبہ کو مقید کیا ہے من قبل ان یتماسا سے اور صیام شہرین متتابعین کو بھی علیٰ ہذا القیاس بخلاف اطعام کے کہ اوسکو مطلق چھوڑ دیا ہے اوسکے ساتھ یہہ نہین فرمایا کہ من قبل ان یتماسا تو شرط عدم مساس بالقیاس علی الصوم اوسپر زیادہ نکی جائیگی بلکہ یہ مطلق جاری ہوگا علی اطلاقہ اور مقید علی تقییدہ اسیطرح رقبہ کفارہ ظہار مین مطلقہ ہے بلا قید ایمان کے جیسا کہ فرماتا ہے فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا تو اوسکو مطلق رکھنا چاہئی بغیر قید ایمان کے اور کفارۂ قتل مین مقید کرنا چاہئی ساتھ ایمان کے جیسا کہ فرماتا ہے ومن قتل مومنا خطأ فتحریر رقبة مومنة اور مثلاً کسی نے اپنی زوجہ سے کہا انت علی مثل امی تو وہ شخص مظاہر نہوگا اسواسطے کہ لفظ مشترک ہے درمیان حرمت اور کرامت کے پس جہت حرمت کے راجح نہوگی مگر بہ نیت اسی پر بنا کرکے احناف کے نزدیک جزا صید مین نظیر واجب نہین ہوتی صورت اسکی یہہ ہے کہ کسی محرم نے صید کو حالت احرام مین قتل کیا تو قتل کے جگہ کے قریب قریب کے مقامات مین صید کی قیمت دریافت کرے پھر اوسکو اختیار ہے چاہے اوسکی قیمت پر ہدیہ کرکے صدقہ کرے اور چاہے کھانا مول لیکر تصدق کرے

+ اور جسنے قتل کیا مومن کو خطا سے پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مومنہ کا۔ پارہ والمحصنٰت سورۂ نسا

ہر مسکین پر نصف صاع گیہون کا یا ایک ایک صاع تمر یا شعیر کا اگر چاہے
روزہ رکھے بدل مین ہر نصف صاع گیہون کے ایک دن اور مہمانی
طعام کرے اپنی ذات کے واسطے کیونکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
+ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَہٗ
مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ
مِنْکُمْ ھَدْیًا بَالِغَ الْکَعْبَۃِ اَوْ کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسَاکِیْنَ اَوْ عَدْلُ
ذٰلِکَ صِیَامًا لِیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِہٖ — اور مثلا حقیقت اور
مجاز ایک لفظ سے ارادتاً دونو جمع نہین ہوتے اسی سبب سے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ لا تبیعوا الدرہم بالدرہمین
ولا الصاع بالصاعین جب صاع سے ما یدخل فی الصاع
مراد ہے تو اعتبار ارادہ نفس صاع کا ساقط ہے یہان تک کہ جائز
ہے بیع ایک صاع کی دو صاع سے — اور اسیطرح جبکہ ملامسہ
سے آیہ شریفہ او لامستم النساء مین جماع مراد ہے تو اعتبار ارادہ
مس بالید کا ساقط ہوا — اور مثلا حقیقت متعذرہ اور مہجورہ مین
مجاز اختیار کیا جائیگا باتفاق تمامی ائمہ اسلام متعذرہ کی مثال یہ ہے

+ ای لوگو جو ایمان لائے ہو مت مار ڈالو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو کوئی مار ڈالے اوسکو
تم مین سے جانکر پس بدلہ اوسکا جیسا کہ مارا ہے چارپایہ جانورون سے حکم کرین ساتھ اوسکے دو صاحب
عدالت تم مین سے قربانی پہنچنے والی کعبہ کے یا کفارہ کھانا مسکینونکا یا برابر اوسکے روزے تاکہ چکھے وبال کام اپنے کا
تو مت بیچو تم درہمونکو بدلے مین دو درہمونکے اور نہ ایک صاع بدلے مین دو صاعونکے —

کہ کسینے حلف کیا کہ لَا یَاکُلُ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اَوْ مِنْ هٰذِهِ الْقِدْرِ۔
تو پہیرا جاویگا طرف مجاز کے اور مراد لی جائیگی اوس سے ثمر شجر نہ خود
شجر یعنے درخت اور پہیرا جاویگا طرف مایحل فی القدر کے یہانتک کہ
اگر کوئی شخص خود درخت کو کسیطرح کہاوے یا خود ہانڈی کو توڑ
کہاوے تو حانث نہوگا۔ اور مہجورہ کی مثال یہہ ہے کہ جس کسی
شخص نے حلف کیا کہ فلان شخص کے گہر مین واللہ قدم نہ رکہونگا تو مراد
گہر مین جانا ہے نہ فقط پاون اوس گہر مین رکہنا۔
اور مثلاً اگر حقیقت مستعملہ ہوا ور ہو اوسکے واسطے مجاز متعارف
تو اوس جگہ حقیقت اولی ہے بلا خلاف اور اگر مجاز متعارف اوسکے واسطے
ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حقیقت اولی ہے اور صاحبین
کے پاس عمل بعموم المجاز اولی ہے جیسے کسی شخص نے حلف کی کہ لا
یاکل من هذه الحنطة تو یہہ حلف متصرف ہوگی عین حنطہ کیطرف
امام صاحب کے نزدیک یہانتک کہ اگر حالف خبز کہاوے جو حنطہ
سے ہوتی ہے تو حانث نہوگا اور صاحبین کے نزدیک متصرف
ہوگا طرف اوس چیز کے جسکو حنطہ متضمن ہے بطریق عموم مجاز پس
حانث ہو جائیگا حالف حنطہ اور خبز دونو کے کہانے سے۔
اور مثلاً استعارہ احکام شرع مین دو طرحپر ہوتا ہے ایک بوجہ

ایصال بین العلۃ والحکم - دوسرا بوجود اتصال بین السبب المحض والحکم
پہلا موجب ہوتا ہے صحت استعارہ کو دونون طرف سے - اور
دوسرا موجب ہوتا ہے صحت استعارہ کو ایک طرف سے و استعارہ
اصل کا ہے واسطے فرع کے بسبب احتیاج مسبب کے طرف سبب کے
اور سبب مستغنی ہوتا ہے مسبب سے پہلے کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص
نے کہا ان ملکت عبداً فھو حر پس وہ مالک ہوا نصف عبد کا پھر
مالک ہوا نصف دوسرے کا تو وہ غلام آزاد نہوگا جب تک کہ مجتمع نہوا وسکے
ملک مین کل عبد دفعۃ واحدۃ اور اگر کہا ان اشتریت عبداً فھو حر
پس مول لیا اوسنے نصف عبد کو پس بیع کر ڈالا اوسکو پھر مول لیا آونی
نصف دوسرے کو تو آزاد ہوجائیگا نصف ثانی - اور اگر ملک سے شرا
اور شرا سے ملک مراد لی ہے تو نیت اوسکی صحیح ہوگئی بطریق مجاز کے
اسواسطے کہ شرا علت ہے اور ملک حکم ہے پس صحیح ہوا استعارہ درمیان
علت اور معلول کے دونون طرف سے مگر اوس جگہ جہان تخفیف ہوتی ہو حالف
مین تو اوسکی تصدیق حق قضا مین نہوگی خاصۃً یعنے قاضی اوسکی تصدیق
نہ کریگا کیونکہ یہ تہمت کی جگہ ہے مگر استعارہ اگر دیکھئے تو صحیح ہے
اور دوسرے کی مثال یعنے اوسکی جہان استعارہ سبب محض کا ہو واسطے
حکم کے یہ ہے کہ کسی نے اپنی زوجہ سے کہا حررتک اور نیت کی اوسنے

سے طلاق کی تو صحیح ہوگی اسواسطے کہ تحریر تحقیقۃً موجب ہوتا ہے زوال
ملک کا بواسطہ زوال ملک رقبہ پس ہوگا سبب محض واسطے زوال ملک
متعہ کے پس جایز ہوگا استعارہ طلاق سے جو مزیل ہے ملک متعہ کا۔
اور مثلاً ظاہر نام ہے اوس کلام کا کہ ظاہر ہوا اوس سے مراد سامع کو
بنفس سماع غیر تامل سے ۔ اور نص وہ ہے کہ جاری کیا جاوے کلام
واسطے اوسکے مثال اوسکی قول اللہ تعالی وتقدس کا ہے ۔
واحل اللہ البیع وحرم الربوا پس آیہ جاری کیگئی واسطے بیان
تفرقہ کے درمیان بیع اور ربوا کے کفار کے دعوی کے رد مین جو تسویہ
کرتے تھے درمیان بیع اور ربوا کے اور کہتے تھے البیع مثل الربوا
اور آیہ سے جانی گئی حلت بیع کی اور حرمت ربوا کی بنفس سماع
آیہ شریفہ پس تفرقہ کے حساب مین نص ہے اور حلت بیع اور حرمت
ربوا مین ظاہر ہے اسطرح قول اللہ تعالی کا فانکحوا ما طاب لکم من
النساء مثنی وثلث ورباع یہہ کلام جاری کیا گیا ہے واسطے
بیان عدد کے اور اطلاق واجازت جانی گئی بنفس سماع پس ہوا
یہہ کلام ظاہر حق اطلاق مین اور نص بیان عدد مین ۔ اور مثلاً
ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم کے اضداد ہین خفی اور مشکل
اور مجمل اور متشابہ پس خفی وہ ہے جو خفی ہو مراد اوسکی کسی عارض

اور حلال کیا اللہ تعالی نے بیع کو اور حرام کیا ربوا کو ۔ پارہ سوم ربع سورۂ بقر
پس نکاح کرو جو خوش آوین تمکو عورتین دو دو اور تین تین اور چار چار

نہ من حیث صیغہ کے مثال اوسکی قرآن شریف مین ہے ؏ والسارق
والسارقة فاقطعوا ایدیھما پس یہہ ظاہر ہے حق سارق مین اور خفی
حق لوطی مین — اور مشکل وہ ہے جو زاید ہو خفا مین خفی سے نظیر اوسکی
احکام مین یہہ ہے کہ کسی نے حلف کیا لا یا قدم یعنے سالن نہ کہاونگا پس
یہہ ظاہر ہے خل مین اور دبس یعنے شیر خرما مین اور مشکل ہے لحم اور بیض
اور جبن مین یہانتک کہ طلب واقع ہوتی ہے معنے ائتدام مین پہر تامل کیا جاتا
کہ یہہ معنی ایا پاے جاتے ہین لحم اور بیض اور جبن مین یا نہین —
اور مجمل خفا مین فوق مشکل ہے اور احتمال رکہتا ہے چند وجہہ کا اور
ہو جاتا ہے ایسے حال مین کہ اوسکی مراد پر اطلاع نہو جب تک کہ متکلم
بیان نکرے نظیر اوسکی قول ہے اللہ تعالی کا وحرم الربوا ربوا کی
معنی زیادت ہے اور فضل — اور نفس فضل اور زیادت حرام نہین
ہے بالاجماع جو یہان مراد نہین بلکہ ربوا سے یہان وہ زیادت مراد ہے
جو خالی ہو عوض سے بیع مقدرات متجانسہ مین اور لفظ اوسپر دلالت
نہین کرتا پس مراد حاصل نہین ہوتی بہ تامل جب تک کہ متکلم کے طرف
سے اوسکا بیان نہو —
اور متشابہ خفا مین فوق ہے مجمل سے مثال اوسکی حروف مقطعہ مین اوائل

؏ چوتہا اور چوتہی پس سے حکام کا ٹو تم ہاتہ ادن دو نو نکے — پارہ لایحب اللہ سورۂ اعراف

سورہین اور حسکم مجمل اور متشابہ کا اعتقاد لانا ہے اللہ تعالی کی مراد پر یعنے اعتقاد اور ایمان لاوے ان دونون پر کہ جو کچھ اللہ تعالی نے ان دونون سے مراد لی ہے وہ حق ہے بغیر خوض کے ان دونون کے معنی کے استخراج مین —

پانچ جا ہے حقیقت لفظ کی متروک ہوتی ہے ایک ان مین سے دلالت عرف سے ہے اور یہہ دلالت عرف مانند ترک بہ حقیقۃ اللفظ اسواسطے ہے کہ ثبوت احکام بالالفاظ ہوتا ہے واسطہ دلالت لفظ کے معنی کے مراد پر اور جب معنی متعارف بین الناس ہوی تو وہ عرف دلیل ہوجاتا اسبات پر کہ یہی معنی مراد ہین ساتھ اس لفظ کے ظاہرًا پس مترتب ہوگا اوسپر حکم — مثال اوسکی یہہ ہے کہ کوی شخص حلف کرے کہ مین سر یعنی مول نہ لونگا تو اوس سے وہی سری مراد ہونگے جو متعارف بین الناس ہین یعنے بکری کے نہ عصفور وحمام کے یہانتک کہ وہ حالف عصفور وحمام کے سرے لے تو حانث نہوگا — یا مثلًا کوئی شخص قسم کہاے کہ مین انڈا نہ کہاونگا تو اوس سے وہی انڈا مراد ہوگا جو متعارف بین الناس ہے یعنے مرغیکا نہ عصفور اور حمام کا یہانتک کہ اگر حالف عصفور اور حمام کا انڈا کہالے تو حانث نہوگا — دوسرے اومین سے جہان نفس کلام دلالت کرتا ہو ترک حقیقت پر مثال اوسکی یہہ ہے کہ

کسی شخص نے کہا کہ کل مملوک لی فہو حر تو اس سے مکاتب اور جو غلام
کہ بعض اوسکا آزاد ہوا ہو خارج ہو نگے کیونکہ لفظ مملوک کا مطلقاً شامل ہوتا
ہے اوس مملوک کو جو مطلق ہے من کل الوجوہ اور مکاتب اوس میں نقص ہے
مملوک من کل الوجوہ نہیں ہے اور اسی عدم مملوکیت سے مکاتب میں من
کل الوجوہ مولی کا تصرف نہیں ہو سکتا مثلاً اگر مولی چاہے کہ مکاتب میں بیچنا
تصرف کرے تو نہیں ہو سکتا و علی ہذا القیاس — تیسری اون میں سے
جہان سیاق کلام دلالت کرے ترک حقیقت پر مثلاً افسر فوج اسلام حربی
سے کہے کہ تو قلعہ سے اوتر آ اور وہ اوتر آوے تو وہ مامون ہے
اور اگر یوں کہے کہ اوتر آ اگر تو مرد ہے اور وہ اوتر آوے تو مامون
نہوگا اسواسطے کہ قول اوسکا ان کنت رجلاً دلالت کرتا ہے اسبات پر
کہ قول اوسکا انزل نہیں ہے حقیقت پر — چوتھا اون میں سے
جہان حقیقت متروک ہوتی ہے یہ ہے کہ حال متکلم کا دلالت کرے
اسبات پر کہ حقیقت غیر مراد ہے مثال اوسکی قول اللہ تعالی کا فمن
شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی حکیم ہے
اور کفر قبیح اور حکیم حکم نہیں کرتا قبیح کے ساتھ پس ترک کئے جائنگی
دلالت لفظ کے اوپر امر کے بحکمت الامر — اور پانچوین اون میں سے

ترجمہ پس جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے کافر ہو جاوے —

جہان حقیقت متروک ہوتی ہے یہہ ہے کہ محل کلام دلالت کرے اسبات
پر کہ حقیقت متروک ہو جبکہ محل نہ قبول کرے یہہ کہ مضاف ہو طرف اوسکے
وہ حکم جو مستفاد ہے حقیقت لفظ سے ایک مثال اوسکی منعقد ہو جانا ہے
نکاح حرہ کا بہ لفظ بیع وہبہ وتملیک وصدقہ اور دوسری مثال یہہ ہے
کہ کوئی شخص اپنے غلام کے نسبت جو معروف النسب ہو غیر سے کہے کہ
کہ ہذا ابنی تو مجاز ہوگا عتق سے اسواسطے کہ محل وہ مشار الیہ ہے
نہین قبول کرتا ثبوت بنوۃ کو مولے سے اسواسطے کہ وہ معروف النسب ہے
غیر سے ایسیطرح جبکہ کہا کسی نے اپنے غلام کو جو مولی سے سن مین زایدہے
ہذا ابنی تو ہوگا مجاز عتق سے نزدیک حضرت امام الائمہ مقتدا ام الامم
خلیفۃ اللہ فی الارضین فی ممالک الفقہا امیر المومنین مقتفی علی آثار سید
المرسلین حامی السنۃ ماحی البدعۃ الامام الہمام ابو حنیفۃ الکوفی رضی اللہ عنہ
وارضاہ عنا کی خلافاً لصاحبیہ اسواسطے کہ اونکے نزدیک مجاز خلف ہوتا ہے
حقیقت سے حکم مین اور حضرت امام کے نزدیک مجاز خلف ہوتا ہے
حقیقت سے حق لفظ مین فتفکر ولا تعجل فانہ من الدقایق
اور مثلاً امر مطلق مین یعنے جو مجرد ہو قرینہ دالہ علی اللزوم وعدم اللزوم
سے علما کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ موجب اوسکا اباحت
ہے اسواسطے کہ وہ ادنی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ موجب

اوسکا اباحت ہے اسواسطے کہ وہ ادنی ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ موجب اوسکا ندب ہے اسواسطے کہ وہ طلب فعل کے واسطے ہوتا ہے لغتہً پس ضرور ہے ترجیح جہتہ فعل کے ترک پر۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ موجب اوسکا وقف ہے یہانتک کہ قایم ہو دلیل کسی ایک وجہ پر وجوہ سے اسواسطے کہ وہ بہت معانی مین مستعمل ہوتا ہے مثل اباحت اور ندب اور توبیخ اور تعجیز وغیر ذالک کے کہ اوسمین قرینہ کی بہت حاجت ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ بعضون نے کہا ہے چپ رہو بیچھے امام کے اور بعضون نے کہا ہے جب امام منبر پر جمعہ کے روز چڑہے ہے — یہہ امر مجرد ہے قرینہ سے لیکن مذہب صحیح یہہ ہے کہ موجب امر کا وجوب ہے مگر جب دلیل خلاف پر قایم ہو اسواسطے کہ ترک امر معصیت ہے جیسا کہ اتیان طاعت ہے چنانچہ کسیکا شعر ہے اَطَعْتِ الْآمِرِيكِ بِصَرْمِ حَبْلِي مُرِيهِمْ فِي اَحِبَّتِهِمْ بِذَاكِ + فَاِنْ هُمْ طَاوَعُوكِ فَطَاوِعِيهِمْ وَاِنْ عَاصَوْكِ فَاعْصِي مَنْ عَصَاكِ +

اور جبکہ پڑہا جاوے قران پس کان رکہو تم واسطے اوسکے اور چپ رہو تم تاکہ مرحوم ہوجاو تم —

+ اطاعت کی تو نے اپنے حکم کرنیوالونکی ساتھ کاٹنے رشتہ محبت میرکے + حکم دی تو اونکو درستونین اونکے ساتھ اوسی قطع رشتہ محبت کی + پس اگر وہ لوگ اطاعت کرین تیری پس اطاعت کر تو اونکی + پس اگر نافرمانی کرین وہ تیری + پس نافرمانی کر تو اوس کی جو نافرمانی کرے تیری —

اور جو عصیان کہ رجوع کرتا ہے طرف حق شرع کے وہ سبب عقاب ہوتا ہے
جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کل عاص فی النار اور عقاب
نہین ہوتا مگر بترک واجب اور ترک مباح اور ترک ندب سے عاصی نہین
ہوتا ہے اور مثلاً امر بالفعل موجب نہین ہوتا ہے تکرار کو چنانچہ کسی شخص
نے کہا کسی سے طلق امرأتی پس اوسکو طلاق دیا وکیل نے پہر اوسنے
اوس عورت سے نکاح کر لیا اب وکیل کو دوبارہ نہین پہنچتا ہے
کہ امر اول سے پہر اوسکو طلاق دیدے —
اور مثلاً امر ہوتا ہے واسطے طلب ادا اوس چیز کے جو واجب فی الذمہ ہے
ساتھ سبب سابق کے نہ واسطے اثبات اصل وجوب کے بمنزلہ قول
رجل کے کہ کہے کسی شخص سے اَدِّ ثَمَنَ الْمَبِيْعِ یا اَدِّ نَفَقَةَ الزَّوْجَةِ
تو یہہ امر واسطے طلب ادا ثمن کے ہے اپنے سبب سابق سے جو بیع تہا
یا واسطے طلب ادا نفقہ کے ہے جو واجب ہوا تہا بسبب نکاح کے
اور مثلاً مامور بہ کے دو نوع ہین — ایک مطلق بوقت — دوسرے
مقید بوقت — مطلق بوقت جیسے امر بالزکوۃ اسواسطے کہ وہ مقید
کسی وقت کا نہین اسطرح پر کہ اوسکے فوت سے ادا فوت ہوجاوے
اور حکم مطلق کا یہہ ہے کہ ادا واجب ہوتی ہے علی التراخی بشرط
اسبات کے کہ نہ فوت کرے اوسکو عمر مین مثال اوسکی یہہ ہے کہ

کوئی نذر کرے کہ وہ اعتکاف کریگا کسی مہینے مین تو اوسکو اختیار ہے
جس مہینے مین چاہے اعتکاف کرے — اور مقید بوقت کے دو نوع مین
ایک وہ کہ وقت ظرف ہو واسطے فعل کے یہانتک کہ نہ شرط کیا جاے
استیعاب کل وقت کا اوسمین مثل صلوٰۃ کے — دوسرے وہ کہ ہووے
وقت معیار واسطے مامور بہ کے یعنے مقدر ہو ساتھ اوسکے اسطرح پہ
کہ طویل ہو ساتھ طول اوسکے کے اور قصیر ہو ساتھ قصر اوسکے کے مثل صوم
کے کہ وہ متقدر بالوقت ہوتا ہے اور وہ وقت صبح صادق سے لیکر
غروب شمس تک ہے اور حکم اوسکا یہ ہے کہ شرع جبکہ معین کردے
اوسکے واسطے وقت تو نہ ثابت ہو غیر اوس مامور بہ کا اوسوقت مین
اور نہ جایز ہوا دا اوسکے غیر کی اوسوقت معین مین —
اور مثلاً امر دلالت کرتا ہے حسن مامور بہ پر جبکہ آمر حکیم ہو اسواسطے
کہ حکیم نہین امر کرتا ساتھ قبیح کے کیونکہ وہ سفہ ہے ضد حکمت اور اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَایَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ — اور مامور بہ حق
حسن مین دو نوع ہے — ایک حسن لنفسہ — دوسرا حسن لغیرہ —
حسن لنفسہ کی مثال ہے ایمان باللہ و برسولہ اور شکر منعم
اور صدق اور عدل اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور صوم اور جو اوسکے
سوا ہو عبادات خالصہ سے — اور حکم اس نوع کا یہ ہے کہ جبکہ

واجب ہوندہ پر ادا اوسکی تو وہ ساقط نہین ہوتا مگر بہ ادے - اور حسن لغیرہ
وہ ہے جو حسن ہو بواسطہ غیر کے مثل سعی الی الجمعہ کے واسطے
صلوۃ جمعہ کے اور وضو کے واسطے ادائے صلوۃ کے اسواسطے کہ
سعی حسن ہے بواسطہ ہونے اوسکے مفضی طرف ادا جمعہ کے اور وضو حسن ہے
بواسطہ ہونے اوسکے مفتاح صلوۃ - اور حکم اس نوع کا یہہ ہے کہ وہ
ساقط ہوتا ہے بسقوط اوس واسطہ کے یہانتک کہ سعی واجب نہین ہوتی اوس
شخص پر کہ اوس پر جمعہ واجب نہین ہے مثل عبد اور محبوس اور مقعد اور
لنگ کے اور نہین واجب ہے وضو جسپر نماز واجب نہین ہے مثل حایض
اور نفساء اور مقطوع الیدین والرجلین اور صبی اور مجنون
کے
اور مثلاً واجب بحکم الامر دو قسم پر ہے - ادا - اور قضاء -
ادا عبادت ہے تسلیم عین واجب سے طرف اوسکے مستحق کے -
پھر ادا دو نوع پر ہے - کامل اور قاصر کامل کی مثال ہے صلوۃ
جو ادا ہو اپنے وقت پر باجماعت - اور طواف متوضیا اور تسلیم مبیع
سلیما کما اقتضاہ العقد الی المشتری - اور قاصر کی مثال ہے اداء صلوۃ
بدون تعدیل ارکان - اور طواف محدثاً - اور رد مبیع حال
کونہ مشغولا بالدین والجنایۃ - اور رد المغصوب مباح الدم بالقتل -
اور مشغولا بالدین اور لجنایہ بسبب کان عند الغاصب - وادا رزیوف

مکان الحیا وجکہ وانن نہ جانتا ہوا وسکو —

اور مثلاً نہی کے دو نوع ہین — ایک نہی علی الافعال الحسیہ مثل زنا و شرب خمر و کذب و ظلم — دوسری نہی عن التصرفات الشرعیہ مثل نہی عن الصوم یوم النحر والصلوٰۃ فی الاوقات المکروھہ و بیع الدرھم بدرھمین — حکم نوع اول کا یہہ ہے کہ منہی عنہ عین ما ورد علیہ النہی ہے پس ہوتا ہے عین اوسکا قبیح اور ہو فی ہے نہی حقیقت شرعیہ نہ مجاز عن النہی — اور حکم نوع ثانی کا یہہ ہے کہ ہو منہی عنہ غیر ما اضیف الیہ النہی پس ہوگا وہ حسن بنفسہ اور قبیح لغیرہ —

اور مثلاً مراد بالنصوص کے معرفت کے چند طریق ہین — ایک اونمین سے یہہ ہے کہ لفظ جب حقیقت ہو واسطے ایک معنی کے اور مجاز ہو واسطے دوسرے کے تو حقیقت اولی ہے مثال اوسکی یہہ ہے کہ بنت مخلوقہ ماد زنا سے حرام ہے زانی پر نکاح اوسکا اسواسطے کہ وہ بنت ہے حقیقتاً پس داخل ہے تحت قول اللہ تعالی کے — وَبَنَاتُکُمْ دوسرا طریقہ مراد بالنصوص کے معرفت کا یہہ ہے کہ احد المحملین جبکہ موجب ہو تخصیص کو نص مین نہ دوسرا پس حمل اوپر اوس چیز کے کہ مستلزم ہو تخصیص کو اولی ہے مثال اوسکی قول اللہ تعالی کا اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ ہے پس ملامستہ اگر حمل کی جاسے جماع پر تو ہوگی نص معمول بہ جمیع صور وجود اوسکے مین

اور اگر عمل کی جاوے سب پر ایسے پر تو ہوگی ادھر مخصوص بوجہ ساتھ ایک صورت
مین اسواسطے کہ مسح ... رسم اور مسح مین فقط تطہیر وتنقیہ تطہیر ناقص سے ہے
قولیوں سے ہوئی سب مسح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ اور تیسرا
واقعہ مراد بالمسح ... کہ بعض جگہ پڑھا جاوے
وقتیکہ انکو نسخ یا روایت کی جاوے دو روایتیں تو ہوگا عمل ساتھ دونون کے
اور پر ایسی وجہ سے کہ ہر عمل باوجہین اولی مثال اوسکی قول اللہ تعالیٰ کا
وارجلکم الی الکعبین کہ پڑھا گیا ہے بالنصب عطفاً علی المغسول اور
بالخفض عطفاً علی الممسوح پس حمل کیا گیا قرأت خفض پر موزہ پہنے کی
حالت مین اور قرأت نصب کے ننگے پاون ہونیکی حالت مین بغیر موزہ
کے اور بہ اعتبار اس معنی کے کہا ہے بعضون نے کہ جواز مسح کا رجل
پر ثابت ہوتا ہے کتاب سے اسیطرح قول اللہ تعالیٰ کا حتی
یطھرن پڑھا گیا ہے بہ تشدید وتخفیف پس حمل کیا جاتا ہے بقرأت
تخفیف اوس جگہ جہان ایام اوسکے دس ہون اور بہ قراءت تشدید
جہان ایام دس سے کم ہون —

اور مثلاً حروف معانی سے ایک واو ہی جو آتا ہے واسطے جمع مطلق
کے نہ واسطے ترتیب ومقارنت کے مثلاً کسی نے اپنی زوجہ سے کہا
اِن کلمتِ زیداً وعمرواً فانتِ طالقٌ پس اوسنے بات کی

عمرو سے پھر زید سے تو مطلقہ ہوگئی اور کہا دخلت ھٰذہ الدار وھٰذہ الدار فانت طالق پس داخل ہوی دوسرے گھر مین پھر پہلے گھر مین تو وہ مطلقہ ہو جائیگی ۔ اور مثلاً فاء کہ واسطے تعقیب مع الوصل کے آتی ہے اور اسی واسطے آتی ہے جزاؤنمین کہ وہ شروط سے متعاقب ہوتے ہین مثلاً کہا کسی نے بعت منک ھٰذا العبد پس کہا دوسرے نے فھو حر تو یہ ہوگا قبول واسطے بیع کے اور ثابت ہو جائیگا عتق اوس سے پیچھے بیع کے بخلاف اوسکے کہ کہا وھو حر تو یہ رد ہوگا بیع کا اور مثلاً ثم کہ تراخی کے واسطے آتا ہے ۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مفید ہوتا ہے تراخی فی اللفظ کو اور صاحبین کے نزدیک تراخی فی الحکم کو ۔ اور بیان اختلاف کا یہان ہے کہ کہا کسینے اپنی غیر مدخول بہا سے ان دخلت الدار فانت طالق ثم طالق ثم طالق تو متعلق ہوگا طلقۂ اولی بالدخول اور واقع ہوگا طلقۂ ثانیہ فی الحال اور طلقۂ ثالثہ لغو ہو جائیگا ۔ اور صاحبین کے نزدیک متعلق ہونگے کل بالدخول پھر نزدیک دخول کے ظاہر ہوگی ترتیب پس نہ واقع ہوگی مگر ایک اور لغو ہو جائیگی دوسری تیسری واسطے اطلاق محلیت کے ۔ اور اگر کہا انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار پس نزدیک امام ابو حنیفہ کے واقع ہوگی پہلی فی الحال اور ثانیہ اور ثالثہ

لغو ہوجائینگے اور نزدیک صاحبین کے ایک واقع ہوگی نزدیک دخول کے
اور اگر مخاطبہ مدخول بہا ہو اور مقدم کرے شرط کو تو طلقہ اولی متعلق ہوگی
بالدخول اور دو باقیہ واقع ہونگے فی الحال نزدیک امام صاحب کے
اور اگر موخر کیا شرط کو تو دو واقع ہونگے فی الحال اور متعلق ہوگی تیسری
بالدخول عندہ اور نزدیک صاحبین کے متعلق ہونگی کل بالدخول دو
نون فصلوں میں —
اور مثلاً کلمہ بل کہ آتا ہے واسطے تدارک غلط کے باقامتہ الثانی مقام الاول
پس اگر کہا اپنی غیر مدخول بہا کو اَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَۃً لَا بَلْ اِثْنَتَیْنِ
تو واقع ہوگی ایک اسواسطے کہ قول اوسکا لا بل رجوع ہے اول با قامتہ
الثانی مقام الاول اور نہ صحیح ہوگا رجوع زوج کا طلاق اول سے
پس واقع ہوگی اول پس نہ باقی رہیگا محل نزدیک قول اوسکے
اثنتین اور اگر عورت مدخول بہا ہوگی تو واقع ہونگے تینوں —
اور مثلاً کلمہ لکن واسطے استدراک کے ہے بعد نفی کے اور ہوتا ہے
موجب اوسکا اثبات مابعد اوسکے کا اور نفی ماقبل اوسکے کی ثابت
ہے بدلیل نفی پس عطف ساتھ اس کلمہ کے پایا جاتا ہے اوسوقت
کہ کلام متسق ہو — اور اگر متسق نہوگا تو وہ جملہ مستانفہ ہوگا مثال اوسکی
یہہ ہے کہ کہا کسی نے لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْھَمٍ قَرْضٌ پس کہا

فلان سے ولکنہ غصبت تو لازم ہوگا مقر کو مال سواسطے کہ کلام تانے یعنی لکنہ غصبت منتوا در متصل غیر متناقض ہے پس ظاہر ہوا کہ نفی سبب مین تہی نہ نفس مال مین —

اور مثلا کلمہ او کہ آتا ہے واسطے تناول احد المذکورین کے لا علی التعیین اور اسیواسطے اگر کہا کسی نے ھذا حر او ھذا تو ہوگا بمنزلہ قول اوسکے کے احدھما حر یعنے ایک نکو ہوگی واسطے اوسکے ولایت بیان۔

اور یہی کلمہ مقام نفی مین موجب ہوتا ہے نفی ہر واحد مذکورین سے یعنے اگر کہا لا اکلم ھذا او ھذا تو حانث ہوجایگا جوقت کہ کلام کریگا ایک سے اون دونو مین — اور مقام اثبات مین شامل ہوگا ایک دونون کو ساتھ صفت تخییر کے جیسے قول اللہ تعالی کا فاطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ — اور کبھی آتا ہے بمعنی حتی کے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون بعضون نے کہا کہ اسکے معنی حتی یتوب علیھم ہے

تو بس کہانا کہلانا ہے دس مسکینون کا متوسط حال پر اوس سے کہ کہلاتے ہو تم اپنے اہل کو یا کپڑا پہنانا ہے یا آزادی گردن کی —

+ نہین ہے واسطے تیرے امر سے کوئی شئے یہانتک کہ توبہ قبول کرے اونکی یا عذاب دے اونکو سواسطے کہ وہ ظالم ہین —

اور مثلاً کلمہ حتیٰ کہ آتا ہے واسطے غایتہ کے مثل الی پس جبکہ ہو ما قبل اوسکا قابل واسطے امتداد کے اور مابعد اوسکا صلاحیت رکہے غایت ہونیکی واسطے اوسکے تو ہوگا کلمہ عاملہ بحقیقتہا مثال اوسکی قول عیسی ہی حُرٌّ اِن لم اضربک حتیٰ تَشفَعَ لِی فُلانٌ یا حتیٰ تصیح یا حتیٰ تشتکی بین یدی یا حتیٰ تدخل اللیل تو ہوگا کلمہ عاملہ بحقیقتہا واسطے غایۃ کے اسواسطے کہ ضرب بالتکرار احتمال رکہتا ہے امتداد کا اور شفاعت فلان اور مثل اوسکے صلاحیت رکہتی ہے کہ غایت ہو ضرب کی ۔

اور مثلاً کلمہ الیٰ آتا ہے واسطے انتہاء غایت کے پہر وہ بعضی صورتوں مین مفید ہوتا ہے معنی امتداد حکم کو اور بعضی صورتون مین معنی اسقاط کو پس اگر مفید ہوا امتداد حکم کو تو نہ داخل ہوگی غایت حکم مین اور اگر مفید ہوا اسقاط کو تو داخل ہوجائیگی اول کی نظیر یہ اشتریت ھذا المکان الی ذالک الحائط اس تقدیر پر حائط بیع مین داخل نہوگی ۔ اور دوسری کی نظیر یہ ہے کہ کسی نے حلف کی لا اکلم فلاناً الی شہر تو یہ داخل ہوگا حکم مین اور مفید ہوگا فائدہ اسقاط کو ۔

اور مثلاً کلمہ علیٰ کہ آتا ہے واسطے الزام کے اور دراصل اوسکی واسطے افادہ معنی تفوق اور تعلق کے ہوا کرتی ہے اور اسیواسطے اگر

ع یعنی جو چیز سوا اوسکے مجرد رکہے ہے وہ ساقط ہے ۔

کہا کسی نے لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْھَمٍ تو یہ قول محمول ہوگا دین پر بخلاف اوسکے کہ کہے عِنْدِیْ یَا مَعِیَ —

اور منجملہ کلمہ فی آتا ہے واسطے ظرف کے اور مستعمل ہوتا ہے زمان و مکان و فعل مین مستعمل فی الزمان اسطرح پر کہ کہے کوئی شخص اَنْتِ طَالِقٌ غَدًا امام ابو یوسف کہتے ہین کہ اسمین حذف و اظہار دونون برابر ہین یہانتک کہ اگر کہے انت طالق فی غد تو منزلہ انت طالق غدا کے ہے — واقع ہوگی طلاق فجر ہوتے ہی دونون صورتون مین — اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک فی کو حذف کرین تو صبح ہوتے ہی طلاق واقع ہوجائیگی اور ظاہر کرین تو ہوگی مراد وقوع طلاق فی جزء من لغد علی سبیل الابہام پس اگر ہوتا وجود نیت کا تو واقع ہوگی طلاق اول جزء مین اور اگر نیت کرے آخر نہار کے تو صحیح ہوگی نیت اوسکی — اور مستعمل فی المکان اسطرح پر کہ کہے کوئی شخص اَنْتِ طَالِقٌ فِی الدَّارِ اَوْ فِیْ مَکَّۃَ تو ہوگی یہہ طلاق علی الاطلاق جمیع امکنہ مین اور باعتبار معنی ظرفیت کے جبکہ حلف کرے کوئی شخص کسی فعل پر اور مضاف کرے اوسکو طرف کسی زمان یا مکان کے پس دو حال سے خالی نہین یا فعل لازم ہوگا یا متعدی — اگر لازم ہوگا تو مشروط ہوگا ہونا فعل کا اوسی زمان و مکان مین — اور اگر متعدی ہوگا طرف محل کے تو مشروط ہوگا ہونا محل کا اوسی زمان و مکان مین

اور مثلاً کلمہ با آتا ہے واسطے الصاق کے وضع لغتہ مین اسیواسطے آتا ہے
اثمان پر تحقیق اوسکی یہہ ہے کہ مبیع اصل ہے بیع مین اور ثمن شرط ہے اسیواسطے
ہلاک بیع کا موجب ہوتا ہے ارتفاع بیع کو نہ ہلاک ثمن جب یہہ ثابت ہو چکا
تو ہم کہینگے کہ اصل یہہ ہے کہ ہووے تبع ملصق ساتھ اصل کے مگر یہہ
کہ ہووے اصل ملصق بالتبع پس جسوقت داخل ہو حرف باء کا بدل مین
فی باب البیع تو دلالت کریگا یہہ یعنے داخل ہونا اوسکا فی البدل اسبات پر
کہ وہ تبع ملصق بالاصل ہے اور یہہ بدل نہوگا مبیع تو ہوگا ثمن —
اور مثلاً بیان سات طرح پر ہے — بیان تقریر — بیان تفسیر
بیان تغییر — بیان ضرورت — بیان حال — بیان
عطف — بیان تبدیل — بیان تقریر جیسے کہا کسی نے لِفُلَانٍ
عَلَیَّ قَفِیْزُ حِنْطَۃٍ بِقَفِیْزِ الْبَلَدِ یہہ بیان تقریر ہے اسواسطے کہ مطلق
مجہول تہا نقد بلد پر ساتھ احتمال ارادۂ غیر کے پہر جب اوسکو بیان کر دیا
تو اوسکی تقریر کی یعنے ثابت کیا اوسکو — اور بیان تفسیر وہ ہے
کہ جب لفظ غیر مکشوف المراد ہوا وسکو متکلم اپنے بیان سے کشف کرے
مثال اوسکی جبکہ کہا کسی نے لِفُلَانٍ عَلَیَّ شَیْءٌ لعداوسکے تفسیر کے
شئی کے ساتھ درہم وغیرہ کے یا کہا عشرۃ و نیفٌ پہر تفسیر کرے نیف
کو یعنے ثمن —

یا کہا ورا ہے علم ور تفسیر کی اوسکی عشرہ سے مثلا — اور حکم ان دونو

نوع کا بیان سے یہہ ہے کہ صحیح ہوچکا ہے موصول ہوچکا ہے مفصول —

اور بیان تغییر وہ ہے کہ متغیر ہو کلام متکلم کا اوسکے بیان سے اپنے کلام

کے معنی کو — اور بیان ضرورت کی مثال ہے قول اللہ تعالی کا وَوَرِثَہُ

اَبَوَاہُ فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ جو موجب ہوتا تہا شرکت کو درمیان ابوین کے

پہر اللہ تعالی نے تنصیب ام کو بیان کردیا پس ہوگیا وہی بیان واسطے نصیب

اب کے — اور بیان حال کی مثال یہہ ہے کہ دیکہا صاحب الشرع

نے کسی کام کو معاینۃ پس نہی نکی اوس سے تو ہوگا سکوت اوسکا بمنزلہ

بیان کے کہ وہ مشروع ہے — اور بیان عطف وہ ہے کہ ایک جملہ

مجملہ پر معطوف کرو کسی مکیل یا موزون کو تو ہوگا وہ عطف بیان واسطے جملہ

مجملہ کے مثلا کوی کہے لفلان علی مائۃ ودرہم یا مائۃ وقفیز

تو ہوگا یہہ عطف بمنزلہ بیان کے کہ کل اس جنس سے ہے یعنے درہم یا حنطہ

سے — اور بیان تبدیل نسخ ہے سواے صاحب الشرع کے کسی سے

جایز نہین — یہود لعنہم اللہ کہتے ہین کہ نسخ احکام صاحب الشرع سے جایز

نہین اسواسطے کہ یہہ ہوو یہے طرف بداو غلط کے اور صاحب الشرع

اوس سے منزہ ہے — ہمارا جواب یہہ ہے کہ نسخ بیان ہے واسطے

مدت انتہاء حکم موقت کے جو عند اللہ معلوم تہا یہہ حکم ایک مدت تک حسن تہا بعد اوسکے

فتیسح ہوا —

یہانتک اقسام کتاب کا ذکر مجملاً ہوچکا اسمین کوی بات ایسی نہین ہے
کہ عقل سلیم جو آلودۂ شرک و بے ایمانی نہو طوعاً قبول نکرے —
اب سنت کا حال بہی تہوڑا سا دریافت کرلو وہ ایسا ہی ہے کہ
جسمین حماریۃ کا شایبہ نہوگا اور ناطقیت سے فی الجملہ بہرہ رکہتا ہوگا
تو ضرور ہے کہ اسمین کچہہ چون وچرا نکریگا وہ یہہ ہے کہ خبر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی بمنزلہ کتاب کے ہے لزوم علم وعمل مین یعنے جیسا علم
ساتھ کتاب کے لازم ہے ویسا ہی ساتھ اوسکے بہی لازم ہے
کیونکہ من اطاع فقد اطاع اللہ اور جو کچہہ خاص وعام ومشترک
وماول وغیرہا اقسام کتاب کا بیان ہوچکا وہ سب اقسام سنت مین بہی
موجود ہین اتنی بات البتہ اسمین زاید ہے کہ کتاب سب کی سب متواتر
ہے اور سنت مین اقسام ہین کوی متواتر ہے کوی مشہور ہے کوی
احاد ہے اسلئے اسکا تہوڑا سا حال اسمین بڑہایا گیا کہ خبر تین قسم
کی ہوتی ہے ایک قسم وہ ہے کہ صحیح وثابت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہوی ہو بلاشبہ وہ متواتر ہے اور دوسری قسم وہ
ہے کہ جسمین شبہہ ہو صورتاً نہ معنیً وہ مشہور ہے اور تیسری قسم وہ
ہے کہ اوسمین احتمال اور شبہہ دونون ہون وہ احاد ہے —

پس متواتر وہ ہے کہ جسکو نقل کرے ایک جماعت جماعت سے کہ نہ متصور ہو توافق اوسکا کذب پر بسبب اوسکی کثرت کے مثال اوسکی نقل قرآن و اعداد رکعات و مقدار زکوۃ ہے اور مشہور وہ ہے کہ ہو اول و اوسکا مثل احاد کے پہر دوسرے عصر مین مشتہر ہوا ور امت نے اوسکو قبول کرلیا ہو پس ہو جاتا ہے وہ مثل متواتر کے مثال اوسکی حدیث مسح علی الخفین اور رجم ہے باب زنا مین اور متواتر موجب ہوتی ہے علم قطعی کا تو ہوگا رد اوسکا کفر اور مشہور موجب ہوتی ہے علم طمانیت کو تو ہوگا رد اوسکا بدعت اور لازم العمل ہونے مین ان دونوںکے علما کا اتفاق ہے —

اب رہی احاد پس جاننا چاہئیے کہ خبر واحد وہ ہے کہ جسکو نقل کرے واحد واحد سے یا واحد جماعت سے یا جماعتہ واحد سے اور راویمین گنتی عدد کی نہین کہ کتنے ہون صرف اسقدر ہون کہ حد مشہور و متواتر کو نہ پہنچگئے ہون — اور یہہ خبر واحد احکام شرعیہ مین واجب العمل ہوتی ہے بشرط اسلام و عدالت و ضبط و عقل راوے اور انہین شروط کے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم تک متصل ہوگئی ہو — پہر راوی اصل مین دو قسم کے ہین — ایک قسم وہ ہین جو معروف ہین بعلم و اجتہاد مثل خلفاء اربعہ ساداتنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق

وعثمان ذی النورین وعلی المرتضی وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس و
عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت ومعاذ بن جبل وامثالہم رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین کے پس جبکہ صحیح ہو نزدیک تیرے روایت اونکی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہوگا عمل ساتھ روایت اون کے اولی عمل بالقیاس
اسیواسطے امام محمد رحمۃ اللہ نے مسئلہ قہقہہ مین حدیث اوس اعرابی کی جسکی
آنکہ مین کچھہ خلل تھا روایت کی اور قیاس کو ترک کیا اور حدیث قی پر عمل کیا
اور قیاس کو ترک کیا اور حدیث سہو بعد از سلام پر جو مروی ہے عبد اللہ
بن مسعود سے) عمل کیا اور قیاس کو ترک کیا ہے — اور دوسری قسم
راویونکی وہ ہے کہ معروف ہے حفظ و عدالت مین نہ باجتہاد و فتوی مثل
ابوہریرہ و انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے پس جبکہ صحیح ہو نزدیک تیرے
روایت ایسے لوگونکی پس اگر موافق ہو خبر قیاس کے ساتھہ تو لازم العمل
ہو بیمین اوسکے شبہہ نہین اور اگر مخالف ہو خبر قیاس کی تو عمل قیاس پر
اولی ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے الوضوء مما مستہ النار کی روایت
کی پس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ ا رایت لو توضأت
بماء سخن اکنت متوضیا منہ تو عبد اللہ بن عباس نے رد کیا اس
روایت کو قیاس سے اگر اونکے پاس کوی خبر ہوتی تو اوسکو ضرور لاتے
اور اسیواسطے ہمارے حضرات نے مسئلہ مصراۃ مین روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

تو ترک کیا ہے بہ قیاس — اور بہ اعتبار اختلاف احوال رواۃ کے ہمارے حضرات نے عمل بخبر واحد کے دو شرطین ٹھہرائے ہین — ایک یہہ کہ وہ حدیث مخالف کتاب وسنت مشہورہ نہو دوسری یہہ کہ مخالف ظاہر کی نہو — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ستکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافق فاقبلوہ وما خالف فردوہ تحقیق اسکے موافق اوسکی کہ روایت کئے گئی ہے جناب مرتضوی سے یہہ ہے کہ راوی کے تین قسم ہین — ایک مومن مخلص کہ جسنے صحبت اوٹھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپکے کلام شریف کی معنی سمجھا — دوسرا اعرابی کہ آیا کسی قبیلہ سے پس سنا آپسے جوکچھہ سنا اور نہین سمجھا حقیقت کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہر پہر گیا اپنے قبیلہ کیطرف پس روایت کی اوسنے بغیر لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو متغیر ہو گئی ساتھہ اوسکے معنی اور وہ سمجھتا ہے کہ معنی متفاوت نہین ہوے — تیسرا منافق کہ اوسکے نفاق پر اطلاع نہوی پس روایت کی اوسنے جو ٹی ور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اور اوس سے لوگون نے سنا اور سمجھے کہ یہہ شخص مومن مخلص ہے اور اوس سے اوس حدیث کو قریب ہے کہ بہت ہونگے واسطے تمہارے احادیث بعد میرے پس جبکہ روایت کیجاوے واسطے تمہارے مجہسے کوئی حدیث پس عرض کرو اوپر کتاب اللہ کے پس جو موافق ہو پس قبول کرو اوسکو اور جو مخالف ہو پس رد کرو اوسکو —

کی روایت کی اور وہ حدیث بین الناس مشتہر ہو گئی — اسی جہت سے
واجب ہے کہ خبر کو عرض کرے کتاب اور سنت مشہورہ پر —
بعد مختصر حال سنت کا مذکور ہوا اب تہوڑا سا حال اجماع امت کا معلوم کرو
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجماع امت فروع دین مین
حجت موجبہ للعمل ہے شرعًا اس امت کی کرامت کی جہت سے پہر اجماع
کے چار قسم ہین — ایک اجماع صحابہ کا کسی حکم پر کسی حادثہ مین صریحًا
مثل اجماع صحابہ کے خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اسواسطے کہ یہہ
ایسا اجماع ہے کہ اسمین کسیکا خلاف نہین ہوا ایسے پایہ جانے نص کے
ہر وجہہ سے دوسرا بہی اجماع صحابہ ہے مگر وہ بنص بعض وسکوت باقین ہے
عن الرد — تیسرا اجماع صحابہ کے طبقہ کے بعد کا — چوتہا اجماع علما احد
اقوال السلف — پہلا اجماع بمنزلہ آیہ کتاب اللہ کے ہے اور دوسرا بہی
ایسا ہی ہے اور تیسرا بمنزلہ خبر مشہور کے ہے اور چوتہا بمنزلہ ایک خبر صحیح
کے ہے احاد سے اور معتبر اسباب مین اجماع اہل الرائے والاجتہاد ہے
قول عوام کا اور متکلم کا اور اوس محدث کا جسکو اصول فقہہ سے بہرہ نہو معتبر
نہین پہر اجماع کے دو قسم ہین مرکب اور غیر مرکب الی اخر ہذا الباب —
اب رہا قیاس اوسکے بہی دو چار جملے سنلو وہ یہہ کہ قیاس ایک حجت ہے
حجج شرع سے کہ عمل ساتہہ اوسکے واجب ہے جبکہ کسی حادثہ مین کتاب

وسنت و اجماع کا پتہ نہ لگے اور حجت قیاس مین اخبار و آثار وارد ہوے
ہین چنانچہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے جبکہ بہیجا تہا
اونکو قاضی کرکے یمن کیطرف بم تقضی یا معاذ اونہون نے عرض کیا
بکتاب اللہ فرمایا فان لم تجد عرض کیا ابسنت رسول اللہ فرمایا
فان لم تجد عرض کیا اجتہد برایی پس تصویب کی اوسکی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا الحمد للہ الذی وفق
رسول رسولہ علی ما یحب و یرضاہ اور ایک روایت مین ہے کہ
ایک عورت خثعمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئی اور
عرض کیا کہ میرا باپ شیخ کبیر تہا اوسکے سامنے حج کی فرضیت آسمان سے آگئی
تہی اور وہ بسبب کمال ضعف پیری کے سواری پر چڑہ نہین سکتا تہا کیا آپ
حکم دیتے ہین کہ مین اوسکی طرف سے حج کرون تو فرمایا علیہ الصلواۃ والسلام
نے ارأیت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ اما کان یجزیک
اوسنے عرض کیا بلی فرمایا فدین اللہ اولی و احق پس لاحق کیا
حضرت نے حق شیخ فانی مین حج کو ساتھ اور حقوق مالیہ کے اور اشارہ
کیا طرف ایک علت کے جو موثرہ ہو جواز مین وہ قضا ہے اور یہ لاحق کرنا
خبر دے تو مجکو اگر ہوتا اوپر باپ تیرے کے قرض پس ادا کری تو اوسکو پس کفایت
کرتا وہ تجکو اوسنے عرض کیا کیون نہین پس فرمایا کہ قرض اللہ کا بہتر اور احق ہے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کو حق شیخ فانی مین ساتھ حقوق مالیہ کے قیاس ہے ۔ اور روایت کی سے ابن صباغ نے جو معظم اصحاب شافعی سے ہے اپنی کتاب مین جسکا نام شامل ہے قیس بن طلق اور غیر نے اپنے باپ طلق بن علی سے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گویا کہ وہ بدوی تہا اور عرض کیا یا نبی اللہ ما ترٰی فی مس الرجل ذکرہ لعبد ما توضاء فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے هل هوا الا بضعته منه ۔ اور اسی قبیل سے ہے جو پوچہا تہا لوگون نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ اگر کسی نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے تو اوسپر مہر واجب ہوگا یا نہین اور اگر واجب ہوگا تو کتنا پس کہا اونہون نے کہ مجھے ایک مہینے کی مہلت دو کہ اجتہاد کرون اپنی راے سے اگر صواب ہوگا تو منجانب اللہ ہے اور اگر خطا ہوگی تو ابن ام عبد سے ہوگی بعد مہینے کے کہا کہ میری راے مین اوس عورت کو مہر مثل دینا چاہئی لا وکس فیه ولا شطط یعنے نہ اوسمین زیادت ہے نہ نقصان ۔

اور شروط صحت قیاس کے پانچ ہین ۔ ایک یہہ کہ نہو مقابلہ مین نص کے ۔ دوسرے یہہ کہ نہ متضمن ہو کسی حکم کے تغیر کو احکام نص سے ۔ تیسرے یہہ کہ معدی ہو طرف ایسے حکم کے جو معقول المعنی نہو ۔

چوتھے یہہ کہ واقع ہو تعلیل واسطے حکم شرعی کے نہ واسطے امر لغوی کے — پانچوین یہہ کہ نہ ہووے فرع منصوص علیہ کے — مثال اوس قیاس کی جو مقابلہ نص کے ہو یہہ ہے کہ کسی نے حسن بن زیاد سے سوال کیا قہقہہ فی الصلوٰۃ سے تو کہا اونہون نے کہ ناقص وضو ہے پھر کہا سائل نے کہ کوئی شخص اگر نماز مین محصنہ کا قذف کرے تو نماز توٹیگی وضو نہ توٹیگا باوجود اسبات کے کہ قذف محصنہ خیانۃً اعظم ہے قہقہہ سے تو یہہ قیاس سائل کا مقابلہ نص سے ہے جو حدیث اعرابی ضعیف البصر ہے کہ الا من ضحک منکم قہقہۃ فلیعد الصلوٰۃ والوضوٴ جمیعا — اور مثال دوسری کی (یعنے اوسکی جو متضمن ہو تغیر کسی حکم کو احکام نص سے) یہہ ہے کہ نیت کو شرط ٹہراے وضو مین بالقیاس علی التیمم اور یہہ موجب ہے تغیر آیہ وضو کو اطلاق سے طرف تقیید کے اور مثال تیسرے کی (یعنے جسکی معنی معقول نہین ہونے) یہہ ہے کہ جایز رکہا ہے شارع نے وضو کو نبیذ تمر سے اوسپر قیاس کرکے دوسرے نبیذ سے وضو درست نہین — یا مثلاً شارع نے حکم دیا کہ اگر نماز مین حدث ہوجاے تو اوسی نماز پر بنا کرے اسپر کسیکا قیاس کہ اگر نماز مین کسیکا سر توٹ جاے یا نماز مین احتلام ہوجاے تو اوسی نماز پر بنا کرنے جایز نہین اسواسطے کہ حکم اصل مین معقول المعنی نہین ہے پس محال ہے

تعدیہ اوسکا طرف فرع کے — اور مثال چوتھی کی (یعنے وہ حکم ہو تو —
تعلیل بحکم شرعی نہ بامر لغوی) یہہ ہے کہ سارق کو سارق اسواسطے کہتے
ہین کہ لیا اوسنے مال غیر کو بطریق خفیہ پر نباش مین دیکھا کہ وہ معنی
بعینہ پائے جاتے ہین تو بالقیاس اوسکا نام بھی سارق رکھا جیسا
کہ عرب لوگ گھوڑے کو ادہم کہتے ہین بسبب اوسکے کالے ہونیکے اور کمیت
کہتے ہین بسبب اوسکے سرخ ہونیکے پس اگر جاری ہو جاوے قیاس اسامی لغویہ
مین تو جائز ہوگا اطلاق ادہم کا زنگی پر بسبب کالے ہونے اوسکے اور کمیت کا
پارچہ سرخ پر بسبب اوسکی سرخی کے اور یہہ بات مؤدی ہوگی طرف ابطال اسباب
شرعیہ کے — اور مثال پانچوین کی (یعنے اوسکی کہ نہووے فرع منصوص علیہ) جیسا
محصر محرم حلال ہوجائے بالصوم بالقیاس علی المتمتع ہمارے نزدیک جائز
نہین اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
وعلی ہذا القیاس — دیکھو ان مسائل مین سوا آمنا وصدقنا کہنے کے عقل کا کیا
دخل ہوسکتا ہے یہہ ایسی پکی باتین ہین کہ اونکا انکار وہی کریگا جو عقل سے
بے بہرہ ہو — اور ان دونون مسلکونمین (یعنے عقل کو جسمین دخل تہا
اور جسمین نہ تہا) اسلئے ہمنے تفصیل کی کہ دو چار مسئلون مین تو کبہی بیوقوف سا
بیوقوف بھی سیدہی بات کہ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے قول پر کبہی کوئی
نادان بھی اعتراض کر بیٹہتا ہے مگر وہ دوچار سیدہی باتین کہنے والا

اور دو چار اعتراض کرنیوالا کچھ اہل شعور و تمیز میں شمار نہیں کیا جاتا —
اب تمکو اور جنکو تمہارے اغواء سے بے راہی ہو گئی ہو گی کچھ ہٹنے کی کیلئے
ہو گی تو معلوم ہو جائیگا کہ یہہ دین نہایت مستحکم ہے اور دین والے بغایت
ہوشیار ہیں سب نے سمجھکر اس دین کو قبول نہیں کیا اور تمام جزئیات کو جو منصوص
تھے اپنے حال پر رکھا از انجملہ ترتیب قرانی بھی ہے کہ قرن اول کی مقبول
ہے جو خیر القرون ہے ایمانًا و اسلامًا و احسانًا و شرفًا و عزًا و
شرفًا و فہمًا و درایۃً و روایۃً و عدالتًا و حفظًا و ضبطًا و
کرامۃً و فضلًا و قبولًا و قربًا اور جن قرن والوں کی مدح میں اللہ تعالی
و تقدس فرماتا ہے سورۂ ذاریات میں اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ
كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ
وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ اور سورہ انبیا میں فرماتا ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ
لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ
اور سورہ سجدہ میں فرماتا ہے اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا
بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا و

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ اور سورہ مجادلہ میں فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور اسکے سوا قرآن پڑھنے اور سمجھنے والے کو معلوم ہو سکتا ہے کہ سارا قرآن اون لوگونکی مدح سے مالامال ہے یہ وہ حضرات تھے کہ جنکے طرف جواب ملائکہ میں اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ کا اشارہ فرمایا ہم کیا منہ رکھتے ہیں جو اونکی مدح وثنا کریں اللہ و رسول اونکی مدح کو بس ہیں اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِمْ وَاَوْرِدْنَا الْحَوْضَ مَعَهُمْ وَاسْقِنَا بِكَاسِهِمْ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهِمْ آمِيْن آمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى صَاحِبِ الْوَصْفِ الْأَكْمَلِ وَالْقَامَتِهِ الْأَعْدَلِ وَالنَّبِيِّ الْمُفَضَّلِ وَالرَّسُولِ الْمُبَجَّلِ ذِي الْوَصْفِ الْجَمِيلِ وَالطَّرْفِ الْكَحِيلِ وَالْكَوْثَرِ وَالسَّلْسَبِيلِ نَاسِخِ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَمَلَاذِنَا وَمُطَاعِنَا

وَهَادِینَا وَمُرْشِدِنَا وَبَاعِثِ خَلْقِنَا وَسَبَبِ اِیجَادِنَا لَوْلَاہُ لَمَا
اَظْهَرَ اللّٰهُ رُبُوبِیَّتَهٗ ۔ اشعار از نتیجہ طبع گہربار حضرت استادی
مدظلہ العالی شفیع المذنب المفلس العدیم ٭ نبی الرحمۃ اکبر الرحیم ٭
رسول اللہ ختم الانبیاء ٭ حبیب فی الشفاعت واللواء ٭ ضماندار
گنہگاران امت ٭ طرفدار تبہ کاران امت ٭ کسے را مثل او
گفتن حرامست ٭ کہ بروی نعمت یزدان تمامست ٭ گذشت از ماسوائے اللہ
پایہ او ٭ ہمہ عالم بزیر سایہ او ٭ ولغیرہ چابک قدم بساط افلاک ٭
والاگہر محیط لولاک ٭ قدرش بزمانہ ماہ واکلیل ٭ نورش بفلک چراغ وقندیل
خاکی وباوج عرش منزل ٭ امی وکتاب خانہ در دل ٭ دارندہ حجت الٰہی
دانندہ سر صبحگاہی ٭ تفسیر دو کون رائت او ٭ تفسیر دو حرف آیت او
سرجوش خلاصہ جہانے ٭ سرچشمہ آب زندگانے ٭ از رائت
کبر ما موئید ٭ سر لشکر انبیا محمد ٭ صلی اللہ علیہ وسلم ٭ وَلِلّٰهِ دَرُّ قَائِلٍ
شَهِدْتُ عَلٰی اَنْ لَا نُبُوَّةَ بَعْدَهٗ ٭ وَاَنْ لَیْسَ حَیٌّ لَعَلَّهٗ بِمُخَلَّدٍ
وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ ضَرِیحُهٗ ٭ وَخَیْرُ الْوَرٰی اَلْهَادِیْ
الْمُشَفَّعُ فِی الْغَدِ ٭ وَاَکْوَابُهٗ مِثْلُ النُّجُومِ وَحَوْضُهٗ ٭ وَتَرَاهُ کَاذُوْا
بِاَعْذَبَ مَوْرِدٍ ٭ فَیَا خَیْرَ مَبْعُوْثٍ اِلٰی خَیْرِ اُمَّتِهٖ ٭ وَمَنْ خُصَّ
بِالدِّیْنِ الْقَوِیْمِ الْمُؤَیَّدِ ٭ سَاَلْتُکَ یَا خَیْرَ الْاَنَامِ شَفَاعَتَهٗ

بها ارتجي سؤلي وأبلغ مقصد ؛ عليك سلام الله يا خير
مرسل ؛ وأشرف مخلوق وأكرم سيد ؛ وعلى آله وأصحابه
وأزواجه وذرياته وعلماء أمته وجميع من آمن به
شعر فعليه صلى ربنا ما ناح في الصبح الهزار ؛ وعلى
جميع عبيده ما زمزم الحادي وسار ؛

تمّ جواب شطيّات مسرف على نفسه غير خائف من
حلول رمسه مشتري الظنين وبائع اليقين لاحٍ
عن جراح الموت وناسِ الرحيل الفوت ذي
قلب صليب وداءٍ غريب لا يميز الساقي من
الراقي ولا يدري عند الرحيل ما يلاقي
من ارباب الزيغ والعناد ومن المقربين في
الاعتقاد

تقریظ من اشتهرت شمس فضله بین الانام وعلی صیته
عند الاقران من خاص وعام امام الفضلا وتاج
النبلا حضرت مولانا واستاذنا السید شاہ محمد عبد الحق
شمس العلما متعنا الله بوجوده وحیاته ومد علینا
ظلال برکاته آمین یا رب العالمین

بسم الله الرحمن الرحیم

حمداً للسامد الزاهر وشکراً للحارس الکاهر وصلوة
علی المکرام لکل کارم وسلام علی المجتمع لجل الکارم
وبعد فان بعض احماء الاجوریین الذی اعور فی الدین
المتین واکماء الحد فی کرد الودح المعلی
فی الکتاب المبین واودح کل الرس ولولا کان
بالدهاء ترتیبا وما خاف من مساطب العرام الروحانی
المحمد تحامیا وتخبر فی سداء الیهود

وعتو يديل الصلد و د ركض في ميدان الماس

وغرق في دماء الابلاس وغفل عن الحمام واسعود

سبحان من مسلم معدا للمكاء لولا الدلوع عن صرح

الايمان بالجمش تخريب القرآن وعرد الى

طروح الكفر عن معمر تتيب الرحمن فلله در

وعام حصار الترزاند وصدر وسد الفتانة الاحمس

السلط في حماية السماء حاسم الاهواء مبطل الهراء

الولد لساك المروم السيد النبيل يوسف الحسيني

المحرز لنات العلوم انه طارد على هل المدروس

المفهور والملد المكهور فقطع دابر الظلوم الجهول الكفور

والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام

على سلطان الانبياء والمرسلين خاتم النبيين

شفیع المذنبین سیّدنا و مولانا و نبیّنا محمّد و علی
آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ
ربّ العالمین ؀

ھذا ما حررہ العلامۃ النبیل و الفہامۃ الجلیل زبدۃ
اذکیاء العصر و الزمان فائق علی الاماثل و الاقران
جامع المعقول و المنقول ینابیع الفروع و الاصول الذی
فیضہ کبحر بحر الجاری المولانا المولوی الحافظ السید
غلام غوث النشطاری متع اللّٰہ بلہ و ادام فیضہ
الطالبین و الفی مہجتہ الی یوم الدین

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

حامداً و مصلّیاً

انما القرآن تنزیل علی ختم الرسل ؛ جاء جبریل بہ روحاً من اللّٰہ العلیم
کان مکتوباً قدیماً محدث تنزیلہ ؛ کل لفظ منہ محفوظ بترتیب قدیم
جاھل من فرط جہل مدّعٍ تبدیلہ ؛ محدث من عند عبد للشی
قاصد تبدیلہ تغییرہ مما علیہ ؛ ذاک کفر ای کفر منجر نحو الجحیم

ردہ علام دهر كامل في علمه ؛؛ ذهنه ذو من فهيم طبعه طبع سليم

سيد فرد سمي ابن يعقوب النبي ؛؛ اي اربابه الصدق نوما التقوى الكريم

ذو كمال مجموع اوصاف بين الشرفاء ؛؛ فله خلق عظيم فضله فضل عميم

قد اجاب الخصم اسكاتا على وجه الثبوت ؛؛ اظهر المقصود من هذا الجواب المستقيم

فيه دمغ للاكاذيب التي قد قالها ؛؛ منكر التثويب باع صاحب القلب السقيم

كل مضمون صحيح قوله قول فصيح ؛؛ ظاهر ما فيه من حسن ومن حق صميم

حين رمت الارخ نادى في منادٍ وفقا بلا ؛؛ ذا جواب قد يحق الحق ما الوجه القويم

۱۳۰۸ ہجری

ولہ ایضاً

ذا جواب كله فصل الخطاب ؛؛ ذا كتاب جله لب اللباب

فيه اظهار لحق وافيا ؛؛ مستدلا من حديث وكتاب

من فقيه ذي كمال عالم ؛؛ يا له من ربه خير الثواب

حينما فكرت في تاريخه ؛؛ قال لي من منه الهام الصواب

قل بقطع الراس من اعدائه ؛؛ فيه حق ثابت نعم الجواب

۱۳۰۹ ہجری (۱)

(۱۳۰۹-۱ = ۱۳۰۸)

وله ایضاً بالفارسیة

چو شد تصنیف این والا کتابے :: پی ترتیب قرآن خوش جوابے

بہر جا خود از قرآن و سنت :: ز بحر علم ہر فصلش حبابے

بہر لفظش بود اشارہ معنی :: وران افکار خوش مغز و لبابے

بباغ حسن فقراتش شگفتہ :: گل مقصود ہر جا چون گلابے

برای تشنگان در جام تحقیق :: رسد از سا قیش خالص شرابے

ز ہر تقریر او مضمون شیرین :: چکد مانند باران از سحابے

بہر مضمون ور یکی بینی کہ آن در :: نیابی در صدف جز اتحابے

چنین از فیض آن عالی نہاد است :: کز و گیرد بہر فیض یابے

معزز سید یوسف حسینے :: سیادت ہم فضلیت انتسابے

ادیب کامل و خوش خلق عالم :: کہ دارد فضل و کامل نصابے

پی تاریخ تصنیفش نوشتم :: ز تحقیق ادق روشن جوابے

۱۳۰۸ ہجری

هذا ما كتبه الشاعر مضمار المنقول والمعقول سبّاق غايات الفروع والاصول العالم النبيل الاوحد والفاصل الجليل الامجد الذي ذاته كالشمس الاظهر مولانا الحاج المولوي الحافظ السيد عمر حفظه الله عنه

كل سوء وشر بجاه النبي سيد البشر ورقاه
على ذروة العز والجاه واوصله الى غاية منتهاه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله منزل القرآن المجيد الذي لا يأتيه الباطل
من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد
المعجز عن الاتيان بمثله كل بليغ وفصيح وقريب و
بعيد المرتبة آياته بتوقيف منه سبحانه وتعالى
كما وردت به الاحاديث واجتمعت الامة على هذا
القول السديد والصلوٰة والسلام على الشفيع
يوم تأتي كل نفس معها سائق وشهيد وعلى
آله الذين سبقت لهم العناية بالتطهير بدلالة قوله
انما يريد وعلى صحبه الذين فضلوا الناس كما
فضل الطعام الثريد وعلى مجتهدي هذه
الامة خصوصا المنحصر فيهم وجوب التقليد
وعلى اولياء الله سيما سيد الاولياء غوث الثقلين
فرد الفريد القائل من امر الله قدمي هذه على
رقبة كل ولي لله وذلك من فضل المولى على

خاصة العبيد فمن اقتدى بهم واحبهم فهو المهتدي
والسعيد ومن خالفهم وابغضهم فهو في النار مع الشيطان
المريد اما بعد فقد اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب لتبيننه
للناس ولا يكتمونه وها نحن في زمان رق فيه الورع
وقل فيه الخشوع وحمل العلم مفسدوه فنطقوا فيه بالهوى
وحرفوا الكتاب بالتفسير وما لم يستطيعوا تحريفه كتموه
لا سيما هذه الفرقة النجدية التي لفقت كثيرا من زخرف
القول باللسان الهندية وذكروا فيها عقائد المخالفة
لاهل الاسلام فضلوا واضلوا العوام فمنهم من
يعد رتبته سيد المرسلين مساوية برتبته ومنهم
من يمنع شد الرحال الى زيارته ومنهم من ينكر شفاعته
لاهل الكبائر ومنهم من يحسبه جمادا لاحتجابه عن
البصائر ومنهم من يحرم تقليد ائمة المجتهدين
ومنهم من ينسب الى الشرك من توسل واستعان
باحد من الاولياء والصالحين ومنهم من
يقول على الله رجل في هذا الزمان ويزعم ان مرتب
القران سيدنا عثمان واتهمه بانه اسقط منه

حيث ترتيبه القدير الكثير لما فيها من علائم تقديم الآيات
والتكرير وخلط آيات صفات الله في آياته
الكريمة فصار ترتيب القرآن ناقصا تقتضي تقويمه
القديمة وأرادت ترتيبه البليد على ترتيب جديد
كلا والله فإن الله حافظ كتابه من التحريف والنقصان
والزيادة فلا يستطيع الملحدون يريدون ليطفؤا
نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون
كيف لا وهو القائل إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون
وقد رتبه الله تعالى بواسطة جبرئيل فلا يمكن أن
يوجد في ترتيبه تغييرا وتبديل كما أخبر في قوله
تعالى علوا كبيرا ولو كان من عند غير الله لوجدوا
فيه اختلافا كثيرا ويؤيده ما رواه أجلة المحدثين
كالإمام أحمد والترمذي وأبي داود وكان إذا نزل
عليه شيء دعا بعض من كان يكتب فيقول ضعوا هؤلاء
الآيات التي يذكر فيها كذا وكذا كما بين العلامة الجامع
لهذه الكتاب وأوضح وبرد بها على منكري الترتيب
وأفصح وأظهر أنوار الحق وصرح وكشف ظلمات الباطل

وزخرف ووضع ذلك المهذب الى الاسماع انواع البدايع
وزين محسنات الكتاب بالترصيع والتسجيع كيف
لا وصنفهما من اهل البراعة واللسن وشيمته
لطف الشيم ونشر المحسن ودأبه مع الناس الى القول
بموجب المدح مائل وعلم التورية في الكلام من اخفاء
الحق وابطال الباطل له الى الحق رجوع والتفات
وبالجملة فقد حاز جميع جميل الصفات ماحي الطغيان
حامي حمى القرآن الذي قصم ظهور الملحدين وارغم
انوف الضالين الحبر المدقق والنحرير المحقق صفوة العترة
الطاهرة ومنبع المناقب الباهرة مؤيد الدين بقاطع البراهين
السالك النهج القويم الكريم ابن الكريم ابن الكريم سمي
من سجد له احد عشر كوكبا والشمس والقمر ووالده
سمي والده مستغني اسمهما من ان يذكر ولله در قائله

جعلوا لابناء الرسول علامة
ان العلامة شان من لم يشهر
نور النبوة في كريم وجوههم
يغني الشريف عن الطراز الاخضر

وسمي كتابه

نسبتش اشتہار و شہرت ہے ۔ ۱۳۰۲   حقیقت نامی بست کہ بود خاطر ۱۳۰۲

ز شہرہ شہود و ۱۳۰۲   و نفع شنید ازل سنت ۱۳۰۲

قاله بلسانه وكتبه ببنانه المفتقر الى رحمة الله الاكبر المدعو

بمحمد عمر كان الله له

هٰذَا مَا قَرَّظَهُ الأَدِيبُ المِسقَعُ وَالخَطِيبُ المِصقَعُ الَّذِي فَرَعَ

الأَندَادَ وَبَرَعَ الأَمجَادَ ذِي النِّعَمِ وَالأَيَادِي المَولانَا المَولَوِي

مِيرزَا صَادِق عَلِي بيگ صَاحِب اَوْرَنْگ آبَادِي سَلَّمَهُ اللهُ

العَلِيُّ الهَادِي

تقریظ

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا قيما

لينذر بأسا الشديد وجعله من عنده على لسان عبده لا يأتيه

الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد

والصلوٰة والسلام على خير مبعوث بنبع من وحدة الالسن

فی الوجود ۔۔ ونبع من منبع السماحۃ والجود ۔۔ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ خیر من ھدی بالارشاد وافصح من نطق بالضا
وافضل داع الی سبیل ربہ واکمل واع لکلمات ربہ و
حجر زمانی عتبہ تاج ارباب العمائم واحسن من الملتہ
الغمام واقلتہ تھامر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ بدور الاء
وصدور الکرامہ الی یوم القیامہ وصحبہ اولی المناقب
وذوی النجدات والمناصب علیھم برکات اللہ ما
شدی الشادی وحدی الحادی

وبعدہٗ

فلما تاملت ما املاہ الحبر الادیب والفاضل الاریب ۔۔
الاورع الاجیل الحبوب السید یوسف بن السید
یعقوب المشھور عند الناس بماورنگ ابادے ادرہ اللہ
وانعم علیہ بالایادے ما انتقد الناد ے وسال الواد
قد ردا علی من اراد التحریف وعاضد الدین القویم
بما یحمل من امثالہ نظل وریف من یا بنیہ اللہ الخبیر اللطیف
کیف لا وھو یوسف وقد قالت العرفاء بان الاسماء
تنزل من السما وقال الواصلون فی السلوک والسیر

والعارفون حق النفس الخبر ان باء اليقين ثمره والود
بين والود ثمره سبين السكر وسبين السكو ثمر فاء الفناء وبه
تمام السلوك واجتمعت الاحرف فظهر منها يوسف ولذا
كان اول معشوق ومحبوب من الانبياء

شعر

عليهم سلام الله ما ذر شارق ٭ وما لاح من افق المدينة بارق
ثم تراءيت ما صنفه كتابه وودعه خطابه وترس اهامه
واملاء جرابه فرايت انها معالي البيان بديع الشان
وحرية للحفظ والصيانة عن العدوان وانها خير
تلخيص لمفتاح الديانة وخير فقرة في جملتين الوصل
بالحق والفصل عن الباطل بكمال الرزانة وان الجمع
هذا مع وجازته جايز لكل ما يريد الانفس وفيه ما
تشتهيه الانفس وتلذ الاعين فبا النفس والعين
يوكد مدحه ويذم من العاقل قدحه وحد يرفي معر
فيته نقول شارح الثناء عليه ومحل دالتحميد اليه
فان الحواس الخمس كليات تنادي بالجهر لا الهمس
ان هذا المجموع منطق فصل عند التحقيق وكل من

النصف فلا مناص له بعد التصور الا التصديق
فجزی الله کاتبه و رابنه وحبیب کاتبه و بمانیه
گویا سعدی کاکوری که بیش از نصف ثانی اسم خود کوری نباشد
و از رفیع الدین لقب از قبیل اضداد که خفیف الدین است ارادہ
ناقصی فرموده والواب اصابه سهام بر هدف نفس خود کشوده و داد
بیدادی داده دنیا را بما لم یقل به بما قل نهاده و ترتیب و ترکیب
وحسن نظم در اسالیب که کتاب الله المنزل علی نبیه المرسل در
اقصی درجه کمال است بطوریکه مدعی تحدی بحدی در معرض عبال
که نمی توان از ان شرح سبکے از هزار یا عشر عشیر از اعتنا رموز اقسام
نظام را این کلام بدیع چیان حاوی است که محسنات بدیعیه بران
نثار رانده و در غرر جمل و لربایش اقسام باستخدام کلمات بلغا منطو
است که معترف بعجز از اتیان بمثلش درهمه اهل روزگار فصحای
عدنان و بلغای قحطان باهمه اذینها عاقبت در تقابلش بعجز
گرائیده و سرکشان معانی و بیان در میدان تناضلش دماغ
مالیده و پیشانی برزمین سائیده اند اگر جاهلی نادان از قبیل
این هنبقه خود را در عداد سفیه با حمقه منسلک گرداند و خرسے لنگے در مقابل
خنگے جهاند خرانکه اضحوکه اطفال و العوبه ارباب قیل و قال گردد چه

توانند بود سبحان الله از بد و بعثت خیر انبیا تا بحال که یکهزار و سه صد و هشت سال است هیچ ذی شعوری از اجانب و اقارب عالم یا جاهل ناقص یا کامل ملک یا صعلوک جلیل یا صعلوک وضیع یا شریف قوی یا نحیف فصیح یا عی بلید بلیغ یا کند فهم غبیر رشید نشد که ببکدر نظم و ترتیب یا اسلوب و ترکیب این کلام معجز نظام بجز اعتراف بعجز چیزی گوید یا راه تصرف ناجایز چنانچه کاکوری پوئیده است بپاسے جسارت پوید بهتر انست که انسان خرق اجماع راهرگز داعی نباشد و برای خود عقلاء را دشمن جانی عبث تراشد و صرف برای اشتهار در چاه زمزم نه شاشد عقول ناقصه راکه مایل باعوجاج اند باستقامت اوردن تا قیامت نخواهد شد و معوج الخلقة هرگز باعتدال روی نخواهد آورد چنانچه قول افلاطون است در قنوت که الهم مالت نفسی الی الاعوجاج فخذ بها الی الاستقامة فان المعوج لا نهایة له استعاذهٔ افلاطون را ما نیز عوذه هر زی اعوجاج میکنیم و در خیر خواهے بر روی کاذخیر طلبان می زنیم

وذلک لذکریٰ لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید

وما ربک بظلام للعبید

قطعه تاریخ کتاب

دمغ الاکاذیب لباغی التقریب

رشحات خامهٔ فیض شمامه یکتا ز معانی سخنوری یادگار
خاقانی و انوری طره کشاے موشگافیهاے سخن غازه
کش رخساره این فن آبرو بخش گوهر سخندانی قلزم جواهر
تازهٔ معانی نیر تابان سپهر مجد و علی مولانا المولوی محمد مظفر الدین
صاحب المعلی دام ظله علی رؤس الطالبین و فاض فیضه علی
قلوب المسترشدین قطعه

عزیز مصر جهان یوسف حسینی .. که ذات او بعالم آفتاب است
رقم چون کرد این زیبا رساله .. که زو هر اهل دانش بهره یاب است
دلیل ساطع و برهان قاطع .. برای حجت الزام الکتاب است
بگفتم ای معلی سال طبعش .. جواب تابش فزا لاجواب است
۱۳۰۸